تقاریظ و اسناد کو دیکھ کر — ہوئی شاد نواب والا گہر
اوسیدن تقاضی سی ارماں کی — دیا حکم ہمتی کا دیواں سے
سفیرِ سپہرِ ہمہ داں یہان — رہا مدتون روز و شب میہماں
سراسر مدارات ہوتی رہے — مراعات و مبرات ہوتی رہی
پسِ سال رخصت کیا آپ نی — بہت کچھ عنایت کیا آپ نی
اودہر جہپ کی یہ نسخۂ بیمثال — ہوا میکدۂ چشم اہل کمال
جو نامی گرامی سے تہے ارباب فن — زمانہ اں و یکتای شعر و سخن
اونہون نی دو اوین کو دیکھ کر — کیا اتفاق آپ کی فضل پر
سو مدح و اوصاف مائل ہوئی — کمالات علمی کی قائل ہوئی
ہزار و دو صد[۲] اور پنجاہ میں — بکو فال ذی حجہ کی ماہ میں
بلا اختلافِ زباں ہر کہیں — زمانی میں تاریخ تہی بیسوین[۲]
دمِ صبح یکشنبہ خورشید وار — ہوئی جلوہ گر خسروِ نامدار
شرف بخش روزِ سعادت ہوئے — نوید جہان ولادت ہوئی
کمر و بیش تا ختم نظمِ کتاب — اگر کیجئے اوس گہڑی سی حساب
تو ہو عمر نواب حسم جاہ کی — چہیالیس[۴۶] سال اور دو ماہ کی
اکا سرا سا عمر کو شام و سحر — تعجب ہی یہ کیف فضل و ہنر
یہ علم و کمالات و حسن قبول — ہوئی کیونکر اس کم سنی میں حصول

ٹری مربی کی جو اوستاد ہین | اونہین کو یہ اسرار فن یاد ہین
اور اوسپر یہ اعجاز لطف بیان | کہ خالی تکلف سی نطق زبان
اثر شعر مین نقش تسخیر کا | مزا اور و کا میرزا میر کا
فقط فارسی ایک دیوان ہے | بلیغان ذی فہم کی جان ہی
پس جمع یہ نسخہ کیمیا | مع ہدیہ ایران بہیجا گیا
وہان ہین جو فخر فن شاعری | جہان علوم سخن گستری
فلک شان ہم جلوہ ماہ و مہر | ندیم شہنشاہ اعنی سپہر
اونہون نی اسی دیکہکر حرف حرف | شب و روز کی چندی اوقات صرف
برنگ زر نقد کامل عیار | ہر اک طرح پاکر تمام اعتبار
سند کی لیی دلکش و خوبتر | لکہی ایک تقریظ اتمام پر
جو تعریف تہی واقعی یکقلم | وہ کی نثر مین بی تصنع رقم
سوا اونکی ہین اور بہی جو وہان | فن شعر مین یادگار جہان
ہر اک نی تقاضای انصاف سے | بہری خاتمی مدح و اوصاف سے
پس چند مدت سفیر سپہر | ہوا جلوہ گر صورت ماہ و مہر
او سیدم ہر اسباب راحت ملا | مکان ایک بہر اقامت ملا
ارا کین پیش آئی مہمان سے | عنایت کرم لطف احسان سے
تقدمبوس سی جب ہوا کامیاب | کیا پیش وہ نسخہ لاجواب

کتابیں ہوئیں نثر میں طبع چار ہیں شہرۂ دیدۂ روزگار
فقط ایک ایسی ہی اردو زباں لکھی ہے کوئی عشق زادہ استاں
طرب بخش ہی دافع درد و رنج اسی کہتی ہیں بلبل نغمہ سنج
سوا اسکے ہر نسخۂ بی نظیر زبانِ عجم میں ہی شہرت پذیر
کروں نام تحریر قدرت نہیں کہ بحر تقارب میں وسعت نہیں
جو استاد ہیں ماہرانِ سخن سمجھتے ہیں سرمایۂ کسب فن
کیا کرتے ہیں سیر آٹھوں پہر ورق سی اوٹھاتی نہین ہیں نظر
تتبع میں رکھ رکھکے پیشِ نگاہ کیا کرتے ہیں روی کاغذ سیاہ
پس چند مدت یہ صورت ہوئی سوئے نظم مائل طبیعت ہوئی
دماغ نی طوفان برپا کیا دیا فکرِ عالی نی دریا بہا
ہزاروں کہی شعر وہ بی نظیر کہ جو یک اونہی مدعی بیسکر ظہیر
نئی جان سحر بیانی کو دی حیاتِ دوبارہ معانی کو دی
بلندیسی مضموں کی بیگماں زمینِ سخن بن گئی آسماں
وہ اشعار حسدم فراہم ہوئی کسیحا زیادہ کہیں کم ہوئی
برنگِ گلِ باغ پیراستہ ہوئی پانچ دیوان آراستہ
طرب بخش جان جابجا وہ میں ہیں زبانِ دل آویز دلجو میں ہیں
ہزار اسوں ہیں ایسی وہ قیدیں یہاں کہ ماہر ہیں جن سی ہر نکتہ داں

الٰہا رہی ہی دے برتری ۔ یہی ہی یہی لایق سروری
اسیکو ہی زیبندہ شاہنشہی ۔ سزاوار تاج و نگین ہی یہی
یہی ہی رعایا کا پشت و پناہ ۔ یہی ہفت کشور کا ہو بادشاہ
وقار و تحمل کا وہ رنگ ہے ۔ کہ کوہ گران سنگ پاسنگ ہی
سخاوت مین دریا شجاعت مین شیر ۔ دہش مین تامل نہ حملے مین دیر
عطوفت سی آفاق دلشاد ہی ۔ مروت فتوت خداداد ہی
شریعت کی پابند شام و سحر ۔ طریقت مین پای طلب پیشتر
وحید جہان تہی جو **عبد الرشید** ۔ جگر گوشۂ **شاہ احمد سعید**
مقامات عالی سی تہی بہرہ مند ۔ کہ تہا نقشبندی طریقہ پسند
مرید اونکی ہین ۔ تون سی حضور ۔ اونہین کی بدولت سراپا ہی نو[ر]
جو **نواب** مخزن فضیلت کی ہین ۔ یہ انوار سب فیض حضرت کی ہین
کسی اور مین یہ محاسن کہان ۔ یہ ظاہر کہان حسن باطن کہا[ن]
فنون لطیفہ کی جانب مدام ۔ رہا التفات طبیعت تما[م]
لکہی **نثر** ایسی کہ جسکا جواب ۔ کسی اہل فن کا نہین انتخا[ب]
زبان اچہی تشبیہ نایاب و چسپت ۔ معانی صحیح استعاری د[رست]
فصاحت ہی قربان تقریر پر ۔ فدا ذوق انداز تحریر پر
بلاغت مین پیدا کیا ہی وہ اوج ۔ کہ ہر فقرہ ہی آب کوثر کی مو[ج]

ہوا تامت الفاظِ القاب سی
کہ مملو ہی تہذیب و آداب سی

مضامینِ الطاف پڑہ کر حضور
ہوئی جلوہ بخشِ نشاط و سرور

سفیرِ شہنشاہِ عالم ستاں
حدیوِ جہاں کا رہا میہماں

ادا سب حقوقِ ضیافت کئی
گرامایہ تحفے عنایت کئی

کیا رخصت اعزاز سی شان سے
کیا وہ دل آسودہ یہاں سی

اسی طرح کی سیکڑوں ہیں بیاں
کروں سبکو تحریر ممکن کہاں

نہ گنجایش اتنی سخن مین مرے
نہ وسعت خیالاتِ فن مین مری

حدہر دیکہئی کچہ عجب رنگ ہی
ہر صورتِ آئینہ دنگ ہی

کمالات ہیں آپ مین اس قدر
کہ حیران عالم ہی تمام و بشر

دیا حافظہ حق نی ایسا قوی
کہ حاصل ہی ہر کہنگی کو نوی

جو آنکہون سی دیکہا سنا کان سی
علاقہ نہیں اوسکو نسیان سی

زمانی کی تاریخ سی ماحسب
قدیمی وقائع ہیں پیشِ نظر

ہر اک علم معلوم تحقیق سی
تعلق طبیعت کو تدقیق سے

احادیث و تفسیر و فقہ و اصول
سب آئینہ حسنِ روی قبول

دقائق ہیں معقول مین حسن قدر
حکیمانہ سب پر ہی یکساں نظر

فنِ طب میں کیا کیا مسائل ہیں یاد
کہ بو علی ہی جنہیں سمکی استاد

وجاہت عطا کی وہ اللہ نے
کہ لوسی لئی شوکت و جاہ نی

ہزارون ہوئی ہر دو جانب ہلاک
بنا لالہ گون خون سی روی خاک

اوس آشوب مین آپ نی بخطر
کمر باندہی تائیدِ اسلام پر

مدد زر سی کی قیصرِ روم کی
ہوئی وہ ہوم مقدارِ معلوم کی

پس صلح سلطانِ والاگہر
ہوئی جنگِ دشمن سے جب بخطر

نگاہِ عنایت سی شام و پگاہ
نظر کی سوی خیر خواہانِ جاہ

خدیوِ جہان کا نظر کرکے حال
ہوئی خرم و آفرین خوان کمال

مع خط و تمغای کوکب بلند
روانہ کیا ایک نامی سفیر

وہ آیا یہان دور تر راہ سے
سلامی ہوئی عزت و جاہ سی

جو خورشید منزل ہی قصر بلند
رہا حسب حکم اوسمین وہ ارجمند

تواضع مین پاس مدارات مین
دقیقہ نچہوڑا کسی بات مین

مراعاتِ مہمانِ والا مقام
بجا بی ادہر سی ہوئی صبح و شام

تجلی دکہائی اوسی طور کی
ہر اک شب ہوئی روشنی نور کی

بریلی سے وقتِ سحر ناگہان
کمشنر بہی تشریف لائی یہان

سفیر اونکی ہمراہ نواب سے
ملا شرطِ آئین و آداب سے

کیا پیشتر پیش فرمانِ شاہ
دیا پہر وہ تمغای ہمتاب ماہ

لیا خود بدولت نی اعزاز سے
ثنا خوان ہوئی عمدہ انداز سے

کیا وا جو بستہ فرمان کو
پڑہا اوسکی شایستہ عنوان کو

ترقی مراسم میں پیدا ہوئی
طبیعت روالطکی شیدا ہوئی

ہوئی شانِ اخلاص باہم بلند
دلوں میں تھی منظور الفت دو چند

پھر آئی یہاں شوق میں قرار
لوہارو کی نوابِ والاتبار

رہی جاہ و اعزاز سے چند روز
مکانات عمدہ میں رونق فرور

تواضع مدارات ہوتی رہے
ملاقات دسرات ہوتی رہی

اونچائی مری دعوتِ خاص کی
ثنا خواں گئی لطف و اخلاص کے

اسی طرح تیری کی اصلی رئیس
مع حادماں و جلیس و انیس

ہوئی رونق افزا وہاں شہر میں
نظیر آج جسکا نہیں دہر میں

ہو تھی شرط حفظ مراتب مرو
بجا لائی سب بندگان حضور

کئی روز کے بعد رخصت ہوئی
روانہ مع جاہ و حشمت ہوئی

غرض جسقدر ہیں رئیسانِ ہند
فزوں جنکی شوکت سے ہے شانِ ہند

ہر اک سے ہیں مستحکم و استوار
روالط مراسم کی لیل و نہار

شب و روز باہم ہی نامہ پیام
سفیر آتی جاتی ہیں ہر صبح و شام

یہی اوج اقبال دسرات ہی
زیادہ ترقی کی آیات سے

کہ بارہ سو پچانوے میں بہم
لڑی جب دو سلطانِ گردوں حشم

صف آرا ہوا لشکرِ روم و روس
گیا تا فلک غلغل بوق و کوس

چلی جوب شمشیر و توپ و تفنگ
ہوئی مدتوں تک قیامت کی جنگ

خبر سے دلون مین سرور الیا ۔ بدن ، تو آنکہون مین نور آگیا
چمن مین نئی سر سے آئی بہار ۔ مقدر نے تازہ دکہائی بہار
ہوا دور غم جانِ مشتاق سی ۔ پہر آئی خوشی جا کی آفاق سے
بنا شہر آئینۂ روی خلد ۔ گلی کوچہ دینی لگے بوی خلد
بجین نوبتین اہلکارونکی گہر ۔ ہوئی رت جگی جان نثارونکی
رعیت ہوئی شاد و خرم سپاہ ۔ چہٹے قیدِ تشویش سے خیر خواہ
اوسی طرح دربار ہونے لگا ۔ وہی کار سرکار ہونے لگا
اوسی شان شاہانہ سی روز و شب ۔ ریاست کا کرنے لگے کام سب
رعیت کو پاکر خریدارِ عدل ۔ کیا ہر طرف گرم بازارِ عدل
جو مصروف ادہر طبع والا ہوئی ۔ ریاست کی رونق دوبالا ہوئی
ترقی یہ سن سنکی ہر صبح و شام ۔ ہوئی دنگ رایانِ عالی مقام
یہ چاہا کہ چلکر کسی طور سی ۔ کرین دید خود دیدۂ غور سے
چنانچہ مہاراجہ گوالیار ۔ یہان لائی تشریف بی اختیار
ملی آکی نوابِ جم جاہ سی ۔ رہی شوکت و شانِ دلخواہ سے
ادہر سی تواضع مناسب ہوئی ۔ مدارات حسبِ مراتب ہوئی
وہ اخلاق کی ڈہنگ باہم رہی ۔ کہ جبتک رہی شاد و خرم رہی
دمِ رخصت راجۂ نامدار ۔ وہ کی صرف ہمت کہ لیلو نہار

تمنا تھی ہر چند دل میں یہی | کہ چھوٹی نہ یہ سرزمیں اب کبھی
یہیں زندگانی بسر کیجئے | یہیں رہئے جو عمر بھر کیجئے
تمنای عالم پناہی ہیں | سر سطوتِ کج کلاہے ہیں
بہت کچھ تہ چرخِ فیروزہ رنگ | برآئیں مرادیں نکالیں امنگ
ولیکن رعایا کا آیا خیال | کہ ہوگی پریشاں و آشفتہ حال
ودیعت خداوندِ عالم کی ہے | ازل سے ضمانت مری دم کی ہے
اگر ہوگی یہ بے سر ہوتی خراب | تو کیا دونگا اللہ کو میں جواب
انہیں باتوں سے ہوکی مضطر و بال | کیا آپ نے قصد ہندوستاں
اکابر اصاغر سے رخصت ہوئے | رواں چشم سے اشکِ حسرت ہوئے
تھی جس روز تاریخِ بہجت قریں | ربانی میں ذی حجہ کی چودھویں [۱۴]
لئے اپنے ہمراہ خیل و حشم | چلی ہند کو خسرو جم حشم
اوسی شوکت و شان و اعزاز سے | اوسی خاص شاہانہ انداز سے
رہی راہ بھر صرفِ جود و نوال | کئے لی سرورگ لاکھوں نہال
سلامی رئیسوں سے لیتی ہوئی | غریبوں کو انعام دیتی ہوئی
تھی بارہ سو نوی عیاں دہر میں | چھٹی تھی محرم کی ہر شہر میں
برنگِ نویدِ مسرت اثر | ریاست میں آکر ہوئی جلوہ گر
رعایا ہوئی دیکھکر باغ باغ | جلے شہر میں گھی کے گھر گھر چراغ

جسی آرزو ہو اس احوال کی ۔ تمنا ہو تفصیل اجمال کی

وہ رحم اپنی شوق جگر پر کری ۔ **سفرنامی** کی سیر دم بہر کری

مفصل ہی سب حال اویمین رقم ۔ حقیقت سی ہرگز نہین بیش و کم

ہوا ماہِ ذی حجہ جب جلوہ گر ۔ خوشی سی ہوئی ختم راہِ سفر

اوسی روز غرّہ کو باصد سرور ۔ مع الخیر **کعبی** مین پونہچی حضور

اوسی طرح شاہانہ انداز سے ۔ فروکش ہوئی شان و اعزاز سے

تصدق مین اللہ کی شان کی ۔ فدا اوسکی رحمت کے احسان کی

قدومِ مبارک ہمایون ہوا ۔ یہ فضلِ خداوند بیچون ہوا

کہ اوس سال حجاج بیت الحرام ۔ ہوئی حج اکبر سی سب شاد کام

جو تہی ساتہ خدامِ عالی دماغ ۔ نسیمِ خوشی سی تہی سب باغ باغ

خدیو جہاندار کو خاص و عام ۔ دل و جان سی دیتی دعائین تمام

غرض جبکہ ہر طرح فرصت ہوئی ۔ حج و عمرہ سب سے فراغت ہوئی

اکابر اصاغر کو لیل و نہار ۔ علی قدر حیثیت و اعتبار

صلہ مین تواضع مین اکرام مین ۔ دئی سیکڑون سبکو انعام مین

مساکین و محتاج کو سیم و زر ۔ کئی آرزو سی عطا بیشتر

برای رضای خدای ودود ۔ خداوند نعمت رہی صرفِ جود

عرب مین سوا ہند سی صبح و شام ۔ کرم کی بدولت ہوئی نیکنام

پریشہ دار ذیجاہ والا تبار — تھی ینبوع کی جا کرم مدار
عمر نامی ایک شخص سردار تھا — سپاہیوں کا طرفدار تھا
قبیلے سے اسکے اعیان یا احباب سے — ملا راہ میں آکی نواب سی
شرف پائے پابوس حضرت ہوا — شرفیاب لطف و عنایت ہوا
وہ پیش آیا احسان و اکرام سے — کیا آپنے ارشاد انعام سی
اسیطرح ہر قوم با ہیں راہ — مشرف ہوئی حاسی گاہ گاہ
اطاعت سی جو پیش آیا جہان — کیا اوسکو احسان سی شادمان
جو شخص آیا جسکی کبر میں انحراف — ہوا سرکش اور وہ ہوا در خلاف
بسرا تو اوسنی نہیں دی مگر — نہ فرمائی چشم عنایت اودھر
رہا کا و شرِ بخت ناکام سے — پشیمان و محروم انعام سی
چنانچہ محمد ید سی کچھ دور اودھر — قریب بیابانِ خیر مالی تر
رہِ تنگ میں زیر دامانِ کوہ — سپاہیوں کا ملا اک گروہ
بظاہر تو صورت کی انسان تھے — حقیقت میں ہم شکل حیوان تھے
خلافِ اطاعت وہ ناحق پڑے — مقابل میں آئی نظر سوی کو
ملا اس طرف سے وہ تنکی ہوا — کہ بھولی وہ سرگرمی ناصواب
پشیمان اپنی خطا سی ہوئی — پریشان یاسِ عطا سی ہوئے
غرور سے سمجھکر بیاں کالعدم — کیا مینے حال کچھ کچھ رقم

معیت مین شیخ احرم کی جناب | ہوئی حجرۂ خاص تک باریاب
جمالِ مزارِ پُر انوار سکے | اوٹہائی مزی خوب دیدار سکے
وہان کی تہی تصنیف دنرات مین | کتاب ایک نعت و مناجات مین
ونمین اگر نام اوسکا رقسم | توہو بعد قندیل لفظِ حرم
اوسی کاغذِ زر فشان پر تمام | کیا جلوہ بخشِ خطِ مشک فام
مطلا کیا عمدہ عنوان سی | بنایا مرقع نئی شان
پی کسبِ فیضِ زیارت وہان | کیا پیش اوسی صورتِ ارمغان
دکہایا یہ سوزِ دلی سے اثر | کہ وہ نسخۂ کیمیای جگر
پسندِ حبیبِ الٰہی ہوا | قبولِ رسالت پناہی ہوا
ہوا داخل اوس منزل پاک مین | کتب خانۂ شاہِ لولاک مین
جو خالد ہین مشہور شیخ الحرم | گرامیِ منش مفتخر محترم
ہوا خاص دفتے اونکی وصول | شرفنامۂ اعتبار قبول
ہر اک قبر نامی کی زائر ہوئے | بقیع مقدس مین حاضر ہوئی
نوین دن کہ ذیقعدہ کی ہر کہین | تہی مشہور تاریخ الکیسوین
دیا آپ نی حکم بہرِ سفر | سوِ مکہ لی راہ شام و سحر
اکابر نے یہ پاسِ عزت کیا | کہ آکر اوسی طرح رخصت کیا
لاکی خالد نی تعظیم کو | کیا ساتہ قاضی براہیم کو

جہاں قاعدہ یا فوج سلطان کی تہی — مطیع ایسی نوبی جاہ مہان کی تہی
عمائدلی آکی نواب سے — سلامی ہوئی خاص اداسی
عدمں ماہ ذیقعدہ میں بیٹھہ — کہ تاریخ تہی تیرہویں متتہر
اوسی ولولہ سے مع راحلہ — مدینی میں داخل ہوا قافلہ
ہوئی شادمشتاق دیدار کے — ارادی ٹرہی ہرطلب گار کے
عمائدلی ٹرہ کرلیا آپ کو — مدارات سی حوش کیا آپکو
مدینی میں شایستہ ادارسی — لی آئی ٹلوکاہ اعزارسی
اداستہ طوالامقامی ہوئی — چلی تو یہی سلامی ہوئی
تہی سید حسین ایک والاتبار — گرامی گہر عمدہ روزگار
اونہیں کی مکاں تیں یی چند روز — ہوئی آپ خاطرسی رونق فروز
قریب ایی آرام کی واسطے — رفیقاں وخدام کی واسطے
لیی کچھ مکاں اور بہی چارسو — ہوا قافلہ اوسمیں آرام جو
پی کسب فیض سعادت اثر — رہی آٹہہ دن تک وہاں جلوہ گر
زیارت سی اوس روضۂ پاک کی — تُہائی لگی جان غمناک کی
ہجوم تمنامیں دم بہر نظر — نہ ہٹتی مزار آپ کا چہوڑ کر
شب و روز بیتابی شوق میں — رہی بیخبر عالم ذوق میں
ادب کا یہ عالم کرلیل و نہار — چلی دہ قدم بہی نہ ہوکر سوار

تھا ظاہر ہوا اس قدر چار سو — کہ تر ہو گئی خشک لبہائی جو

زمین عرب منزلون ہر کہین — ہوئی تازہ مانند خلد برین

جو داؤدیہ مدرسہ ہی وہان — دلاویز و دلچسپ و رشک جنان

حرم سی اوسی قرب کامل ہے — مقرر کوئی سمت داخل ہے

وہین آپ ہر روز با صد نیاز — قدم رنجہ فرماتی بہر نماز

کیا کرتی تہی ظہر سے تا عشا — فرائض نوافل سنن سب ادا

کیا مکی مین ایک ہفتہ قیام — بسر کی وہین چین سی صبح و شام

کیا آٹھوین دن وہان سی سفر — ہوای مدینہ ہوئی راہبر

مقرر کئے پانسو راس جلے — چلے آگی پیچھی بہم قافلے

نرالی طرح کی نئی شان کی — جلو مین بڑہی فوج سلطان کی

شریف ایک تہی عبد محسن وہان — گرامی منش زبدۂ خاندان

اونہین پاکی سنجیدہ و انتخاب — شریف حرم نی کیا ہمرکاب

تہی شوال کی بیست و ہفتمین (۲۷) — روانہ ہوی سوی یثرب زمین

کرون ان منازل مین کیا کیا بیان — خدیو جہان کی اولوالعزمیان

تمکن اگر تہا بہت خوب تہا — شجاعت سی آفاق مغلوب تہا

کیے کام وہ حسن تدبیر سے — جو ممکن نہ تہی اہل تسخیر سے

شہ روم کی سمت سی راہبر — رہا پاس اعزاز مد نظر

مگر آپ بیتابیِ شوق میں — اوسی حالت و عدمِ ذوق میں
روانہ زیارت کو تنہا ہوئی — سو کعبہ شریف فرما ہوئی
اوسیوقت رستے لیا آپ نی — اوا اسکو عمرہ کیا آپ نی
وہاں سی دل آسودہ و پر سرور — اوسی کوٹہی میں آکی ٹہہری حضور
کیا شب کو آرام بے درد و غم — اوٹہی بستر خواب سی صبحدم
طلب کر سکے خدام سی چوکڑی — ہوئی تکہی پر جلوہ گر اوس گہڑی
شریف اور جملہ پیشانی شہر — اراکین سلطانِ فیروز بکہر
ہوئی ساتہہ با صد شکوہ و حشم — چلی جانب کعبۂ محترم
ہجوم تماشائی دیدار میں — قیامت کا مجمع تہا بازار میں
غرض کوٹہی سی تا مکان شریف — عجب ایک تہا ازدحام لطیف
بہت جلد مثلِ نسیمِ سحر — سواری ہوئی مکہ میں جلوہ گر
تماشائیون کی برآئی مراد — بلائیں نگاہوں کی لیں شاد شاد
دعا علق دینی لگی چار سو — ہمیشہ رہی یہ ستہ با محو
مکان شریف حرم میں حضور — ہوئی رونق افزا و پر عیش و سرور
سلامی کی توپوں نی زیر فلک — سنائی نوید طرب دیر تک
قدوم مبارک کی تاثیر سے — ہوئی تازہ بہبود تقدیر سی
کئی سال کی بعد اوس دن وہاں — ہوا ابر رحمت محیط جہان

وہان کی مشاہیر فرخندہ فر
قدومِ مبارک کی سنکر خبر

فراہم لبِ ساحلِ آب سے تھے
طلب گارِ پابوسِ نواب سے تھے

ہر اک کی لکہون نام قدرت نہین
کہ اس بحر مین اتنی وسعت نہین

جہازون مین خشکی مین شام و سحر
معین وہان فوج تہی جس قدر

وہ فرمانِ شاہنشہ روم سے
سلامی کو آئی بڑی دہوم سے

فراہم ہوئی ایک جگہہ اہلِ حرب
چلی وقت پہر توپ اونیس[19] ضرب

وہان ایکدن رات ٹھہری حضور
رہی رونق افروزِ بزمِ سرور

وکیلِ شریفِ حرم ناگہان
ہوئی ملتمس بہرِ دعوت وہان

سمجہکر محبت کی عنوان آپ
رہی تین وقت اون کی مہمان آپ

ٹرہی دوسری دن شہ نیک رو
ہوئی خاص جدّہ مین رونق فزو

یہان بہی کیا ایک ہی شب قیام
چلی صبح کو سوی بیت الحرام

حجالیہ مین پیشتر سی وہان
سجی ایک کوٹھی مثل جنان

سراپا تکلف سی آراستہ
دلِ صاف کیطرح پیراستہ

شب و روز کی صبح کی شام کی
مہیا سب اسباب آرام کے

یہ سامان جو شان و شوکت سی تہا
شریفِ حرم کی محبت سی تہا

اونہین کی وہ کوٹھی تہی بیرونِ شہر
نہایت دلاویز و نایابِ دہر

وہین پیشوائی کو آئی بہی تہی
وہین پہلے تشریف لائی بہی تہی

دکہائی یہ دریا دلی اوسنکہڑی — کہ تہی اک جماعت وہاں پر پڑی
نہ زادِ سفر تہا نہ صرفِ جہار — فقط دل سی مشتاقِ خاکِ حجار
کیا رحم دوسو کی ارمان پر — دیا حکم دو اکو زادِ سفر
اوسی وقت دلوا کی سیم و درم — روانہ کیا سوی بیت الحرم
دیم عصر لنگر اوٹہا ناگہاں — چلا دود کش مثلِ عمرِ رواں
ہوا آٹہویں روز وقتِ سحر — سوادِ عدن جلوہ بخشِ نظر
وہاں تہا جو مدت سی فرماں روا — کئی اوسی حملہ مراسم ادا
لبِ ساحل آکر ملا جیاہ سے — انہیں لی گیا شوکت و جاہ سی
اوتارا نفیس ایک ایواں میں — نہ تہا کم جو فردوس سی تاابیں
اوسی طرح نواب عالی ہمم — ہوئی مائلِ لطف وجود و کرم
وہاں دفن ہیں دو بزرگانِ دیں — عیاں کرامات و کشف و یقیں
لحد ایک ہی جسرخ درگاہ کی — ابان ابن عثمانِ ذیجاہ کی
دوم نورِ عرفاں وشمسِ شموس — گرامی گہر سید عیدروس
جہر سکی خادم جو حاضر ہوئے — قدموس آکر جاور ہوے
دیا اوسکو اسدرجہ زرِ عیار — کہ دولیتس سی بن گئی مالدار
ہوا دوسری دن وہاں سی سفر — سوی جدہ لنگر اوٹہا بیخطر
اوسی دود کش پر ہیں چہہ دس — ہوئی جدی میں شکورولی ...

وہان سی مع فوج وخیل وخدم　　روانہ ہوئی ریل پر صبحدم
ملا شہر جو بنبئی تک جہان　　سلامی کی توپین ہوئین سر وہان
ملاقات کی آ کی حکام سنے　　بجا لائی شرط ادب سامنے
خداوند نعمت نی بہی راہ بہر　　لٹائی مساکین پر سیم و زر
امید خلائق سی بڑہ کر دیے　　ہزارونکو لاکہون مکرر دیے
اوسی بست و ہفتم کو با صد سرور　　ہوئی جلوہ گر بنبئی مین حضور
کیا ایک بستان سرا مین قیام　　ہوئی جمع حکام انگلش تمام
اکابر تہی اوس شہر مین جسقدر　　قدمبوس کو آئی شام و سحر
سفیر شہ روم بہی چند بار　　ملاقات کو آئی ہو کر سوار
کمال عطوفت سی اخلاق سے　　ملی آپ خاصان آفاق سی
اوسی باغ شاہی مین شام و سحر　　رہی آپ ۹ روز تک جلوہ گر
کمشنر تہا کوئی وہان رامنین　　ستودہ منش لایق آفرین
وہی جان و دل سی ہوا چارہ ساز　　اوسیکے ذریعہ سی ٹہرا جہاز
کرایی کی بابت وہین چہرہ دار　　دیی آپ نی یک لک و دہ ہزار
دخانی تہا وہ مرکب برق دم　　خلائق مین مشہور ڈہا کا علم
اوٹہا کر عمائد نی رنج و تعب　　اوسی پر کیا بار سامان سب
تہی شوال کی ساتوین آشکار　　ہوئی آپ بہی ظہر پڑہ کر سوار

پھر اک جمعہ کو خسرو پاک نام — ہوئی زیبِ مسجد پھر ای بہار
قیامت کا اوس روز تھا ازدحام — بھری تھی خلائق سی مسجد تمام
اوس انبوہ میں ہر مسلمان سے — یہ الفاظ فرمائے اعلان سے
مری ہیں حقوق آپ پر جس قدر — کیے میں نے لللہ سب درگذر
دکھائی وہ خلقت کو شانِ کرم — کہ سب بن گئے بندۂ بی درم
رئیس سار و سامانِ راہِ سفر — مہینوں سی تیار تھا پیشتر
ریاست سی تا منبئی جابجا — مہیا ہر اسبابِ آرام تھا
تھی ماہِ مبارک کی بائیسویں ۲۲ — مسلمان روزی سی تھی ہر کہیں
ملا حکم لشکر کو بہرِ سفر — ہوا رستم آباد میں جلوہ گر
مع چند خاصانِ والا تبار — ہوئی خسروانہ حشم سی سوار
بڑھی آگے کو وہ فرشتہ جناب — سعادت ہوئی پائی بوسِ رکاب
خبر سنکی یہ رستم آباد میں — خلائق تھی کل آپ کی یاد میں
مشاہیرِ حاضر برابر ہوئے — درِ خیمہ پر جمع آکر ہوئے
وہیں پیشتر سی پیادہ سوار — فراہم تھی حکامِ فرخ تبار
ہوئی رونق افروز جس دم حضور — بڑھی آگے حضار با صد سرور
ملی سب خدیوِ جہاندار سے — سلامی ہوئی سمتِ سرکار سے
سرافراز پابوس خدمت ہوئے — شرفیاب اعزاز و فرحت ہوئے

پر آشوب ماتم مین گھلیان ہوگئین
تاسف سی جانین پریشان ہوگئین

نہ ہنگامۂ شادمانی رہا
نہ وہ عالم کامرانی رہا

سجاوٹ سی لوگون کے دل ہٹ گئے
گریبان مثل کتان پہٹ گئے

پس سال وہ نوشۂ ذی وقار
عروس اجل سی ہوئی ہمکنار

مکانات شاہانہ کو چھوڑکر
بسایا لحد کا پس مرگ گھر

کیا شوق فردوس نی بیقرار
نہ دیکھی گل زندگی کی بہار

اسی کہتی ہین ضبط و صبر و رضا
کہ نواب گردون حشم نے ذرا

اس آشوب اندوہ و جانکاہ مین
ہجوم غم و درد ناگاہ مین

کسی وقت کم استقامت نہ کی
کبھی کوئی بیجا شکایت نہ کی

رہی راہ تسلیم تا نظر
کسی دم نہ لغزش ہوئی بال بھر

پس مدت یک ہزار و دوصد
کہ ہشتاد و نہ تھی قریب نود

زیارت کی پیدا ہوئی حوصلی
زیادہ ہوئی شوق کی ولولے

سفر کو حضر پر مقدم کیا
پی حج ارادہ مصمم کیا

ہوا رہنمون شوق سوی حرم
تمنا نے کعبہ مین اوٹھی قدم

ہوئی تنگ دنیا کی جنجال سے
کنارہ کیا ملک سی مال سے

ذریعی سے ہر کار پرداز کے
کیی کام شایستہ انداز کی

رعایا سی درخواست کی صاف صاف
حقوق اپنی کردین مجھی سب معاف

کریں جشن اپنی جگہہ پر تمام
اونہائیں مزی عیش کی خاص عام

عرض تیس دن تک یہ عالم رہا
کہ مست مئ عیش عالم رہا

دلوں مین تمنائین تہین جوش پر
نہ تہا نامرادیسی کوئی خبر

ہر اک جام عشرت سی بیہوش تہا
جو تہا بیخود و خود فراموش تہا

رہا دست سلطان عالی ہمم
گہر ریز مانند ابر کرم

یہانتک دیا ہر کسیکو کہ بس
یکا یک اونہی گہر اکی اہل ہوس

عمائدکو خلعت مین گہوڑی دیی
جو کم رتبہ تہی اونکو جوڑی ملی

رئیس اور جو مخصص مہمان تہی
خداوند عزت تہی ذیشان تہی

عنایت کرم سی عطیات سے
اونہین بہی کیا شاد ہر بات سی

نئی بات یہ تہی کہ عالم سی کی
نرالی سلاطین اعظم سے کی

کہ خوش خوش ہوئی جبکہ رخصت برات
دکہاتی چلی شان و شوکت برات

خدیو جہاندار نی راہ بہر
لٹائی عوض سیم و زر کی گہر

رہی لوٹنی والی سب کہر سے
کہر ہائی روش سی دامن بہری

یہ عالم تہا رستوں کا بار بار کے
کہ دامن تہی ابر گہر بار کی

مگر حیف چرخ ستمگار سے
سپہر فسون ساز مکار نی

یکایک دکہائی وہ آفت کی دن
کہ ہوئی خلائق کو عشرت کی دن

نگاہوں میں تاریک عالم ہوا
زمانی کا کچہ اور عالم ہوا

کہ خانہ شماری کی روسی یہان — کہ دمہ ہین لاکہہ آدمی ہیکمان
کئی توری تقسیم کل شہر مین — ہوا شور دریادلی دہر مین
گہرونمین مساجد مین شام و سحر — روانہ کئی خوان بالای سر
مسافر سرا مین جو آکر رہی — ملی کہانی اونکو بہی سب بہی کہی
نہ محروم ادنی نہ اعلے رہا — جہینون نہ ہی کار خانا رہا
کنوین عمدہ تہی شہر مین جسقدر — اونہین بہر دیا شہد سی بیشتر
خلائق نی شام و سحر ہر زمان — کیی آب کوثر سی تر کام جان
چراغان سی آفاق روشن ہوا — ہر اک کوچہ مہتاب ایمن ہوا
در قصر دولت سی تابی نظیر — بنی نور سی ذرّی بدر منیر
ہوا خاک کا روشن ایسا جگر — کہ آیا زر گنج قارون نظر
پری پیکرون کا برابر ہجوم — گلی کوچہ مین رقص نغمی کی دہوم
خبر سنکی شادی کی نزدیک و دور — چلی سیکڑون طائفی رشک حور
فراہم ہوئین رنڈیان دہر کی — پرستان گلیان بنین شہر کی
یہ تہا شہر والون کو حکم حضور — کہ ہو ہر محلی مین بزم سرور
شب و روز خوبان نوخاستہ — رہین رونق بزم آراستہ
ضرورت پی صرف ہو جسقدر — وہ لیجائین سرکار سی بی خطر
شب و روز گہر گہر رہی راگ رنگ — نکالی خلائق دلون کی امنگ

الٰہی اسیطرح شام و سحر
رہیں آپ اعزاز سی بہرہ ور

ترقی رہی جاہ و اجلال کی
نہ کم ہو چمک نیّرِ اقبال کی

بہ رنگِ خضر شاد و فیروز مند
ہمیشہ رہین زیرِ چرخِ بلند

یہانتک ہو عمرِ گرامی دراز
کہ عیسیٰ کی مہندی پڑہائیں نماز

دل آسودہ و خوش احباب ہین
پریشان و برباد اعدا رہیں

ہوئی جبکہ بارہ سو ستاسی سن
جوا نوجوان آسمانِ کہن

عجب دن خوشی کی دکہانی لگا
نئی طرح ہر دم ہنسانی لگا

کہی حال دل کون مہلت نہین
لبوں کو تبسم سی فرصت نہیں

مدیرِ جہان نی اوسی سال مین
زمانِ ملکو فرحی حال میں

جو فرزندِ دلدار رشید تہی والا گہر
سرورِ دل و جان و نورِ بصر

زمانی مین کہتی تہی سب خاص و عام
جنہیں ذو الفقار علیخان مدام

جزانی کیی اوسکی شادیمیں صرف
بنی بزمِ عشرت طلسمِ شگرف

کسی شخص نی ایسی شادی کبہی
کہیں آنکہوں دیکہی نہ کانوں سنی

خریدی گئی جملہ شی بیحساب
زمانہ ہوا مستفع کامیاب

کیی گرم باورچی خانی ہوئے
تکلف کی تیار کہانی ہوئی

ہوا موجزن بحرِ احسانِ عام
دیا حکم تقسیمِ خوانِ طعام

سخاوت کرم کا کہوں کیا حساب
یہ ادنیٰ ہی مدکو رفیضِ جناب

وہ جب ریل جلوہ آرا ہوئی ‏ ‏ ریاست کو یہ عزم فرما ہوئی

حقیقت مین یہ چار باتین یہان ‏ ‏ ہوئین خاص بہرِ خدیو جہان

یہ اعزاز لندن کی سرکار مین ‏ ‏ کسی کے لیے تھے نہ دربار مین

نین تفصیل کرتا ہون اونکی رقم ‏ ‏ سنین نکتہ سنجان واہل قلم

ہوئی ایک یہ بات اعزاز کی ‏ ‏ نئی ڈھنگ کی طرفہ انداز کی

کہ جسدن رئیسانِ فرخندہ فر ‏ ‏ گئی لینی شہزادی کو ریل پر

گورنر بہادر نی یکبارگے ‏ ‏ کیا سبکو زینت دہ بارگی

فقط آپ کو بہرِ پاس وقار ‏ ‏ دیا حکم چلیے چھرٹ پر سوار

دوم یہ کہ جب شاہزادی کی پاس ‏ ‏ گئے آپ ملنی پسِ التماس

لیا آکی حکام سے دورسی ‏ ‏ چلین تو ہین شایستہ دستور سے

ملاقات سی پاکی فرصت حضور ‏ ‏ پھری اپنی خیمہ کو باصد سرور

زیادہ یہ والا مقامی ہوئی ‏ ‏ کہ باردگر بہم سلامی ہوئی

سوم شاہزادی جب آئی یہان ‏ ‏ کیا حسن اخلاق سی شادمان

طلب کرکی تصویر نواب کی ‏ ‏ کہی آرزو جانِ بیتاب کی

ملاقات کا شوق ظاہر کیا ‏ ‏ خصوصیتِ دل سی ماہر کیا

چہارم وہ شہزادی کا ریل پر ‏ ‏ بلانا محبت سی وقتِ سفر

قدم رنجہ فرمانا نواب کا ‏ ‏ وہ اخلاص اوس رشک مہتاب کا

بجالائی خدام درگاہ کی
مراتب سب اعزاز کی جاہ کی

سلامی ہوئی پیشوائی ہوئی
وہی جملہ خدمت بسائی ہوئی

بہم بیٹھی تھی دونوں والا گہر
رہا نہیں تہیں آپ تکلم سی تر

تقاضای شوقِ جگر تاب سی
کہا شاہزادہ نی نواب سی

کہ مین اپنی تصویر ریجانگار
محبت سی دونگا پی یادگار

مجھی آپ بہی اپنی تصویر دیں
میں مشتاق ہون نقشِ تسخیر دین

جدائی کی عالم میں شام وسحر
میں دیکہا کروں گا اوسی بیشتر

کوئی دم طبیعت بہل جای گی
کسی وقت حسرت نکل جای گی

یہ نواب نی سنکی اظہارِ شوق
کہی ریب لب حرفِ تکرارِ شوق

کہا احترامِ مشتاق کا
کہا بات کرادا حسنِ اخلاق کا

سمجہکر خلافِ مروت عدول
کیا شاہزادی کا کہنا قبول

ہوئی جبکہ رخصت وہ عالی گہر
کہا مین ہوں آمادہ بہرِ سفر

دمِ صبح کل ہونگا میں تک سوار
یہ امید رکہتا ہوں ای حم وقار

گہڑی بہرکو تکلیف فرمائیے
کرم کیجئے ریل پر آئیے

ملاقات ہنگامِ رخصت بہی ہو
تسلی بہی ہو رفع وحشت بہی ہو

سباوا کہ ہوں شاہزادی ملول
کیا آپ نی یہ بہی خوش خوش قبول

دمِ صبح وعدہ کی ایفا کیا
عنایت سی ممنون اپنا کیا

کسیکی نہ ایسی سلامی ہوئی
اوسی ہفتے مین بعد صرف کثیر
بڑی شان و شوکت سے دعوت ہوئی
دونون مین نہ باقی رہا نام رنج
تہی نواب بہی شبکو عو وہان
اراکین لندن نے اعزاز سے
تمکّن سے بالائے کرسی زر
ملوکانہ فرمائی لطف و کرم
عنایت محبت عطوفت کی ساتہ
لیا ساتہ نواب جم جاہ کو
لب بام بالائے کرسے زر
خوش آتا نہ کیون وہ مقام بلند
پہر آخر کو نواب رخصت ہوئی
مراتب تہی اعزاز کی جس قدر
پہر اکیس تو پین کو پے بار دید
اراکین و اعیان درگاہ سے
دکہاتی رہی شوکت کروفر

نہ حاصل یہ والا مقامی ہوئی
ہوئی منعقد صحبت دلپذیر
رئیسون کی ہر سمت کثرت ہوئی
ہوا خاص اسکے لئے تاجگنج
شرف بخش صحبت ہوئی ناگہان
بٹہایا رئیسانہ انداز سے
جہان آپ محفل مین تہی جلوہ گر
وہین آئی شہزادہ جم حشم
ملائی اوسیطرح آپس مین ہاتہ
چلی سیر لطف شب ماہ کو
ہوئی دونون رشک قمر جلوہ گر
کہ تہی دل کو سیر چراغان پسند
شرف بخش جائے اقامت ہوئی
بخوبی ہوئی سب ادا وقت پر
ہوئی آمد شاہزادہ کی عید
ملی آکی نواب جم جاہ سے
ہوئی خیمہ خاص مین جلوہ گر

بجا لائی آداب مثلِ خدم — وہیں بیٹھی ایجنٹ وسمسن بہم
برابر سو دستِ چپ فرش پر — چمرلین صاحب ہوئی جلوہ گر
قریب اونکے کچھ اور اہلِ فرنگ — رہیں تو بس خدمت ہوئی بیدرنگ
کہا شاہزادی نی نواب سی — کہ سنتا ہوں میں اکثر احباب سے
بہت خوب ہی آپ کا انتظام — ریاست کی ہیں منضبط جملہ کام
مہمات ملکی میں رائے رسا — نہیں کرتی ہرگز کسی جا خطا
رعایا ہی خوش ملک آباد ہی — یہ حسن فراست خداداد ہی
نہایت ہی شایستہ عنوان سے — ریاست کو رونق ہی سامان سے
مقرر ہیں ذکاوت کی خورد و کلاں — گورنر بہادر رہی ہیں مدح خواں
یہ نواب نی سنکی وصف و ثنا — کیا حرفِ شکریہ خوش خوش ادا
دم گفتگوی سراپا صواب — دیی آپ نی سب مناسب جواب
کہی ہی کی شہزادی نی عطر و پان — عنایت کیا وقتِ رخصت وہاں
اراکین دولت جو ہمراہ تھی — معظم مکرم تھی ذیجاہ تھی
نہایت محبت کی انداز سے — دیا اونکو سمسن نے اعزاز سے
دوبارہ وہی پھر سلامی ہوئی — نمودار عالی مقامی ہوئی
یہ اعزاز تھا خاص نواب کا — سکندر حشم رشکِ داراب کا
دگر جو ہیں نواب بعض بعض — تھی کلکتی میں جمع صد ہا رئیس

یہ سنکر خدیوِ جہانِ وقار | اوسی دم ہوئی بی تامل سوار

لیا ساتھہ بہائی کو فرزند کو | ولیعہد کو خاص دلبند کو

مع چند اعیانِ دولت پناہ | ہوئی جلوہ فرما سوِ بارگاہ

جو نزدیک پوہنچی تو آیا نظر | تمامی رئیسانِ والا گہر

فراہم ہین اعزاز سنی جاہ سی | سڑک سی الگ دور تر راہ سی

یہ سنتر مین جسوقت داخل ہوئی | شرف بخشِ فوجِ مقابل ہوئی

اونہون نے سلامی اوتاری شتاب | بجالائی شاہانہ آئین وداب

برابر ہوئین توپین آتش فشان | پکاری فلک پر ملک الامان

بڑہی پیشوائی کو تا نیمہ راہ | اراکین سرکارِ عالم پناہ

خصوصًا سکرٹر فلاک اقتدار | گرامی منش سیمسن نامدار

محبت کی ہنگامہ آرا ہوئی | چبرٹ تک یہ تشریف فرما ہوئی

اوترکر سواری سی جسدم حضور | گئی خیمہ تک خرم و پرسرور

پڑی شاہزادہ کی اُن پر نگاہ | اوٹھی بہرِ تعظیم بافر وجاہ

لبِ فرش تک آئی شوکت کے ساتہہ | ملایا کمالِ محبت سی ہاتہ

بچھی تہین مکلف برابر وہان | سرِ مسند اک سمت دو کرسیان

سو راست نواب کو دی جگہہ | ہوئی چپ مین خود زینتِ جایگہ

اراکین نواب کرسی نشین | ہوئی رونق افزا [illegible]

رئیس اور جتنی ہیں باکر و فر — یہ سب ہوگی ہمراہ زہوار یر
چنانچہ موافق اسی بات کی — رہی قاعدی دن ملاقات کی
تہی اٹہارہویں ماہ مذکور کی — ہوئی آ، اوس تیکِ حضور کی
تمامی رئیسانِ والا گہر — گئے پیشوائی کو رتہوا ریر
فقط خاص نوابِ والا تبار — حیرت پر ہوئی اپنی اوس دن سوار
جنوبی طرف ہی جو حسرِ چمن — رہی مثلِ خورشید پر تو فگن
جلوس سواری کہ تہا زرق برق — سراپا زر و سیم و گوہر میں غرق
تمکن سی ٹہہرا رہا ہی ہراس — سڑک سی ذرا دور سنتر کی پاس
سواری جو شہزادہ کی آ گئے — بہار چمن اوس سی شرما گئی
زیادہ ہوئی عزت و شان ہند — جلو میں تہی فرمانروایانِ ہند
سواری نظر آئی جب غور سی — ہوئی اہلِ دل شاد ہر طور سی
پسند آئی تہذیب و ترتیب وہ — مزہ دی گئی خاص ترکیب وہ
پہر اوس شاہزادی کو تا بارگاہ — رئیسوں کے پہونچا کی لی اپنی راہ
مدیو جہان بہی بصد کر و فر — ہوئی خیمہ خاص میں جلوہ گر
پہر اونیسویں[19] کو یہ ٹہری کہ آج — اسیوقت نوابِ عالی مزاج
ملیں شاہزادہ سی عزت کی ساتہہ — قدم رنجہ فرمائیں شوکت کی ساتہہ
جلو میں اراکین دی جاہ ہوں — اقارب بہی دو ایک ہمراہ ہوں

وہ اخبار مین چھپ چکی ہین تمام — یہان عرض کرنا ہی طول کلام
مگر بعض باتین جو ہین انتخاب — وہ لکھتا ہون مین بہر زیب کتاب
کہ شوال کی چودھوین کو حضور — خداوند ممدوح نزدیک و دور
مناسب سمجھکر ملاقات کو — دیا سب کو حکم سفر رات کو
دم صبح اعیان دولت کی ساتھ — روانہ ہوئی شان و شوکت کی ساتھ
اوسی سولہوین کو بصد کر و فر — ہوئی **اکبرآباد** مین جلوہ گر
اودہر سی یہ عزت فزائی ہوئی — کہ دو کوس تک پیشوائی ہوئی
بڑی دہوم سی تا در خیمہ گاہ — گئی ساتھ حکام عالم پناہ
ملی آپ **لفٹنٹ** سی ایک روز — رہی دیر تک صحبت دلفروز
پس قصۂ این و آن دوبدو — یہ اوسوقت باہم ہوئی گفتگو
کہ کلکتی مین جیسی آئی رئیس — ریاست سی تشریف لائی رئیس
گئی پیشوائی او شوکت کی ساتھ — ملی **شاہزادی** سی الفت کی ساتھ
کیا سب نی بہ پاس اعزاز و فر — کہ تھی جلوہ گر آپ رہوار پر
فقط **شاہزادی** جیرٹ پر سوار — رہی رونق افروز جاہ و وقار
یہان بہی وہ ہی طور منظور ہے — وہی جملہ آئین و دستور ہی
تامل ہوا اسمین نواب کو — کیا طی پس بحث اسباب کو
یہی بات خاطر سی پائی قرار — کہ ہون آپ تنہا جیرٹ پر سوار

کہ دشوار ہو جائی جسکا علاج | اونہائی ہی صدمی پیہم مزاج
یہی ہی مناسب یہی ہی صواب | کہ ہوں آپ عازم وطن کو شتاب
یہاں اب توقف نہ فرمائیی | ریاست کو تشریف لیجائیی
ارادہ سی جو پائی تہی ہمت بلند | یہ کی آپ نی یہ گزارش پسند
گورنر بہادر نی سنکر یہ حال | کیا ظاہر اخلاص با لطف کمال
مصر ہو کی سرگرم رخصت کیا | بڑی شان و شوکت سی رخصت کیا
وہاں سی ادہر عزم فرما ہوئی | ریاست کی جانب روانہ ہوئی
اوسی جاہ و شاہانہ انداز سی | اوسی خاص تعظیم و اعزاز سی
سر ریل چڑہتی او ترتی ہوئی | ہر ایک شہر کی سیر کرتی ہوئی
شب قدر کی دن بصد احتلا | ہوئی رونق افزای دولت سرا
ہوئی جب یہ چرخ فیروزہ گوں | ہزار و دو صد پر چہیاسی فزوں
پی سیر شہزادۂ مہ لقا | مسمی ڈیوک آف ایڈنبرا
سفر کرکے شام و سحر ناگہان | ہوئی رونق افروز ہندوستان
بڑہی پیشوائی کو ارباب ملک | ملی شان و شوکت سی اصحاب ملک
اسی دہب سی شاہ جم جاہ بہی | فلک رتبہ و غیرت ماہ بہی
گئی شان و اعزاز و اجلال سی | ملی اوس مہ برج اقبال سی
مراتب تواضع مدارات کی | عنایت کرم لطف و برات کی

عناصر سی جاتا رہا اعتدال — ہوا کثرتِ ضعف سی اور حال

قدیمی عوارض کی جدت ہوئی — حقیقہ حرارت مین شدت ہوئی

ہوا آفت آب و ہوا کا خلاف — کدورت سی دم بھر رہا دل نہ صاف

مگر آپ اسپیر بہی ہو کر سوار — شرف بخش کونسل ہوئی چند بار

وہان دو بڑی صاحب اقبال تہی — گورنر تہی لفٹنٹ بنگال تہی

دمِ گفتگو جب ہوا کچہ خطاب — دیا آپ نی وہ مناسب جواب

کہ سنکی اربابِ فرہنگ و ہوش — رہی شکلِ تصویر بیجان خموش

ہوئی قائل اندازِ تقریر کی — بنی بندی فرزانہ تحریر کی

سوا حد سی جسوقت بگڑا مزاج — ضروری ہوا چارہ درمان علاج

گورنر بہادر کی اصرار سی — ہر اک دم کی تاکید و تکرار سی

مداوا ہوا ڈاکٹر کا شروع — کیا بیلی صاحب کی جانب رجوع

ولیکن مزاج تقدس اثر — نہ آیا کسی طرح اصلاح پر

کیا بیلی صاحب نی یہ التماس — کہ ای جم حشم خسروِ حق شناس

مزاج آپ کا ہی نہایت لطیف — یہان کی ہوا ناموافق کثیف

دکہائی گی بیشک یہ اپنا اثر — شکایت رہی گی یہی بیشتر

عوارض مین ہوگی نہ ہرگز کمی — رہی گی یہی روز و شب برہمی

مجہے ڈر ہی ناگاہ ایسا نہو — کوئی عارضہ اور پیدا نہو

بڑھی پیشوائی کو حکام سب | بجا لائی تعظیم و اکرام سب
سلامی کی توپوں سے دی کر صدا | کیا شکرِ احسانِ مقدم ادا
رسائی کو آئیں و دستور سے | سمائی نوید طرب دور سی
جب آیا قدموس ہولی پیراگ | وہاں روک لی رخشِ سرعت کی باگ
ملی واں کی حضرت سی حکام سب | بجا لائی آئینِ اکرام سب
بنارس میں آکر کیا جب قیام | ہوئی ہر جگہہ سے سوا دھوم دھام
رئیس و سب حکام آکر ہوئی | شرفیاب خدمت سی آکر ہوئے
سلامی کی توپوں کے آواز سے | کیا سب کو آگاہ اس راز سے
قدیمی روابط کی حجت ہوئی | کہ راجہ کی جانب سی دعوت ہوئی
تھی مستعجل اس راہ میں گو حضور | مگر خاطرِ میزباں کی ضرور
کیمپ آپ نی دو سرا مقام | رہی صحبتِ عیش سے شادکام
وہاں سی ہوئی ریل پر پھر سوار | بڑھی آگی وہ آسمان اقتدار
شرف بخش کلکتہ جب ہم ہوئے | اراکینِ انگلش فراہم ہوئی
گئی پیشوائی کو سامان سے | ملی شوکت و جاہ کی شان سی
بہ اعزاز سلامی کی توپیں چلیں | پڑا قلعہ میں زلزلہ ہر کہیں
رہی آپ کچھ دن وہاں متصل | مگر سست و ناچاق و افسردہ دل
قلق رنج و اندوہ دل پر رہا | مزاجِ مبارک مکدر رہا

یہانتک کہ سنکر فراست کا حال ۔ ہوا حاکمونکو نہایت خیال
جو کونسل کا ہی محکمہ بے نظیر ۔ ہوا کرتے ہین جمع جسمین مشیر
پی مہر اوج کرم گستری ۔ گورنر نی تجویز کی ممبری
لکہا چہیڑ کر ذکر احباب مین ۔ طلب کی رضا مندی اسباب مین
اون ایام مین گو مزاجِ حضور ۔ رہِ تندرستی سی کوسون تہا دور
نحافت سی دل سخت ناچاق تہا ۔ سفر خاطرِ پاک کو شاق تہا
مگر چونکہ رکہتی تہی ہمت بلند ۔ سفر مین نہ آیا تامل پسند
مسافت کی صدمی سمجہکر فضول ۔ کیا آپ نی بی تردد قبول
ہزار و دو صد پر زیادہ قلم ۔ تراسی برس کر چکا تہا رقم
مہینی مین شعبان کی ناگہان ۔ کہ تاریخ تہی بیسٹوین بیگمان
جلو مین لئی فوج عیش و سرور ۔ ہوئی سوی کلکتہ راہی حضور
نمائش مین سمجہے مناسب کمی ۔ لیی ساتہ کُل چار سو آدمی
سرِ شام شکلِ قمر ریل پر ۔ ہوئی درجۂ خاص مین جلوہ گر
گورمنٹ اعزاز نواب مین ۔ تواضع مدارات کی باب مین
جو نامی مقامات تہی جا بجا ۔ جہان عمدہ حاکم تہی فرمان روا
کیی روز اس عزم سی پیشتر ۔ خبر دی چکی تہی اونہین تار پر
شکوہ و تجمل سی حسبدم حضور ۔ ہوئی دفعتہً داخل کانپور

اوڑا اک طرف قلعہ میدان میں — فرشتوں نی دیں انگلیاں کان میں
صدا توپ کی بم کی گولون نی دی — زمیں آسمان کی برابر ہلی
کلس تھت شاہی کی مہتاب سی — چمکنی لگی تاب مہتاب سے
چلیں زور میں اسقدر چیر جیان — کہ جیسکر میں آیا سرِ آسمان
عرض خاک سی چرخ تک رات بہر — سوا شعلے کی کچہ آتا نظر
تماشائیوں کی تمنا ی دل — نکلتی رہی رات بہر متصل
عیاں جب ہوا حسن لحوی صبح — چہپی تب پسِ جلوۂ روی صبح
کیا جواب نی جشنم انجم کو بند — کہلی سر اوٹہا مہرِ فیروز مند
ہوا ختم میلا خواص و عوام — گہروں کو چلے خرم و شاد کام
جو اسباب کسی سی باقی رہا — وہ سب لے لیا دیکی کامل بہا
ہر اک کو علی قدر اعزار و جاہ — عنایت کیا آپ نی رادِ راہ
وہان سی مع سار و سامان بہر — ہوی رونق افروز ایوانِ شہر
او سید سی ہر سال میلا یہان — مقرر رہی بہر رفاہ جہان
ہزاروں ہیں اس فیض سی کامیاب — خلائق کا ہی فائدہ بی حساب
کمالات نواب جم جاہ کے — خدیو جہان حیدر ماہ کی
زمانی میں ہر سمت مشہور ہیں — زیادہ و ظیفی سی مذکور ہیں
ذکاوت فراست میں اخلاق میں — ہیں دو سترا آج آفاق میں

وہ ہمیشل تہا ہر طرف انتظام — کہ بیخوف چورون سی تہی خاص و عام
دکانین شب و روز ہوتین نہ بند — پہونچتا کسیکو نہ کوئی گزند
تماشائی طرح کا ہر کہین — ٹھہرتین نگاہین نہ دم بہر کہین
کہین جلسہ یاران ومساز کا — کہین مشغلہ نغمہ و ساز کا
کسی سمت بازی گردنکا ہجوم — کہین بانک لکڑی بنیٹھی کی دہوم
یہ ہنگامہ عشرت متصل — رہا سات دن تک طرب بخش دل
شب ہشتمین کو ہوا اور رنگ — بندہا روشنی کا گلاسون مین ڈہنگ
پی دید انجم سی چرخ برین — سراپا بنا دیدۂ دوربین
چراغان سی پہولی زمین پر شفق — شب ماہ کا ہوگیا رنگ فق
جو برق ضیا چمکی افلاک پر — گری چاندنی کہاکی غش خاک پر
لب نہر اک عالم نور تہا — تہ آب بہی جلوۂ طور تہا
یہ دعوی تہا ہر ایک گرداب کو — کہ نسبت نہین مجسی مہتاب کو
چراغون کی پرتو سی بالای آب — بنی کہکشان موج و انجم حباب
ادہر تو یہ عالم تہا مد نظر — خدیو جہان نی یکایک ادہر
دیا حکم نور علی نور کا — کہ ہو جائی عالم سوا نور کا
فتیلون مین دی آگ خدام نی — غباری ہوا مین چلی سامنی
ہزارون جو یکبار چہوٹی انار — ہوا صحن گلشن مین رقص شرار

کہلے جو تس میں سوی طرفِ چمن — گل و لالہ و نرگس و یاسمن
ہوئی آپ حساہ و حشم سی سوار — چلی سوی باغِ ہمیشہ بہار
اوسی کو ٹہی کو دیکہکر ہر طرف — کیا فیض مقدم سی میںا الشرف
مچی وہ ہجوم میلی کی ہر صبح و شام — ہوا چار سو خلق کا ازدحام
گڑی خیمی صحرا و میداں میں — ہوا افلاک سی کم جو تہی تہاں میں
ہزاروں رئیسانِ والا تبار — امیرانِ ذی مرتبہ بیشمار
ہر اک شہر کے نامی اربابِ فن — ہمیشہ و تاجرانِ زمن
یہ سب آئی مشتاق دیدار کی — ہوئی خاص مہماں سرکار کی
نظر کرکی اوجِ مراتب کی شان — عنایت کیی سبکو خیمی مکاں
شب و روز شام و سحر غور سی — ہوا کی مدارات ہر طور سے
تماشائیوں کی یہ کثرت ہوئی — کہ رستوں کو پہرنی میں دقت ہوئی
پڑا پشت پر بارِ خلق اسقدر — کہ گاوِ زمیں کا ہوا شق جگر
ہوئی گرم باہم خرید و فروخت — مٹی ہر زیانِ تجارت کی سوخت
جو تہی تاجرانِ سفر آزما — ہوئی مستفیع آرزو سی سوا
دکانیں ہوئیں خالی اسباب سے — بہری کیسی سیم و زرِ ناب سی
کیا طرہ اوسپر یہ سرکار نی — خدیوِ جہاں و جہاں دار نے
تجارت کی نسبت دیا حکم صاف — کیی جملہ محصول ہمنے معاف

مکانات شاہی بنی نور کے — اونہین دیکھکر ہوش فغفور کے
گلستان مین ہی کہکشان کا جواب — کہین دور تک جدولِ نہرِ آب
حقیقت مین یہ دونون ہمثیل باغ — زمین و فلک کے ہین چشم و چراغ
بلایا اراکین نو بی جاہ کو — دیا حکم اعیانِ درگاہ کو
کہ ہر سال عمدہ سرانجام ہی — یہان جشن اجلاس کی نام ہی
مقرر کرو ایک میلا ضرور — کسی بات مین ہو نہ اصلا قصور
رہی ہفتی تک مجمعِ خاص و عام — خلائق کا ہو ہر طرف ازدحام
نئی طرح آرایشِ باغ ہو — جسی دیکھکر خلد بہی داغ ہو
جو باہر سی احباب آئین یہان — پئی سیر تشریف لائین یہان
اونہین جملہ اسباب ہر قسم کے — نشاط و طرب عیش و آرام کی
عنایت کیی جائین سرکار سے — زبان آشنا ہو نہ تکرار سے
یہ سنتی ہی ارکانِ دولت تمام — ہوئی روز و شب مائلِ انتظام
سجا بیشتر باغ دلخواستہ — کیا لاکہہ صورت سی پیراستہ
کیی دن مین آراستہ کر دیا — زمانی کی اسباب سی بہر دیا
ذریعی سے اخبار کی اشتہار — روانہ کیی ہر طرف بیشمار
خبر سنکی یہ تاجرانِ جہان — گہرون سی چلی کاروان کاروان
[illegible]

یہ تحویر فرمائی ریبِ میاں
کہ ہر سال ہو ایک میلا یہاں

رہایا ہو اس سی ہی کچہ کامیاب
او بہائی مری عیش کی حیہ ماب

دکانیں جمیں جنسِ بایاب کی
بہم ہو خریداری اسباب کی

فروں ہو دل آسودگی کی اُمنگ
تجارت، کہائی ترقی کی رنگ

جو مشہور ہو، باغ ہیں قربِ شہر
ترو تازہ و سرو و فر، بس بہر

جنہیں بی نظیر اور بدرِ منیر
رمانی میں کہتی ہیں سرما و پیر

گل و ارغواں سی ہی جسکی زمیں
زیارت گہِ باغِ جملہ حزیں

نظر گاہ تک سبزہ سرگراں
پڑا مست لیتا ہی انگڑائیاں

محبت کی عالم میں شبنم مدام
دُہلاتی ہی غنچوں کے مُنہ صبح و شام

گلوں سی سرنگِ بُت نوجواں
صبا کرتی پہرتی ہی اٹہکہیلیاں

مذاقِ تبسم لبِ گل میں ہے
مزہ درد کا آہِ بلبل میں ہی

سمن میں ہیں گلہای سوسن کہلے
تنتے ور رو رلتی ہیں باہم گلی

اکڑتی ہیں شمشاد طرفِ چمن
غضب کا ہی جوبن عجب بانکپن

شہِ گل کی شاید سواری میں ہے
کہ سورج مکہی چتر داری میں ہے

یہاں کی اگر دیکہی رضواں بہار
کری ہشت جنت کو صدقی ہزار

ہزاروں طرح کی شجر سربلند
ہمیشہ بر و برگ سی بہرہ مند

سب و روز مانندِ نخلِ جناں
ترکا نہ کہٹکا نہ بیم خزاں

ہوا حکم خدام با صد شرف ۔ در دولت مغربی کی طرف

بنی ایک کوٹھی نہایت وسیع ۔ بشکل سپہر مقرنس رفیع

اوسی دم سی مزدور آنے لگے ۔ عمارت کی سامان لانی لگے

مہینون مین آخر وہ قصر بلند ۔ ہوا بنکی تیار و قیصر پسند

پس زینت آرایش و صرف گنج ۔ مقرر ہوئی محکمی اوس مین پنج

کہین اہل دیوانی آکر تمام ۔ ہوئی کار پرداز ہر خاص و عام

مقرر کہین فوجداری ہوئی ۔ کہین صدر کی روبکاری ہوئی

کہین جمع اہل رجسٹر ہوئی ۔ تکمل کو اغذ برابر ہوئے

بڑی درجہ مین مثل شمس و قمر ۔ وہ عالی عدالت ہوئی جلوہ گر

کہا کرتی ہین جسکو اکثر عوام ۔ کچہری مرافع کی کی وقت کلام

یہ شوق عمارت جو حضرت کو ہی ۔ مدام اس سی اک فیض خلقت کو ہی

مثل سچ یہ مشہور دنرات ہی ۔ کہ تعمیر بہی نصف خیرات ہی

ہزارون ہر اک قسم کے پیشہ ور ۔ بڑی چین سی کرتے ہین دن بسر

بڑہی حوصلے کامرانی کی ہین ۔ مزی روز و شب زندگانی کی ہین

کبہی شکوی سی آشنا لب نہین ۔ غم و رنج دنیا سی مطلب نہین

شروع مہ و سال اجلاس مین ۔ دم اوج اقبال اجلاس مین

خلائق کی بہبود کے واسطے ۔ اسی خاص مقصود کے واسطے

جو مزدور تھے مدتوں کے فقیر — ہیں اسکے تئیں سے خاصے امیر

مقابل جامع ذی شان سے — مقابل ہر ایوان ایوان سے

ہوئیں گاؤخانہ کی تیاریاں — دکھائیں تکلف کی گلکاریاں

اسی طرح فراش خانہ بنا — کہ جسکی بدولت زمانہ بسا

درِ دولتِ خاص کی ہے وہ شاں — کہ ہے کہکشاں سے بلند آستاں

جلوخانہ ایسی بنی خوش فضا — کہ وسعت میں صحنِ فلک سے سوا

وہ جلوہ ہے چاندی کی دروازہ کے — محل جسکی پرتو سے سیمِ سحر

غرض جتنی ہیں کارخانے یہاں — ہیں اون میں ہمیشہ عمدہ مکاں

زمانِ جدید جہاندار میں — دکانیں بنیں پختہ بازار میں

گلی کوچوں میں صورتِ کہکشاں — نکالی گئیں عمدہ سڑکیں یہاں

نگیں کچھ آباد ایسے کیے — کہ انساں دیکھے ہی جنکی جیے

جو اشیا کہ نایاب ہیں دہر میں — وہ کثرت سے موجود اس شہر میں

یہاں کی اگر جنس دیکھے تتر — خریدار ہو آپ کو بیچکر

یہاں باغ خسرو جو مشہور ہے — بہارِ عجائب سے معمور ہے

ہے ایک بنوائی کوٹھی وہاں — جسے دیکھکر ہو خجل آسماں

دلاویز و دلکش چمن کی طرح — سجی ہے سراپا دولہن کیطرح

اسی طرح اک دن جو آیا خیال — ہے نفع مخلوق آشفتہ حال

نکل کر زکات اہلِ افلاس پر — ہمیشہ رہی وقف شام و سحر
چنانچہ یہ حکمِ شہِ حق شناس — شب و روز اب تک ہی حکم اساس
اسی طرح بہرِ رفاہِ انام — دیا حکمِ تعمیرِ سنگِ رخام
بنین جا بجا کوٹھیان نور کی — چمک جن مین ہی عارضِ حور کی
سراپا دولہن کی طرح دلفریب — ملک دیکھکر دل مین ہون ناشکیب
وہ تعمیر کی مسجدِ لا جواب — کہ عالم مین نکلی نہ جسکا جواب
یہ رفعت نہ دیکھی سنی خواب مین — کہ نُہ چرخ ساجد ہین محراب مین
فضا صحنِ مسجد کی ایسی کہ دل — تمنای جنت سی ہو منفعل
اگر آنکھہ پڑجای دیوار پر — صفا سی نظر آئی عکسِ نظر
وہ پائی ہی عظمت کہ مین کیا کہون — بجا ہی اگر گھر خدا کا کہون
ہزارون مسلمانِ اہلِ نیاز — جماعت سی پڑھتی ہین باہم نماز
مقرر ہین روز و شب و صبح و شام — خطیب و موذن مکبر امام
وہ ہنوائی مہمان سرا بیمثال — کہ ہی تنگ وسعت سی جسکی خیال
دکھائین قیامت کی تیاریان — مقرر کین شایستہ بٹھیاریان
مسافر کو بی پرسشِ خوب و زشت — میسر ہی دنیا مین لطفِ بہشت
محافظ مقرر ہین شام و سحر — نہ رہزن کا کھٹکا نہ چورون کا ڈر
پھر اصطبل تیار ایسا ہوا — کہ جسکا زمانی مین شہرا ہوا

سوا ان مصارف کی جنکا شمار — ابھی میں نے لکھا ہی یادگار
بہت کچھ کیا آپ نی صرف زر — یہ ہمت نی بس کی کبھی عمر بھر
اسی بزمِ جشنِ طرب خیز میں — اسی مجمعِ عشرت انگیز میں
زمانی نی دیکھا سُنا بار بار — کہ اکثر رئیسانِ قرب وجوار
ہوئی آکی جو زونقِ انجمن — ملاقات سب ہو گئی جا لیثن تن
رہی خاص مہمان سرکار کے — اوٹھائی مزی لطف دربار کی
یہان ختمِ محفل تک آجا رسی — رہی رو روشب جاہ واعزاز سے
ہراک کو عطا سرفرازی ہوئی — تکلف سی مہمان نوازی ہوئی
زرِ نقد ہنگامِ رخصت دیا — ہراک کو گرانمایہ خلعت دیا
غرض یادگارِ جہان تہا یہ جشن — طرب بخشِ پیر وجوان تہا یہ جشن
کسی نی کہیں جشن ایسا کبھی — نہ اتنک سُنا ہی نہ دیکھا کبھی
ہوئی آپ جس دن سی مسند نشین — ہمیشہ تہِ آسمانِ بریں
رہی صرف ہمت اسی بات پر — کہ جو کارِ دنیا ہو تا بِنظر
رفاہِ خلائق مقدم رہی — رعایا خوش اوقات ہر دم رہی
یہان تک کہ فرما دیا آپ نی — یہ فرماں نافذ کیا آپ سے
کہ جو کچھ خزانی میں ہی سیم و زر — متاعِ گرانمایہ ہی جس قدر
کیا جائے ہر سال سبکا حساب — ملا حیف و غم حسبِ حکم کتاب

از انجملہ تھی مارکہم نیکنام — بریلی کے اسٹنٹ والا مقام
دوم صاحب عزت و اعتبار — پروسن امیر فلک اقتدار
کلکٹر تھی جو شہ جہان پور کے — بڑی ماہر آئین و دستور کے
انہین آپ نی یون کیا شادکام — دئی نقرئی دو ولایت کی جام
عطا کی دوم جوشن بریا دلی — حسینی صفاہانی ایک تیغ بہی
یہ جلسہ ہوا ختم نزدیک شام — پہری گہر کو نواب والا مقام
کمشنر بہادر نی وقت سحر — دیا حکم لشکر کو بہر سفر
گیارہ بجی دن کو باصد سرور — ہوئی رونق افروز پیش حضور
جو مشہور کوٹھی ہی مچھی بہون — سراپا فرح بخش و رشک چمن
اوسی مین کیا چند ساعت قیام — وہین آئی نواب جم احتشام
تپاک دلی سی ملاقات کی — عطوفت مدارات کی بات کی
بہت خوش جو ارباب صحبت ہوے — تو صاحب ایجنٹ اوٹھکی رخصت ہوے
بجا ایک جب ڈہل گئی دو پہر — بریلی کو راہی ہوئی ڈاک پر
دم آمد و رفت و کوچ و مقام — سلامی کی توپین چلین لاکلام
عجب روز جشن طرب خیز تہا — کہ ہر دم دم عشرت انگیز تہا
مفصل اگر حال تحریر ہو — تو بی انتہا طول تقریر ہو
بلا شبہ اس جشن مین روز و شب — روپی ہو گئی صرف دو لاکہہ سب

ہی صحبتِ عیش و عشرت اثر | رہی پچھلی تک جلوہ بخش نظر

ہوا سیکوں جب رخِ ماہتاب | ہما زرفشاں مطلعِ آفتاب

طلب کی گئیں کشتیاں سامنی | اوسی وقت حاضر کی خدام نی

موافق مراتب کی با عزّ و وقار | ہوئی میہمانوں کو تقسیم بار

وہ جتنے تھی حکامِ والا نژاد | نہایت ہوئی خلقِ حضرت سی شاد

عنایت کرم کی ثنا خواں ہوئی | دل و جان سی ممنونِ احساں ہوئی

اوسی طرح حکامِ فرخ تبار | ہوئی ہودجِ زرفشاں میں سوار

خداوندِ نعمت سی رخصت ہوئی | شرف بخشِ جای اقامت ہوئی

ہوا دن تو حکامِ عالم پناہ | ہوئی مائلِ کارہای سپاہ

لی امتحاں چند مردانِ کار | کیی جمع دی چاندماری قرار

سمجھکر اسی صحبت دلپذیر | چلی گھر سے نواب گردوں سریر

ہوئی شان جاہ و حشم سی سوار | تہی عالمِ شوق میں بیقرار

پہونچکر وہاں خرم و شادماں | شرف بخشِ صحبت ہوئی بیگماں

اودہر بولی آپس میں کچھ بولیاں | چلیں منچلوں کی ادہر گولیاں

یہ ہنگامہ کچھ دیر برپا رہا | نشانہ اوڑائی کا چرچا رہا

ہدف سی ہوا کیں سطر باریاں | دکہاتی رہی حکم اندازیاں

مگر تہی میداں دو بام جو | رہی معرکی میں بہی سرخرو

نوجوان نواب کلب علی خان صاحب بہادر دام اقبالہم ملکہم

خراماں خراماں سواری چلی | برنگِ نسیمِ بہاری چلی
وفورِ تکلف سی سارا مکان | حقیقت مین تہا نورِ چشمِ جنان
جو یہ مجمعِ خسروانہ ہوا | پریخانہ دیوانخانہ ہوا
مہیا تہا سامانِ دعوت یہان | زمانی کی حاضر تہی نعمت یہان
بجی ہونگی سات اوسگہڑی رات کے | کہ مہمان پابندِ اوقات کی
ہنسی دل لگی مین غذا کہا چکے | حیِ عنبر ربا نوش فرما چکی
پہر آئی جو سیرِ چراغان پسند | ہوئی جلوہ افروزِ سقفِ بلند
برابر برابر بچہین کرسیان | ہوئی رونق افروز کل میہمان
جلوخانی کے آگی میدان مین | ہوئی روشنی جملہ ایوان مین
چراغان کی کثرت سی فرشِ زمین | بنا دُور تک رشکِ چرخِ برین
دمِ صبح تک انجمِ افلاک پر | تصدق رہی عالمِ خاک پر
جدہر دیکہی عالمِ نور تہا | جو ذرہ تہا وہ ذرۂ طور تہا
ہوئی سیر مین سیر لو آشکار | دکہانی لگی گلفشانی بہار
ہر اک پہول قدرت کی ہوتا دلیل | دکہاتا تماشایِ باغِ خلیل
مقابل تہی مہتاب مہتاب سی | ستاری تہی بی نور سیماب سی
نظر آتی تہی گردشِ چرخ ہیچ | دکہاتی تہی چرخی مقدر کی پیچ
غباروں نی لی چرخِ ہفتم کی راہ | منور ہوئی اون سی قندیلِ ماہ

ہوا ہر طرف مہ رخوں کا ہجوم / مچی پھر سے گانی بجانی کی دھوم
دلوں کو لگے پاس سے ملنے لگیں / اشاروں سے تلواریں چلنے لگیں
جدھر دیکھیے گرم بازار رقص / دل آشوب آشوب رفتار رقص
زبس رات وہ شادمانی کی تھی / سرور و نشاط جوانی کی تھی
تقلد کرتی کرتی سحر ہو گئی / نگاہوں میں جلدی بسر ہو گئی
حکایت لکھوں سو لہوں کی عجیب / کہ نواب پھر دو گھڑی کی قریب
محل سے برآمد ہوئے زرق برق / سراپا زر و لعل و گوہر میں غرق
اوسی شان سے حشم و پُر بہار / ہوئی میل گردوں نشاں پر سوار
پڑی ڈنکے پر چوب یکبارگی / چلے شوق میں لاکھوں نظارگی
وہی سامنے ساتھ سارا جلوس / وہی جو تھا پیارا پیارا جلوس
سوار و پیادہ کی کثرت وہی / نگاہوں میں انبوہ خلقت وہی
ہجوم خلائق سے کوسوں کہیں / دکھائی نہ دیتی تھی تل بھر زمیں
اسی شان سے یونہی تا خیمہ گاہ / اوتر کر ہوئی رونق افروز جاہ
عمائد اراکین دولت تمام / سواری کا کرنے لگے انتظام
جہانتک تھے حکام والا تبار / جو تھے سب ہوئے ہاتھیوں پر سوار
استاریسی نواب کی ہمدگر / حیرٹ پر ہوئیں بیگمیں سب [illegible]
وہاں سے پھر آہستہ آہستگی / روانہ ہوئی صورت بوئے گل

وہ خلعت جو آیا تہا سرکار سی
فلک رتبہ ملکہ کے دربار سی

جو دیکہا مع فیل رہوار کے
تو بائیس سے کم نہ تہی پارچے

کمشنر نے اوسکو منگایا وہان
تکلف سی عزت سی آیا وہان

نہ دیکہا تہا آنکہون نے جو عمر بہر
وہ کثرت سی تہا سامنی جلوہ گر

دلون مین ہوئی دلولی عید کی
نگاہون نی لوٹے مزی دید کے

وہ ملکہ کی جانب سی وقتِ سرور
ہوا زیبِ اندام و دوشِ حضور

سفیرِ ریاست تہا جو نامدار
ملا اوسکو بہی خلعتِ زرنگار

ہوئی رخصت آخر کمشنر سی آپ
روانہ ہوئی شوکت و فر سے آپ

سلامی کی پہر توپین چلنے لگین
دعائین دلون سی نکلنی لگین

درِ قصرِ دولت سی تا خیمہ گاہ
نگاہین خلائق کی تہین فرشِ راہ

ہزارون سواری کی مشتاق تہے
دو رویہ کہڑی مثلِ عشاق تہی

ہجومِ خلائق سی ہیکِ خیال
سمجہتا تہا اپنا گذرنا محال

اوس انبوہ مین زر لٹاتی ہوئی
سواری کا جوبن دکہاتی ہوئی

سرِ شام مانندِ بدر الدجیٰ
ہوئی جلوہ افروز دولت سرا

یہان بہی سلامی کی توپین چلین
اوسی طرح کوسون زمینین ہلین

اراکین و خویشانِ والا نسب
فراہم تہی دیوانخانی مین سب

مراتب سی نذرین دکہانی لگی
مزی کام دل کے اوٹہانی لگی

کہ ہوں بہرہ ور رحمت مدار سے
نرہ جائیں محروم دیدار سی

تہیا یہ ترک خسروی شان سے
سواری چلی خاص ایوان سے

جو خلقت تہی مشتاق دیدار کی
سلامی کی توپوں سے آواز دی

صدا اسکے ڈنکی کی پیر و جوان
ہوئی شوق مین ہر طرف سی دوان

تمائیں بہر تماشا ٹرمیں
نگاہین سوئے شاہ والا ٹرمیں

اوڑائی صدائی حسر و صدم
بہارہمیں دوڑی لینے قدم

سواری اسی طرح پوہچی وہاں
فروکش تہی ایجنٹ صاحب جہاں

یہ دیکھا کہ دو صاحب احرار سی
الگ لشکر جنگ پروار سے

سر راہ چپ ایک پرتاب پر
کہڑی پیشوائی کو ہیں ہمدگر

سواری کی مشتاق ہیں ہر گہڑی
اوسی سمت ہی چشم حسرت لڑی

کمشنر ہی اک گہٹی سی پیشتر
در خیمہ آسمان اوج پر

مع چند حکام عالی مقام
کہ ہین تیس تعداد میں لاکلام

اوسی مجمع خاص احباب میں
کہڑی ہیں تمامی لوا میں

کہی ستے ادہر تیں دوپہر پر
کہ نزدیک پوہچی سواری اودہر

اوسی وقت نواب مسند نشین
ہوئی میل سے جلوہ بخش زمیں

سلامی برابر اوترنے لگے
دم تہنیت توپ بہرنے لگی

گیا خیمے میں آکی اجلاس جب
ہوئی جمع حکام یکجا سب

کیا شہر کو پہر سی آراستہ — بنا روی خوبانِ نوخاستہ
کدورت تو کیسی کہین نقش پا — نہ پاتا تہا تنکا ہرامی عصا
فراہم پہر اسبابِ دعوت ہوا — پہر آغازِ بزمِ مسرت ہوا
غرض تہی مہِ حال کی چودہوین — دل افروز تہی چاندنی ہر کہین
کمشنر مع چند حکام کے — بڑی دہوم سے چہہ بجی شام کے
طربناک و دلشاد و فیروز بہر — ہوئی رونق افروز بیرون شہر
سلامی کی توپین چلین شان سے — زمانہ ہوا خوش اس اعلان سے
تلنگون کی دو کمپنی زرق و برق — ترب دو سواروں کے آہن مین غرق
یہی فوج اوس وقت ہمراہ تہی — یہی باعثِ شوکت و جاہ تہی
ہوئی دس بجی دوسری دن سوار — فلک رتبہ نواب عالی وقار
جریدہ ملاقات کرکے شتاب — پہر آئی سو قصرِ دولت مآب
اوسی روز پہر دو بجی فیل پر — ہوئی جاہ و اقبال سی جلوہ گر
[illegible] امی نژادانِ والا تبار — ہوئی ہودج زرفشان پر سوار
[illegible] سی شاہانہ آگی جلوس — زمین پر گمانِ جبینِ عروس
[illegible] مین عمائدین و یسار — صبا سیر رہوار پر سب سوار
[illegible] ورویہ سواران چابک رکاب — تلنگے پیادی روان بیحساب
[illegible] اکوس شاہی کی دیتی خبر — فرشتون کو ہر بار افلاک پر

بریلی کی ایجنٹ فرخندہ روز — ہوئی شان و شوکت سی رونق فزا
اوسی روز نوابِ عالی وقار — کی عصر کیوقت ہو کر سوار
ہو ویڈا احسان ہی مشہور عام — ہوئی شان سی جلوہ بخش قیام
گورمنٹ کی سمت سی پہر وہاں — ہوئی تازہ تخصیص عزت عیاں
عنایت تحت سر بلندی ہوئی — ادا رسمِ دستار بندی ہوئی
اوسی رات کہانی کی دعوت شتاب — ہوئی رخصت ایجنٹ عالیجناب
دم صبح نواب گردوں حشم — ہوئی در فشاں مثلِ ابرِ کرم
اراکین دولت جو ممتاز تہی — سزاوارِ توقیر و اعزاز تہی
دی اونکو خلعت بصد احترام — بڑہائی مراتب مناصب تمام
جو مشہور و نامی تہی اہل قلم — جہانتک تہی اربابِ تیغ و علم
اونہیں اونکی امید سی بیشتر — عنایت کیی سیم و لعل و گہر
رجب میں حضورِ شہنشاہ سی — فلک رتبہ ملکہ کی درگاہ سے
عنایت ہوا خلعتِ زرفشان — بڑی شان و شوکت سی آیا یہاں
دہم سی ہوا آمد آمد کا غل — چلے چہوڑ کر کام حکام کل
مقرر ہوا پہر بپا روزِ جشن — اوڑی پہر نویدِ دل افروز جشن
او سیدان اعیان عالیمقام — شب و روز کرنی لگی انتظام
خوشی کی وہی قدر ہونی لگی — وہی دلربا طرز ہونے لگے

یہ سلطانِ عالم سلامت رہی | یہ جاہ و حشم تا قیامت رہی

ہمیشہ فزون بخت و اقبال ہو | جو ہو دشمنِ جاہ پامال ہو

زبس پیرِ گردون گران گوش ہی | زبان کہولت سی بیہوش ہی

سلامی کی توپون نی سونا زسی | یہ مژدہ دیا اونچی آواز سے

ادہر تہا یہ سامانِ عیش و سرور | اودہر فکرِ خلقِ خدا مین حضور

یہی ہر گہڑی دل مین پیہم خیال | کہ پہونچی کسیکو نہ ایذا ملال

رفاہِ خلائق تہی جس مین مدام | اوسی کا کیا پیشتر انتظام

مدام اس ریاست مین معمول تہا | کہ ہر غلہ پر خاص محصول تہا

وصول اوس سے ہوتا تہا ہر حال مین | بلا جبر لک روپیہ سال مین

ہوا روزِ اجلاس ارشاد صاف | کیا ہمنی محصولِ غلہ معاف

یہ سنکر رعایا ہوئی شادکام | دعائین یہ دینی لگی صبح و شام

کہ یارب یہ شاہِ رعیت نواز | رہی ہفت اقلیم مین سرفراز

یہی حشر تک پادشاہی کری | یہی یونہین عالم پناہی کری

یہی مثلِ خضر و مسیحا مدام | رہی دونون عالم مین عالیمقام

غرض جب ہزار[۱۲۰۰] و دو صد کی سوا | بیاسی[۸۲] کا آغاز ہونے لگا

پسِ عشرہ تہا روزِ پنجم ضرور | کہ لائی نیا رنگ بزمِ سرور

مچی چار سو جان انگلس کی دہوم | ہوئی پہر وہی اہل مجلس کی دہوم

طرب خیز ساماں ہونی لگا ‏ دلاویز ساماں ہونے لگا
ہوا چار سو شہر آراستہ ‏ سما کو ہی فردوس ہر آراستہ
مکانات جوبن دکہانی لگی ‏ نگاہوں مین ہر دم سمانی لگی
صفای عمارت سی پای لطف ‏ یہ سلیے لگا نقش دیوار پر
دکانیں تکلف سی بازار کے ‏ ہوے ہیں صحن گلزار کے
وہ روز معین جب آیا قریب ‏ ہزاروں کی یکسا رجاگی نصیب
مکانات سب رشک گلشن ہوئی ‏ کنول جہاڑ فانوس روشن ہوے
جیر ہاں کی پرتو سی جمکا جہاں ‏ ہوا خاک پر آسماں کا گماں
ملی لطف واحساں سی شام و سحر ‏ امیروں کو خلعت غریبوں کو زر
جو تہی اہل خدمت صداقت اساس ‏ دی اونکو انعام و رنگین لباس
کرم کا یہانتک تہا پیدا اثر ‏ کہ عیسی بہی رکہتی تہی مٹہی میں زر
جو تہی سی ہوئی وسعت سینہ تنگ ‏ نکلنی لگی دل سی دل کی اُمنگ
کیا جا بجا طائفوں نے ہجوم ‏ مچائی مبارک سلامت کی دہوم
اداؤن کا اظہار ہونی لگا ‏ قیامت کا دربار ہونے لگا
ملا کر بہم سار سی سار رقص ‏ ہوئی شعلہ رو گرم پرواز رقص
ہوا ہر طرف شور نغمہ اسد ‏ سی تان چرخ بریں کی کمند
یہ جشن طرب دیکہکر بار بار ‏ یہی کہتی خلقت کہ پروردگار

کرون حال کلب علیخان بیان — سناؤن نوید مسرت نشان

کہ یوسف علیخانِ گردون حشم — روان جب ہوئی سوی باغ ارم

اوسی روز مانندِ نقشِ نگین — ہوئی یہ سلیمان مسند نشین

پڑین توپون پر ہر طرف بتیان — لرزنی لگا قلعہ آسمان

مراتب سی نذرین گذرنی لگین — مرادین فلک سی اوترنی لگین

گئی پہلے پیشِ خداوندِ فر — گرامی نژادانِ والا گہر

پہر ارکانِ دولت سرانِ سپاہ — ہوئی بہرہ اندوزِ اعزاز و جاہ

بجین نوبتین چار سو شہر مین — خوشی کا ہوا غلغلہ دہر مین

نظر کرکے اس لطفِ دربار کو — گیا بہول خورشید رفتار کو

قدمبوس اقبالِ شاہی ہوا — فدا بختِ عالم پناہی ہوا

ادہر نغمۂ تہنیت تہا بلند — کہ ناگاہ وہ خسروِ بخت مند

اوٹہی شوکت و جاہ و اقبال سی — اوٹہی مسندِ فرخی فال سی

ہوئی مسجدِ قلعہ مین جلوہ گر — پڑہا فرضِ آدینہ صف باندہ کر

نوافل سنن کر چکی جب ادا — پہری سوی ایوانِ عشرت فزا

کیا مفتخر مسندِ جاہ کو — دیا حکم اعیانِ درگاہ کو

پئ جشن سامان یکجا کرین — مناسب ہو جو کچھ مہیا کرین

ہوئی جشن کی شہر مین دہوم دہام — اراکین کرنی لگی انتظام

اوسی رو ریائیں قدر یدر | ہوئی دفن وہ خسروِ نامور
کلام آپ کا چھپ گیا ہی تمام | پسند ہر مند ہی صبح و شام
مثلہ کر کے طرز بیانِ سخن | اوٹھاتی ہیں فن کے مری اہل فن

ذکر سراپا سرور بندگان فلک آستان حضور فیضگنجور گوہرِ تاج ابہت و شہریاری یاقوت اکلیل مملکت و تاجداری سر آمدِ سران دولت پناہی سرخیل صدر نشینانِ مجالسِ والا جاہی فرازندہ دیہیم ریاست فروزندۂ شمع سیاست حاجی حرمین شریفین زائر روضۂ شہنشاہِ خافقین جناب معلی القاب حامی دینِ محمد نواب کلب علیخان صاحب بہادر نواب تخلص ادام اللہ اقبالہم و ضاعف اجلالہم

بہت سو چکا ساقیِ سحر | اوٹھا نالۂ حوابِ غفلت سی سر
شبِ نامرادی اوڑی بنکے دود | ہوئی صبح روزِ تمنا نمود
جدہر دیکھیے عالم نور ہی | نگاہوں میں ہر سنگ رشکِ طور ہے
طرب خیز ساماں ہی ہر طرف | نکلتی ہر ارماں ہی ہر طرف
لگاوٹ ہی رندی آشام سی | تبسم ہی پیدا لبِ جام سی
اچھوتی پلا آج ایسی شراب | کہ پیری مین پیدا ہو کیفِ شباب

حقیقت میں وہ رنگ پیدا کیا | کہ عالم کو مفتون و شیدا کیا
یہانتک کہ وہ رشکِ نظمِ گہر | مکرر ہوا طبع اس طور پر
کہ پہلی ہوا منطبع وہ کلام | کہ دیکھا تھا غالب نے جسکو تمام
ملا کر بہم پھر چھپا بے نظیر | بناتی تھی جسکو جناب اسیر
مسدس رباعی مخمس غزل | ہر اک رنگ میں آپ تھے بے بدل
اگر لکھوں میں عہد دولت پناہ | تو وہ سال پر ہوں فزوں چار ماہ
نہ کافی ہو ماہِ دل افروز بھی | زیادہ کروں یازدہ روز بھی
رہی اتنی مدت وہ فرخندہ فال | شرف بخش اقبال جاہ و جلال
اوٹھائی جو پھر صدمی سرطان کے | شب و روز لالی پڑی جان کی
بہت کچھ ہوئی چارہ جوئی مگر | مداوا نہ کوئی ہوا کارگر
عیان ماہِ ذیقعدہ تھا دہر میں | تھی مشہور جو بیسویں[۲۴] شہر میں
سنین عدد ہای غفار میں | اوسی جمعہ برکت آثار میں
ریاست سے ہنگام نصف النہار | ہوئی رونق افروز دار القرار
اگر عمر نواب والا حشم | لکھی اس جگہہ کلکِ مشکین رقم
تو افزون نہوں سال پنجاہ سے | گھٹیں پانچ دن اور نہ ماہ سے
بڑی دہوم سے موتی مسجد کی پاس | موافق وصیت کی ہنگام یاس
عزا خانۂ پاک سبطین میں | مقام غم شاہ کونین میں

سرور بخش کلکتہ جا کر ہوئی
شریک اونکی جلسوں میں اکثر ہوئی

ولیکن موافق نہ آئے ذرا
وہاں کی کسی طرح آب و ہوا

یہانتک ہوئی قلت آرام کی
کہ پھر آئی رخصت سی حکام کی

عدالت سی مانند نوشیرواں
ریاست میں اپنی رہی حکمراں

سوے علم رکھتی توجہ مدام
کیا کرتے ارباب فن سی کلام

یہی لطف صحبت شب و روز تھا
یہی رنگ بزم دل افروز تھا

وہ منطق میں حکمت میں تھی دستگاہ
کہ ماہر کی منہ سی نکلتی تھی واہ

شب و روز تنقیح و تدقیق تھی
مسائل کی ہمیشہ تحقیق تھی

غرض علم عقلی کی علام تھی
فنون شریعہ کی فہام تھی

طبیعت ہی موزوں لڑکپن سی تھی
بہت فکر مانوس اس فن سی تھی

کہا کرتی تھی شعر اردو مدام
فصاحت بلاغت سی مملو تمام

رہی رائے آموز شعر و سخن
بہت روز روں تک مومن سحر فن

پھر انداز نو کی جو طالب ہوئی
اسی فن میں شاگرد غالب ہوئی

پس چند پھر لکھنؤ کے زباں
پسند آئی نواب کو ناگہاں

یہانتک ہوا میل خاطر ادہر
کہ کہنے لگی شعر اوسی طور پر

مظفر علی کو دکھانی لگی
مری طرز پرسکے اوٹھانی لگی

ہوا جمع دیوان انجام کار
پڑی چار سو اہل فن میں پکار

اوسی غدر مین لکھنؤ سی یہان — یہ راقم بھی آیا تھا بہر امان
شب و روز راحت سی بی خوف و بیم — رہا قلعہ مین دس مہینی مقیم
غرض فوج باغی کی بیداد سی — فرنگی گئی رستم آباد سے
بچا کر زر و مال و اطفال کو — روانہ ہوئی نینیہ تال کو
دم رخصت و حالت اضطرار — وہ نواب کو دی گئی اختیار
کیا آپ نی شہر کا بند و بست — رہی فتنہ گر ڈر سی کوتاہ دست
وہ کی صرف ہمت کہ شام و سحر — ہوا بھی نہ بلوی کی آئی ادہر
ہزاروں پریشان خستہ تباہ — یہان روز لیتی تھی آکر پناہ
جو حکام ٹہری تھی کہسار پر — اونہین بھی نہ پونہچا کبھی کچھ ضرر
پس ختم آشوب غدر سپاہ — سمجھ کر گورمنٹ نی خیر خواہ
ادا شکر احسان و منت کیا — صلی مین علاقہ عنایت کیا
ہوا جسکی تحصیل زر کا شمار — یہان یک لک و بیست و نہ ہزار
عطا اک شرف بخش تمغا کیا — جسی کہتی ہین اسٹار آف انڈیا
بڑہی اور اعزاز کی آب و تاب — کہ ملکہ کی جانب سی آیا خطاب
کیا اوسمین اظہار ما فی الضمیر — لکہا بعد فرزند کی دلپذیر
ترقی کی شکلین جو پیدا ہوئین — سلامی مین دو توپین افزون ہوئین
ہر اک طرح پایا جو کامل انہین — کیا اہل کونسل مین شامل انہین

که جب آپ کو مسندِ جاه پر
گئے دو برس دو مہینے گذر

سنِ صوم مصروف تہی اہلِ دین
کہ ماہِ مبارک کی تہی چودہوین

ہزار و دو صد کی سوا دہر مین
بہتر تہی مشہور سن شہر مین

یکایک جو بگڑی سپاہِ فرنگ
دگرگون ہوا ہند کا رنگ و ڈہنگ

خرابی ممالک مین پڑنی لگی
قضا راسی وہ فوج لڑنی لگی

گئی دہلی کو جملہ باغی سپاہ
کیا لوٹ کر شہر دہلی تباہ

پسِ غارت و قتل اربابِ زر
بٹہایا ظفر شاہ کو تخت پر

فرامین لکہی رئیسون کی نام
کہ ہون شاہ کی جان و دل سی غلام

سلاح و سلب سی زر و مال سے
کرین سب کمک آکی ہر حال سے

اگر اسمین فرق آئی گا مال بہر
ملا دینگی ہم خاک مین کر و فر

یہ افسانہ ختم کرون کیا بیان
خبردار اس سی ہی سارا جہان

یہان طولِ تقریر بی سود ہے
مفصل کتابون مین موجود ہی

اوس آشوب مین آپ بی صبح و شام
فراست سی ایسا کیا انتظام

کہ راضی رہی دونون انجام تک
نہ آیا کبہی غدر کا نام تک

ریاست کو صدمہ نہ پونہچا کوئی
نہ آیا ادہر اہلِ بلوا کوئی

ستم کا خطرہ نہ لٹنے کا ڈر
رعایا رہی روز و شب بی خطر

یہان تک کہ صدہا امیر و غریب
ہوئی آکی شہرون سے مامن نصیب

رجب مین کہ تاریخ تہی تیرہوین ‌ ‌ ہوئی رونق افزای خلد بریں

ذکر خیر چمن آرای بوستان دولت و اقبال بہار پیرای گلستان جاہ و جلال فرید الآفاق حمید الاخلاق جناب نواب محمد یوسف علی خان صاحب بہادر فرزند دلپذیر دولت انگلشیہ فردوس مکان

پلا شام سی آج ساقی شراب ‌ ‌ کہ دور قمر ہی پس آفتاب

مزہ دل مین آئی تو کہولون زبان ‌ ‌ کرون حال یوسف علیخان بیان

کہ جب دہر سی جنت آرامگاہ ‌ ‌ ہوئی عالم قدس کی بادشاہ

اوسی روز فرزند والا گہر ‌ ‌ ہوئی مسند آرا بجای پدر

ہوا اہل جاہ و حشم کا ہجوم ‌ ‌ مچی ہر طرف کامرانی کی دہوم

نوید طرب بخت و دولت نے دی ‌ ‌ صدای مبارک سعادت نی دی

برابر سلامی او ترنے لگی ‌ ‌ دم دوستی توپ بہرنے لگی

جو یوسف علیخان فرخندہ فر ‌ ‌ ہوئی وارث ملک و مال پدر

ریاست کا عمدہ کیا انتظام ‌ ‌ رعایا برایا ہوئی شادکام

ممالک کا کو آباد ایسا کیا ‌ ‌ کہ فردوس ہونی کا دعوی کیا

غرض قابل تخت شاہی تہی وہ ‌ ‌ سزاوار عالم پناہی تہی وہ

لیاقت کا اونکی مقر ہی جہان ‌ ‌ کرون ایک ذکر فراست بیان

کمال آپ کی حصر سے پاک ہیں
یہاں گنگ ارباب ادراک ہین

سخاوت مین ہمیشل آفاق تہی
شجاعت مین رستم کی مصداق تہے

جو تیغ آزمائی تہی ہر رنگ میں
بہت صاف تہا ہاتہہ جو رنگ میں

فن طب میں حاصل تہی وہ دستگاہ
کہ بیمار آیا جو پیش نگاہ

اصول حذاقت سے رکہتی غرض
بتا دیتی تہی نبض دیکہی مرض

تہے جو لکہنوی ایک نامی حکیم
مسیحای خاک عظام رمیم

حسب وار سے حی و جلی
فلک رتبہ مرزا محمد علی

اونہیں سے کے تلمذ سے ممتاز تہی
اونہیں کے فن طب میں ہمراز تہی

سوا اسکی متاز تہی بے عدیل
کہ تہی خاص شاگرد مرزا قتیل

خصوصا وہ ماری مین تہا سنگ ڈہنگ
کہ سن سکی تہی رخ سعدی بہی تنگ

کتابیں جو درسی ہین زیر فلک
پڑہیں تہیں وہ کل قطبی و میر تک

مگر رکہتی تہی وہ ذکاوت حضور
کہ ہر فن میں ہوتا تہا ثابت عبور

رجب کی مہینی کی تہی بیسویں
یہ دن رستے جمعہ کو بالیقیں

تہی بارہ سو مشہور ہجرت کی سال
کہ پیدا ہوئی تہی ستہ جوش خصال

شرف بخش جاہ و حشم وہ مس
رہی پندرہ ۱۵ سال اکیس ۲۱ دن

ہوئی تہی تہ چرخ فیروزہ گون
ولادت کی سن یہ اکہتر فزون

شب و روز ایسی عوارض رہی
کہ سل میں وہ تسلی کو کچہ دل چہڑہی

قواعد حکومت کی جاری کیی
موافق شریعت کی جاری کیی

رعایا ہوئی شاد آباد ملک
ہوا چندہی مین مثلِ بغداد ملک

بحجم کرم بخششِ عام سی
مکانات پختہ بنی خام سے

ہوئی راستی صاف سڑکین درست
ملازم تہی ہر کام مین تیز و چست

زمانی مین پہرنی لگی بی حجاب
خرابی مری طرح خانہ خراب

کیا خوب لشکر کو آراستہ
ہوا شور و شر فتنہ برخاستہ

متاعِ گران قیمت آنی لگی
ترقی تجارت دکہانی لگی

عوض کہیس لنگی کی ارباب زر
ہوئی شال رومال سی بہرہ ور

جو نایاب اسباب تہا دہر مین
وہ کثرت سی ملنی لگا شہر مین

ہوئی آپ جس سال مسند نشین
کیا ملکِ اجداد نہ زیر نگین

رعایا نہایت پریشان تہی
ریاست جہانتک تہی ویران تہی

ترقی کمی کی تہی معمول مین
یہ تہا فرق تحصیل محصول مین

کہ آیا خراجِ ضیاع و عقار
فقط چار لاکہ اور پنجہ ہزار

مگر آپ کی حسن تدبیر سے
ہوئی گنج لبریز توفیر سی

ہر اک دیہ آباد ایسا ہوا
کہ ہر سمت شہروں مین شہرا ہوا

زبس آپ تہی قدردانِ ہنر
ہر اک فن کی کامل ہوی نامور

مراتب مناصب سے اعزاز سے
کیا فخرِ دوران ہر انداز سی

ہوئی پہر تو مشہور آفاق میں ۔ فراست لیاقت میں اخلاق میں
ہر اک سمت شہرت ہوئی نام کی ۔ پڑی دہوم فکرِ خیر و کام کی
جب احمد علیخانِ والا تبار ۔ ہوئی رونق افزوِ دار القرار
مع جملہ سامانِ اعزاز و جاہ ۔ بدایون میں تہی وہ فلک بارگاہ
کمشنر کے ہمراہ باصد سرور ۔ ہوئی ایک دن داخلِ رامپور
تہی بارہ سو چہپن [۱۲۵۶] مشہور و سین ۔ جمادِ دوم کی تہی اکیسویں [۲۱]
یہاں پہنچتے نہ کو باصد وقار ۔ ہوئی مسند آرا وہ عالی تبار
سلامی کی توپیں چلیں ہر طرف ۔ تردد دلوں سی ہوئی برطرف
قوانین اوس عہد میں یکقلم ۔ ستم کی تہی اور روز بڑہتی تہی دم
نہایت ہی سرہنگ و خونخوار تہی ۔ عبث سرکش و مردم آزار تہی
قیامت ہر اک شخص آفت میں تہا ۔ جہنم کا شعلہ شرارت میں تہا
غضب شور شر جور فتنہ فساد ۔ یہ سب اوسکی عادت سی تہے نامراد
کیا کرتی تہی مدعتیں بیحساب ۔ نہایت تہا ظلم سے ریاست خراب
کوئی رسم انصاف جاری نتہی ۔ عدالت نہ تہی وہ جماری ستی تہا
کچہ ایسا کیا آپ ہی مدوبست ۔ کہ سر ہوگئی سر بلند کی پست
ریاست سیاست کے مدنظر اصول ۔ نکالی طبیعت سی ریسا اصول
مقرر کیے محکمے جابجا ۔ عدالت سی ہر کام ہونی لگا

رای جمجاہ انجم سپاہ جناب مستطاب معلی القاب
نواب محمد سعید خان صاحب بہادر جنت آرامگاہ

خبر لی ذرا ساقی پر غرور — کہ پی کیف ہو تا چلا ہی سرور

پلا می کہ تر ہون دہان و زبان — سنبہل بیٹہون پہر ہو عرض بیان

کہ نواب جم جاہ حاتم کرم — سلیمان نگین و سکندر حشم

خدیو جہان و جہان پناہ — سپہر عطا جنت آرامگاہ

جو خان لکہی بعد محمد سعید — توفی الغفور ہو نام نامی پدید

پس جنگ آصف جب انکی پدر — بنارس مین آکر ہوئی جلوہ گر

کیا قصد کعبہ بصد اشتیاق — روانہ ہوئی سوی ملک عراق

یہ حضرت اوسی شہر مین چند روز — رہی جاہ و عزت سی رونق فروز

وہان سی جو برخاستہ دل ہوئے — سوی لکہنو آپ مائل ہوئی

زبس مدعی ملک و دولت کی تہی — طلبگار ارثی ریاست کی تہے

اسی سی وہ خورشید عالم فروز — یہان بہی نہ ٹہہری مگر چند روز

یکایک بصد شوکت و اعتلا — ہوئی سوی کلکتہ رونق فزا

پہونچکر وہان لطف و آرام سی — ملی لائق و عمدہ حکام سے

اونہون نی رئیسانہ کی آبرو — ریاست کی بابت ہوئی گفتگو

وہ جتنی ستھے ارباب تدبیر سی — ہوئی خوش حکیمانہ تقریر سی

کبہی افسروں کی ستم اور ہی ‏ ‏ تر سنتہی کی جائین کنئین باد رہی

یہ سب کچھ ہوا شہر میں شور و شر ‏ ‏ پر احمد علیخان رہی بیخبر

اوسی حالت غش مین وہ نامور ‏ ‏ رہی جمعہ سی ہفتہ تک بیخبر

جو اتوار کی شب ہویدا ہوئی ‏ ‏ دم نزع کی شکل پیدا ہوئی

پہر رات ہوگی کہ وہ حکمران ‏ ‏ ہوئی سو جنت یہاں سی رواں

حکومت ہوری موضع اک نامکار ‏ ‏ بنا تہا وہاں پیشتر سی مزار

اوسی جا حسن شاہ صاحب کے پاس ‏ ‏ ہوئی دفن نواب روشن قیاس

دم حشر تک اس محامد کی ساتہ ‏ ‏ رہی لعد مردن ہی مرشد کی ساتہ

پر اوس روز تاریخ ای ہمنشین ‏ ‏ مہ محرم کی تہی پچیسوین [۲۵]

خطوں میں جو لکہتی تہی سال اہل خط ‏ ‏ وہ بارہ سو چہپن تہی ہجری فقط [۱۲۵۶]

عیاں ہو رہا حکومت کا حال ‏ ‏ اٹہانوے چالیس پر سات سال

اسی جا سی وہ مسیحا نفس ‏ ‏ رہی رونق دنیا میں پچپن برس [۵۵]

رسا تہی طبیعت سخن دستگاہ ‏ ‏ کیا کرتی تہی نظم ہی گاہ گاہ

کتب خانہ فیض آثار میں ‏ ‏ کچہ اشعار ہین جمع سرکار میں

ذکر خیر مرکز دائرہ عدل و داد واسطہ نظم گوہر ایجاد مبدع قوانین نظم ماحی نقوش ظلم داد بخش و جہان آرای رستم رخش افلاطون

زبانی قمر اول کو بھیجا پیام
کہ ہی حکم نواب والا مقام

کبوتر کوئی جنگلی کر کے شکار
لی آؤ توقف نہو زینہار

اسی دم حضور اوسکو پکوائینگے
اوہی شوربا نوش فرمائینگے

بجالائی وہ حکم سرکار کو
دیا جلد لاکر محلدار کو

کیا دوسری دن اونہون نے بیان
کہ اچھی ہین نواب عالی مکان

کیا فائدہ شوربی نی کمال
اوسی وقت سی ہی طبیعت بحال

اگر دیکھئی دیدۂ غور سے
مرض مین کمی ہی ہر اک طور سی

یہ فرماتی ہین افسرون سی حضور
کہ دیکھو نکل ہی دشمن مرا پر ضرور

اوسی کی ہون جادو سی مین بخبر
بنی ہی ہر اک دم مری جان پر

بلا عذر و تکرار جائین ابھی
بہت جلد سرکاٹ لائین ابھی

یہ کارندہ وہ تھا کہ لیل و نہار
ریاست کے کرتا تھا سب کاروبار

یہان جتنی سرکش تھی سرہنگ تھے
سیاست سی اوسکی بہت تنگ تھی

وہ سنتی ہی اس جعلی ارشاد کو
چلی جوش مین تازہ بیداد کو

یہ افسر پہونچکر وہان خشمگین
ہوئی مائل قتل رکن رکین

ہوئی اوسکے ہمراہیون سی ستیز
چلی دونون جانب سی شمشیر تیز

ہوا گرم بازار شر چار سو
قیامت ہوئی جلوہ گر چار سو

وہ سردار بیجرم مارا گیا
تن خستہ سی سر اوتارا گیا

حوادِ دوم کی وہ تھی ساتوین ہوا تھا یہ کامل ہلالِ مبین
ہزار و دو صد اور دو و بست و یک تھی اوسوقت یہ سال پیر فلک
قضارا سے لگی آگ بارود مین اوٹھا شعلہ قصر فلک سود مین
جو اوس گھر مین رہتی تھی شام و پگاہ وہ سب اوڑ گئی صورت برگ کاہ
مکانات و ایوان قرب و جوار مطر بھی سے آئی بہ رنگ شرار
کڑی تختی اوڑ کر گری دور دور ہوئی اکثر انکی بہی عدم سے حضور
تہا شہر مین زخمیوں کا شمار گلی کوچہ تہا عرصہ کارزار
گئی جان سی ایسی جو ستر بشر کیا دہر سی سوی جنت سفر
کیی روز تک ماتم عام تہا جدہر دیکھیی ایک کہرام تہا

حادثہ دوم

ہوا دوسرا حادثہ یہ نیا جسی ساری عالم نی دیکھا سنا
کہ نواب آخر مین بیمار تہے بہت دن سی مستقی و راہ تہی
مہینون اسی مین رہی مبتلا یہانتک کہ لیتی غش انکو ہوا
طبیبوں نی کی جان نثاری بہت دکھائی حذاقت شعاری بہت
ولیکن نہ تدبیر کوئی چلی تنفس و ز ورشور سی گئی بیکلی
پُرامید وہ وی بیہوش رہنی لگی زبان بند و خاموش رہنی لگی
اوٹھا یا اوسی غشی میں سر ملا زنانِ محل نی نیا شعلا

عرض بخط دورِ ایام سی
بسر کرتی تہی عیش و آرام سی

غمِ خلق و سودای منصب نہ تہا
اونہین کچھہ ریاست سی مطلب نہ تہا

اونہین روز و ن تقدیر سی ناگہان
ہوئی قحط کی شکل پیدا یہان

دکہایا کیا چرخ پر آفتاب
زمین کیتہہ کو چشمِ عتاب

سوا اشک مظلوم کی سال بہر
فلک سی نہ قطرہ گرا خاک پر

کہین جز خطِ نو خطان حسین
نہ تہا سبزہ بالای روی زمین

حرارت سی فاقہ کی ہر استخوان
برنگ سرِ شمع دیتا دہوان

قدم اوٹھہ نہ سکتی تہی حیوان سے
نہ لیجاتی تہی سان انسان سی

یہان تہی جو بے انتظامی کمال
ہوئی اور بہی خلق آشفتہ حال

شب و روز بی دانہ و آب و نان
ہزارون کی جانین گئین رائگان

مساکین و محتاج خانہ خراب
دکانون مین پڑ رہتی جو وقتِ خواب

وہ رہتی نصیبون سی ناکام صبح
نظر آتی بیجان ہنگامِ صبح

اگر کیجیے حادثی کل رقم
تو ہو عمر بہر کم نہ یہ کیف و کم

مگر اس جگہہ مختصر طور پر
مین لکھتا ہون حادثی بخطر

حادثہ اول

سنا ہی کہ بارودخانہ یہان
تہا اوس عہد مین شہر کی درمیان

بنایا تہا ماتحت خدام سے
درِ دولتِ خاص کی سامنی

وہاں نو تمیں جا کی نوکر ہوئی
موافق لیاقت کی افسر ہوئی

اسیطرح سمہا شریف رمن
ہوئی کا دستوں سی غریب الوطن

ہوا شہر سنسان گلیاں اوداس
ہر اک سمت آتی نظر شکل یاس

سیہ روز روشن سوارات سی
اوداسی برستی مکانات سی

ہمیشہ سی نوابِ گردوں محل
لگاتی تہی گولی عدیم المثل

شب و روز اکثر وہ عالی تبار
رہا کرتی مصروف سیر و شکار

بیابان و صحرا میں تہی صیدگاہ
مہینوں وہیں رہتی شام و پگاہ

یہاں کارسازانِ اعیانِ ملک
کیا کرتی تہی ساز و سامانِ ملک

انہیں کو ریاست کی سب کار تہی
یہی لوگ مالک تہی مختار تہی

جب آتی بیاباں سی شاد کام
رہا کرتی مصروفِ عیش مدام

سرِ شام سی صبح تک بیٹھی آپ
سنا کرتی مستی میں طبلی کی تہاپ

کبھی دیکھتی ناز و انداز رقص
کبھی سنتی آواز دمساز رقص

کبھی لیتی بوسی لبِ جام کی
کبھی ساقی نازک اندام کی

نگاہ تہا کبھی بیخبر
نکلتی تہی پیمانی میں ڈوبکر

دمِ صبح بہر تا فلک جب شتاب
مئی نور سی ساغر آفتاب

تو بزمِ طرب ہوتی برخاستہ
چلی جاتی جو بانِ نو خاستہ

اوسی تشنۂ بادۂ ناب میں
وہ رہتی سرِ شام تک خواب میں

تمام افسرون مین کہ تہی رشک شیر — معظم مکرم رہی اک دلیر
سبب یہ کہ دل مین وہ فرخندہ خو — سمجھتے تہی باقی کو اپنا عدو
پدر پر ہوئی تہی جو بیجا ستم — وہ یاد آتی تہی آپ کو دمبدم
کوئی افسر آتا اگر روبرو — تو آنکھون مین انکی اوترتا لہو
یہی چاہتی تہی کہ یہ فتنہ گر — نہون عزت وجاہ سی بہرہ ور
عوض باپ کا ایکدن سب لیجئے — کسی طرح برباد کر دیجئے
عمائد ہون یا افسران سپاہ — انہین کیجیے بی نشان وتباہ
سلامت نہ ارباب دولت رہین — رہین بہی تو پابند ذلت رہین
مٹادون مین نام اہل بیداد کا — نرکہون نشان انکی بنیاد کا
اسی وجہ سی شہر مین چارسو — بڑہا فتنہ وشور وشر کو بکو
بہم خون ہونی لگا بیحساب — ہوا بندوبست ریاست خراب
پریشان ہوی سب خلقت تمام — ہوا چین سی شب کو سونا حرام
نکلتے تہے گہر سی جو باہر غریب — نہوتا تہا پہرنا سلامت نصیب
ہوئی ہر طرف خانہ جنگی کی دہوم — جدہر دیکہیی اہل شر کا ہجوم
کوئی دادبیداد سنتا نہ تہا — رعایا کی فریاد سنتا نہ تہا
خلائق جہان تہی پریشان تہی — مصیبت مین ہر ایک کی جان تہی
بمجبوری اکثر نی باندہی کمر — کیا جانب ٹونک عزم سفر

ہو ہو لعطاء نصر اللہ اول رقم
تو آخر کو خان و بہادر ہو ضم

پتا نام کا اون کی یون دیدیا
حسرد ار اہل نظر کو کیا

نیابت کا اونکو دیا اختیار
ریاست کا کرنے لگی کاروبار

سوا بارہ سو نو کی اٹھتیس
جمادی اولی کی تہی پا یحیین

کہ نائب ہوئی وہ خداوند نام
رہی حکمران روز و شب صبح و شام

ہوا مختصر جسکہ طول حیات
ملی روح کو قید تن سی نجات

تہی چھبیسویں ماہ شوال کی
نہایت تہی آخر مہ حال کی

تہی بارہ سو پچیس ہجرت کی سن
یہی دور تہا زیر چرخ کہن

بڑہا پندرہ سال پر پانچ ماہ
پہر اکیس دن اور بی استناد

تو ہوں بی غم و رنج فکر شمار
زمان نیابت تمام آشکار

غرض اتنی مدت وہ فرخندہ روز
رہی لی تردد نیابت فرور

اونہوں نی کیا جسگہڑی انتقال
ہوا مملکت کا دگر گونہ حال

ہر اک طرح اوس اوج اقبال میں
تہی نواب چھبیسوین سال میں

ریاست میں اونکو ملا اختیار
ہوئی مستقل مرجع کاروبار

خوانیں کو رنج دینی لگی
عوض باپ کا اپنی لینی لگی

اراکین دولت کی عزت نکی
کسی خاندانی سے ملت نہ کی

فقط مصطفے خان کی اولاد سے
رہی بستا احسان امداد سی

جناب مستطاب نواب محمد فیض اللہ خانصاحب بہادر عرش منزل انار اللہ برہانہم

کہانتک کرون انتظار شراب
عوض می کی دی کاش ساقی جواب

کسی اور پیر مغان سی ملون
یہ دل دی کی ایک ساغر پلادین

لب خشک تر ہون تو گویا کرون
دو رنگی کے مضمون انشا کرون

کہ آصف پس فتح باصد سرور
ہوی جس گہڑی داخل رامپور

خزانی مین تہا جس قدر مال و زر
کیا اپنی قبضی مین سب بی خطر

جو سیراب تہا ملک آباد تہا
شکست محاصل سی آزاد تہا

نہی بگڑی کچھہ ہو مگر بیزوال
خراج اوس سے آتا تہا چہہ لاکہہ سال

اوسی ملک مین اپنی شامل کیا
مقرر وہان اور عامل کیا

کئی شرط کی ساتہہ لیکر قلم
کیا اک نیا عہد نامہ رقم

پہر احمد علیخان کو پیش نگاہ
کیا مسند آرای اعزاز و جاہ

زبس تہی یہ نواب فرخندہ فال
نو آموزہ نا بالغ خرد سال

نہ تہی کچھہ خبر نیک و بد حال کی
کہ عمر گرامی تہی نہ سال کی

کسی حال مین بی مدار المہام
ریاست کا ممکن نہ تہا انتظام

وسیوقت آپسمین شورا کیا
نیابت کی وعدی کو پورا کیا

ملی تہی جو آصف سی خود بیشتر
کیا تہا خوانین کو منتشر

ہر اک علم سے آپ تھے کامیاب ‏ قوی حافظہ ذہن تھا لاجواب

کتب بینی اکثر تھی مرغوبِ دل ‏ ہمیشہ تھی تحقیق محبوبِ دل

سمجھتے تھے تنقیح کو فرض میں ‏ محقق تھے منطق میں تارا ہدیں

زیادہ نہ پڑھنے کی مہلت ملی ‏ نہ دنیا کی جھگڑوں سے فرصت ملی

گیارہ سو اسّی میں تھے چار کم (۱۱۷۶) ‏ کہ پیدا ہوئے تھے وہ گردوں حشم

ترسٹھ برس دہر میں روز و شب (۶۳) ‏ رہے بہرہ اندوزِ عیش و طرب

تھے بارہ سو اڑتیس ہجرت کی سن (۱۲۳۸) ‏ کہ ناگاہ از اعتبارِ زمن

ہوئے مبتلا رنج و آلام میں ‏ خلل آگیا عیش و آرام میں

مرض لاحق ایسا کہ بارِ دگر ‏ نہ پھر آئی صحت کی صورت نظر

جب آئی چھٹی ماہ ساون کی آہ ‏ تو لی بچشمہ کو جنت کی راہ

ہوئے دفن ٹاندوں میں دھوم سے ‏ چھٹے ہمنشینانِ معصوم سے

اسی شہر میں ہے مزار آپ کا ‏ وہیں حشر تک ہے قرار آپ کا

کرم خان نے اس وقت باصد الم ‏ یہ تاریخ نے مثل کی تھی رقم

ز دنیا سوئے خلد رحلت نمود ‏ چو نواب حاجی بیت الحرام

ریاضِ جنان گشت آرام گاہ ‏ بسالش خرد گفت رضوان مقام

ذکرِ خیر نواب احمد علی خان صاحب بہادر رند تخلص خلف الصدق نواب محمد علیخان بہادر ابن

کہانیا کہا تاہی گولہ جہان
پہ بچہا یہ مصلّے اوٹہا کر وہان

اوسی وقت خدام نی دوڑکر
کیا حسب ارشاد و مدنظر

نیت کی وہان بہی دو رکعت پڑہی
اوسی طرح آخر کی سنت پڑہی

دم سجدہ پہر آکی گولہ گرا
وہی فرق پہر سر سی پایا گیا

قیام و قعود و رکوع و سجود
کیی سب ادا بی غم ہست و بود

فراغت سی پہیر اسلام اپنی
کیا لوگون سی یہ کلام آپ نی

کہ بحکم پیمانہ بہرتا نہین
کبہی بی اجل کوئی مرتا نہین

بہت مینی چاہا میان نماز
شہادت کی رتبی سی ہون سرفراز

مگر بی مشیت نہ کچہ ہو سکا
یہ جان حزین بہی نہین کہو سکا

تہو رشجاعت کا یہ حال تہا
سنو قوت جسم کا ماجرا

فزون زور و طاقت مین رستم سی تہی
زبردست مردان عالم سی تہی

سوا اور چیزون کی شام و سحر
غذا کی بہی مقدار تہی بیشتر

کہ دم پخت ایک عمدہ حلوان کا
کیا کرتی تہی نوش جان دائما

لگاتی تہی بہت زمانی سی تیر
نہ رکہتی تہی اس فن مین اپنا نظیر

محاسب بہی تہی آپ ایسی کہ بس
کسیکو نہ تہی ہمسری کی ہوس

جو اس فن مین ہی ایک درسی کتاب
مرکب خلاصہ سی لفظ حساب

زبانی تہی وہ یاد شام و سحر
برابر تہی جملہ عمل پر نظر

اولوالعزمیوں کی نہایت نتھی | تہور شجاعت کی غایت نتھی
رقم اس جگہہ اک حکایت کروں | قلمبند عمدہ روایت کروں
دلوں مین جو پیدا اصالت کری | شجاعت پر اوسکی دلالت کری

حکایت

کوئی قلعہ تہا سخت بالای کوہ | بشکلِ حصارِ فلک پرشکوہ
برابر کئی دن سی ہوتی تہی جنگ | تہی وسعت گہ کوہ تو یوں سی تنگ
کمالِ وغا مینِ پیکار میں | ہوا ظہر کا وقت کہسار میں
اوسی قلعہ کی سامنی بی خطر | نماز آپ پڑہنی لگی کوہ پر
نیت کرکی سنت کی بہرِ ثواب | گئی سجدہ میں جب وہ عالیجناب
گری گولی دو ایک نزدیکِ سر | مگر ہاتہہ دو ہاتہہ کی فرق پر
نہ دل کو تردد نہ کچھ غم ہوا | کئی رکن سب بی تردد ادا
یہانتک کہ پہیر اسلام آپ نی | وہ کل رکعتیں کیں تمام آپ نی
کیا حکم خادم نی پہرِ نماز | بچھادی اٹھا کر وہی جانماز
کیا فرض ادا آپ نی پہر وہاں | مقرر یقینِ ضرر تہا جہان
یہاں بہی وہی شکل پیدا ہوئی | وہی قدرتِ حق ہویدا ہوئی
گری گولی پہر چہوڑ کر سجدہ گاہ | ہوئی حصنِ روئیں خدا کی پناہ
عجب اسکی بہی فرصت ملی آپ کو | ہوا داغ جوشش دلی آپ کو

بڑہی آپ فوجِ عدو مال سی | کیا سامنا رای نیپال سی
چلی خوب میدان مین تیغِ کین | دلیرون نی کی خون سی تر زمین
نہایت کو وہ راجہ کہا کر شکست | ہوا جنگ سی سُست کوتاہ دست
لمی دیکھکر بخت و اقبال کی | مع فوج لی راہ نیپال کی
وہ شورش نہ باقی رہی دہر مین | ہوا فتح کا شہرہ ہر شہر مین
پسِ فتح نوابِ فیروز مند | پہر آئی سوِ راجہ سنسار چند
وہ بڑہ کر ملا حسنِ آداب سی | ہوا شاد جم جاہ [illegible]
عنایت کا اظہار کرنے لگا | شجاعت کا اقرار کر [illegible]
بنا شیفتہ حسنِ تدبیر کا | ہوا محو آئینِ تسخ[illegible]
یہانتک کہ نامِ سفر جب لیا | مصمم ارادہ کہین [illegible]
کسی طرح اوسنی اجازت نہ دی | کبہی رخصتِ نقل [illegible]
خوشامد سی منت سی روکا مدام | نہ لینی دیا گاہ جا [illegible]
ہوئی سخت مجبور نواب جب | گیا پیش حیلہ نہ کو [illegible]
وہین شان و شوکت سی لیل و نہار | رہی زندگی بہر اقامت [illegible]
سوا ان مقامات کی جابجا | ہوئی سیکڑون مع[illegible]
ہمیشہ رہی آپ فیروز مند | نہ پوچھا کسی طرح کہ [illegible]
تمکن مین حلم و مدارات مین | نہ رکھتی تہی ہمسر کسی [illegible]

سرافراز رایانِ عادل مین تہا | سوا دولت و ملک حاصل ہین تہا
سپہ لشکر قوی فوج و اسباب مین | اوٹہاتی نہ سر مدعی خواب مین
یہانتک تہا طول وطویل اوسکا راج | کہ دیتی تہی بائیس راجہ خراج
خبر سنکے وہ راجہ نیک روز | ملا آپ نواب سے ایک روز
کیا شکرِ احسان مقدم ادا | مراسم محبت کی لایا بجا
اونہیں روز رشک زر و مال سے | خصومت ٹہی رای نیپال سے
ہوا لشکر آرا وہ معمورِ جاہ | سو ملک نادون ہہی سیاہ
دیا حکم راجہ نے تسخیر کا | ہوا سامنا تیغ کا تیر کا
ادہر بہی لڑائی کے ارمان مین | نکالی گئی فوج میدان مین
یہ راجہ نے چاہا کہ احسان کو | خصوصًا فلک تیغ نواب کو
کروں رخصت اعزاز و اکرام سے | اذیت مین ڈالوں نہ آرام سے
روانہ ہوں مین سوی میدان جنگ | کرون گرم بازارِ تیر و تفنگ
یہ نواب پاکی مفہوم دل | کہا اوس سے ای ہمدم مستقل
یہ مجہہ سے ہوگا کبہی عمر بہر | کہ رخصت ہون اسوقت مین چہوڑکر
رہین قلعہ مین آپ آرام سے | سمجہہ لونگا خصم بد انجام سے
فقط فوج ہمراہ کر دیجئی | دلیرانہ سوی میدان بہر دیجئی
یہ سنکر وہ راجہ ہوا شادمان | کیا حسب ارشاد لشکر روان

نظر کرکے یہ حالِ وحشت قرین — ہوئی مشتعل آتشِ خشم وکین
ادہر آپ نے پہیری توسن کی باگ — ادہر بولی نامردمی جلد بہاگ
گریزان ہوا وہ شرر کیطرح — یہ پونہچی برابر نظر کی طرح
مگر وہ رہِ تنگِ کہسار سے — بچالی گیا جان تلوار سے
انہین اوس طرف سے پسِ بدسگال — ہوا گہوڑی پر آگی بڑہنا محال
کیا عرض پہر ہمدمِ خاص نے — نمکخوار پابندِ اخلاص نے
یہان اب ٹہہرنا نہین کچہ ضرور — چلین اپنی ہمراہیون مین حضور
کہا آپ نے ای عقیدت گزین — اسی چہوڑ دون مین یہ ممکن نہین
کیا اس نے بیکار تلوار کو — مین زندہ نہ رکہون گا بدکار کو
یہ کہکر سنبہالی کمان آپ نے — کیا زور کا امتحان آپ نے
ذرا روک کر شوخ رہوار کو — کیا آشنا زہ سی سوفار کو
ادہر تیر چٹکی سی چہوٹا ادہر — وہ آیا نظر لوٹتا خاک پر
وہان سے پہری پہر وہ عالیجناب — ملی اپنی ہمراہیون سی شتاب
اوسی راہ سی خرم وشادمان — بڑہایا قدم سوی ہندوستان
اسیطرح شوکت دکہاتی ہوئی — یونہین سرکشون کو دباتی ہوئی
رئیسانہ انداز سی بیخطر — ہوئی شہرِ نادون مین جلوہ گر
وہان ایک راجہ تہا سنسار چند — جوان وجوان طالع وہوشمند

پڑا تفرقہ جسم میں جان میں — گری لاش پر لاش میدان میں
پٹہانوں نے آخر اوہین دی شکست — کیا سربلندان راہ کو پست
گریزان ہوئی فتنہ گر کوہ پر — چلے پھر کسی کی نہ تیر و تبر
تعاقب میں نواب فیروزمند — بڑہی جانب کوہسار بلند
اشارہ کیا جو راہوار کو — کیا گرم اوس برق رفتار کو
پلک تک نہ جہپکی کہ آیا نظر — چہلاوہ سا پہرتا ہوا کوہ پر
سوا ایک ممتاز سردار کے — نہ پونہچا کوئی ساتہ رہوار کی
اگر شاہ خان سی مقدم قلم — کری لفظ ضامن برابر رقم
تو ہو نام ہی بی تکلف عیان — نہ باقی رہی کچہ تردد یہان
کیا عرض اوسنی کہ ای جم وقار — بس اب ہو چکی فتح یہ کارزار
مخالف کی لشکر نی کہائی شکست — دلیرون کی ہاتہو نسی پائی شکست
فراہم تہی جتنے یہان اشقیا — پریشان سب ہو گئی جابجا
کوئی دشمن جان مقابل نہیں — خصومت عداوت کی قابل نہیں
مناسب ہی عطف عنان کیجئی — توقف نہ ہرگز یہان کیجئی
جوانین کی پیچہی اب جنبر — کہان ہین گئی لڑتی لڑتی کدہر
یہی عرض کرتی تہی وہ جان نثار — مخاطب تہی وہ آسمان وقار
چلی ایک صندوق ناگہ اودہر — پڑی گولی شمشیر نواب پر

یہ سنتی ہی نواب گردون جناب
ہوئی عالم قہر مین پُر عتاب

کہا کہدو راجہ سی کل صبحدم
اسی کوہ پر ہو کی جائین گی ہم

اگر دعوی مردمی دلمین سے
کوئی حوصلہ زعم باطل مین ہے

تو کل راہ مین آ کی ٹوکی ہمین
موافق ارادی کی روکی ہمین

کری سامنا تیغ فولاد کا
اوٹھائی مزہ کبر و بیداد کا

نا یہون سی راجہ نی سنکر جواب
دلیران لشکر کیی انتخاب

ہزار آدمی سو جگہہ کی لڑی
کیی راہ مین دونون جانب کھڑی

دیا حکم جسوقت نکلین ادہر
یہ گہوڑی نہ چہوڑو کسی طور پر

اگر دیکھو آمادۂ رزم و جنگ
کرو تم بہی ہرگز نہ دم بہر درنگ

دم صبح نواب خورشید اوج
ہوی مائل رزم و ترتیب فوج

دورویہ جما کر پیادہ سوار
کیا چست و محکم یمین و یسار

سنبہل کر لڑائی کی عنوان سے
دلاور بڑہی رستمی شان سی

یہ جاتی تہی امید مین راہ کی
کہ ناگہ پڑی باڑ بدخواہ کے

دیا حکم نواب نی اوسگہڑی
کہ ان سی سمجہہ لو اوٹہا کر کڑی

بڑہی دونون جانب سی مردان کار
ہوا گرم ہنگامۂ کارزار

دلیرون نی پہر دم نہ لینے دیا
گنوارون کو تلوار پر رکھ لیا

ہٹا دی بڑہی فوج بدخواہ کی
اولٹ دین صفین قوم گمراہ کی

رہی جیسے مدت جو کرم سفر
یہو چلکر وہان ریج وا ندہ میں
وہاں ایک تہارای فیلی روا
سواریکا انکی تزک دیکھکر
سمند سیہ زانو برق و تاز
غصب کا اوسی شوق پیدا ہوا
ندیمانِ درگاہ کو بہیجکر
سمجھکر خلافِ ادب یہ خطاب
کہا ہمکو پروای قیمت نہیں
عنان گیر راہ ہماری کی ہیں
اگر دوستانہ ملاقات ہو
تو اوسوقت میں ایک کیا اور دس
وگرنہ یہ زنہار ممکن نہیں
یہ سنکر وہ جاتا رہا آپ سی
ریاست کی سامان پر زور پر
اوسیوقت ہی خط دیا پر کلام
بر روبرو سی وقتہ وجورسی

انہین کو وہ منکوٹ آیا لٹک
فروکش ہوئی دامن کوہ مین
جوان وجوان زور مار و کشا
ہوا دنگ وہ راجۂ نامور
ہوا اور رہی باعث سور وساز
ہزاروں تماسی ستید اہوا
کیا اوسنی گہوڑا طلب بخطر
دیا آپ ہی صاف اوسکو جواب
یہ خاصی ہیں مالِ تجارت نہیں
یہ گہوڑی ہماری سواری کی ہین
ترقی مراسم کی دن رات ہو
میں راجہ کو تحفہ میں دیدوں فرس
کسیطرح رہوار ممکن نہیں
غصناک و برہم ہوا آپ سی
ہوا مائل فتنہ پیدا گر
خلاف آدمیت کی بہیجا پیام
میں لی لونگا یہ گہوڑی ہر طور سی

اوسی شان سی خرم و شادمان — عرب سی پہری سوی ہندوستان
تہی ہمراہ اوسوقت لیل و نہار — سوا آپ کی تین سو جان نثار
سوارون مین تہی تیس باقی نفر — پیادی تہی ہر دم شریکِ سفر
جدہر ہند مین رونق افزا ہوے — جہان آپ تشریف فرما ہوئی
رئیس اوس سمت کی گہبرا گئی — جلالت شہامت سی تہرا گئی
ہوئی بسمت و دو معرکہ راہ مین — لڑائی ہوئی ملکِ بدخواہ مین
انہین تہوڑی لوگون سے ہنگامِ جنگ — عدو پر کیا عرصۂ زیست تنگ
ہمیشہ رہی غالب و فتحیاب — مخالف نہ لائی لڑائی کی تاب
ولیکن نہ بہلی طبیعت کہین — نہ فرمائی جمکر اقامت کہین
سمندِ جہان گرد کی ناگہان — اوٹہائی سوِ ملکِ کابل عنان
پہونچکر کسی سمت کی راہ سی — ملی دوستانہ زمان شاہ سی
اونہون نے بہت کچہ مدارات کی — ادا شرطِ اعزاز دن رات کی
سُنا دیر تک قصۂ سرکشی — کیا آپ سی عہدِ لشکر کشی
مگر بعض بیجا خیالات سی — ہوئی مانع شاہ اسبات سے
نہ دیکہی جو مشکل کشائی وہان — کیا قصدِ کشمیر جنت نشان
اوسی طرح پہرتی ہوئی ہر کہین — ہوئی آکی پنجاب مین جاگزین
لئی اپنی ہمراہ خیل و حشم — چلے سمت جمون سی وہ جم حشم

بہمت سی اوٹہا یہ بار تھا | ہوا مو جزن بحر جود و سخا
ر رہ وہ اُتاری تن پاک سے | عنایت کی طبع طربناک سی
وہ ہر چند انکار کرتی رہے | یہیں صرف تکرار کرتے رہی
قسم اونکو دلوائی نواب نے | ر رہ اپنی پہنائی نواب نی
ہوئی ساکت آخر وہ آل رسول | کیا اوس ر رہ کو بدقت قبول
جو ٹہیک آگئی وہ قد پاک پر | جو تھی سی شریف ستودہ سیر
اوٹہا کر سوے چرخ دست دعا | خدا سی یہ کرنے لگی التجا
کہ یارب یہ نواب عالی ہمم | جدہر بہیر تسخیر اوٹہائیں قدم
ظفریاب تیری اعانت سی ہوں | عدو خاک بر سر بہ ہیبت سے ہوں
مرادوں سی اپنی رہیں کامیاب | پہریں انکی دشمن بہیئت خراب
دعاے شریف اوسگہڑی عرش پر | ہوئی اس قدر مستجاب اثر
کہ پہر عمر بہر وہ تہور مآب | رہی اپنی بدخواہ پر فتحیاب
جدہر جہک پڑی لیکی شمشیر تیز | مخالف نی کر دی رہ گریز
یہانتک کہ نواب اس باب میں | یہ فرمایا کرتے تہی احباب میں
کہ ایسی دعا پیشتر جنگ سی | مجھے کاشش ملتی کسی رنگ سے
یہ سہتا جفائیں ستمگار کی | نہ آصف نہ آصف کی غمخوار کی
غرض جبکہ کچی میں مدت ہوئی | زیارات و حج سی فراغت ہوئی

شریف ایک ملی مین تہی نیکذات — فرشتہ منش برگزیدہ صفات

ملی وہ محبت سی اشفاق سی — ملاقات کی حسنِ اخلاق سی

دلون کی صفائی سی انجام کو — تکلف نہ باقی رہا نام کو

تقصارا یہ دونون گرامی گہر — حرم مین کہین تہی بہم جلوہ گر

ہمیشہ سی تہی بلکہ عادت پڑی — بروردوش نواب مین اوسگہڑی

نہ رہ ایک تہی طرفہ انداز کی — بنائی ہوی دستِ اعجاز کی

اوسی دیکہکر وہ ستودہ خصال — ہوئی مدح خوان بی تکلف کمال

نہ رہ وہ تہی جو خاطرِ شاہ سی — بنائی گئی تہی بڑی چاہ سی

سراپا مرصع جواہر سی تہی — سوا حُسنِ باطن مین ظاہر ہی تہی

جوان بخت احمد شہِ دہلوی — خداوندِ دیہیم کیخسروی

ہوئی تہی سبب اوسکی بنیاد کی — گزیدہ روش عمدہ ایجاد کی

جو یعقوب خانِ ستودہ شعار — شب و روز دہلی مین تہی قلعہ دار

مدار المہامی بہی تہی اون کی نام — ممالک کا بہی کرتی تہی انتظام

کوئی اونکی دختر تہی عفت مآب — عفائف مین پاکیزہ جو لاجواب

جو اونکا ہوا عقد نواب سی — بہت کچہہ ملا قسم اسباب سی

عروسی کی دن شان و شوکت کے ساتہہ — زرہ بہی عنایت کی خلعت کے ساتہہ

ستائش مین جسدم شریف حرم — بڑہی پیشِ نواب حاتم کرم

جہاز ایک منگوا کے با صد سرور — کہونگا کہ ہوں رونقِ افزا حضور

سوار آپ کو کرکے وقتِ سفر — پہر آؤنگا میں کارِ سرکار پر

یہ سنکر ہوئی خوش وہ عالیجناب — ہوئی مستعد بہرِ کارِ ثواب

کیا بارِ احمال و اثقال کو — لیا ساتھہ ازواج اطفال کو

سوے منزلِ مقصدِ جاوداں — ہوئی ہمرہ خیری صاحب رواں

جو یوں ہی سا رس میں اس طور سے — نظر کرکی انجام پر غور سے

محبت کا سررشتہ توڑا وہاں — عزیز و اقارب کو چھوڑا وہاں

کیا مالکِ خانہ دلبند کو — جگر بند کو خاص فرزند کو

یہاں ہر طرح جنت آرامگاہ — رہی گھر میں مختار تام و گاہ

ضروری کچھ اسباب لیکر شتاب — چڑہی اگی نواب عالی جناب

اوسی دہن میں کلکتی ہوتی ہوئی — چلے نامرادی کو کھوتی ہوئی

کلکتاں تہا رس شوقِ دل رو برو — ہوا مختصر طولِ راہِ طلب

بہت جلد جدّے میں پہنچا جہاز — ہوئی سرمۂ چشم خاکِ حجاز

وہاں سے چڑہی آگی وہ محترم — لئے جان ہیں دل میں شوقِ حرم

نکلے بہرِ سیر و تماشا چڑہی — گھٹی نامرادی تمنا بڑہی

یہ پہنچکر درِ خانۂ پاک پر — کئی سجدے چارو طرف خاک پر

کوئی قصر تہا دلکش و دلنشیں — ہوئی آپ اوسمیں اقامت گزیں

نہ سننا یہان ہی نہ کہنا یہان — عبث ہی شب و روز رہنا یہان

پریشان ہر وقت ہونا عبث — یہان رہ کی اوقات کہونا عبث

تمنای حج دل مین کثرت سے ہے — یہ حسرت یہ ارمان مدت سی ہی

مناسب یہی ہی یہی خوب ہی — یہی وقت تحصیلِ مطلوب ہی

کہ اب بہرہ ور حج کی دولت سی ہون — مشرف زیاراتِ حضرت سی ہون

کہا چیری صاحب سے ای نامور — جو ہونا تہا وہ ہو چکا خیر و شر

کوئی دل مین باقی نہین آرزو — کسی شی کی مجکو نہین جستجو

فقط چاہتا ہون کہ آپ اس قدر — کرین مہربانی مری حال پر

کہ مین ہند سی ہون عرب کو رواں — کرون حج کعبہ پہونچکر وہان

یہی روز و شب حوصلا دل مین ہے — یہی شوقِ صبر آزما دل مین ہے

اعانت مری آپ فرمائیے — اسی کام مین کام کچہ آئیے

کہا اوسنی ای خسرو جم کلاہ — یہان سی عرب کی ہی دو سمت راہ

اگر آپ ہون بنبئی سی سوار — تو میرا نہین کچہ اودہر اختیار

مین اسباب مین آپ سی کیا کہون — سوا اسکے سب کچہ سنون چپ رہون

اگر جائین کلکتی ہو کر حضور — تو مجسی نہین پوچہنا کچہ ضرور

ارادہ کرین آپ جسدن اودہر — مجہے کیجیے بے تردد خبر

ہو اسیوقت خدمت مین اکر شتاب — چلون گا مین کلکتے تک ہمرکاب

وہیں چھوڑ کر ساز و سامان جنگ | ہوا میں سب چل دیے بید رنگ
ہر اک سمت دم بھر میں مردان کار | نظر پھر یہ آئی سر رنگ ستار
ہوا جب یہ ہنگامہ گرم سرد | نہ باقی رہے آب و تاب سرد
وہان سی میان نشاط و سرور | پڑھی موج آصف سوے رامپور
ہر اک سمت مردان فیروز بہر | ہوئی خیمہ افراز بیرون شہر
عمائد کی ساتھ آصف مہر فر | ہوئی شہر میں جلوہ بخش نظر
رئیسانہ اطوار و معمول سے | ملی اس نواب مقتول سے
دربارگاہ فرما کی شفقت ہیں | کیا شان و شوکت سے مسالتیں
نئی طرح کی ساز و سامان ہوئی | رئیس اجرا احمد علیخان ہوئی
ہو تہی کی ہوئی ہر طرف دھوم دھام | پڑا ایکسی سے مصیبت کو کام
کیا بات اون عمدہ سردار کو | جو محکم کر آئی تھی اقرار کو
حضور اراکین جاہ و حشم | ہوا دونوں میں عہدنامہ رقم
حساب مہ و روز و تاریخ و ماہ | شب و روز رہی اس سخن کی گواہ
کہ نواب جم جاہ والا مقام | جو آصف سی تھی جنگ و صلح و سلم
رہی ناظم ملک زیر فلک | سوای سہ مہ بست و دو روز تک
غرض جسکہ نواب کو بعد جنگ | دکھایا یہ چرخ فسونگر نی رنگ
سمجھ کر اسے حسن تقدیر سی | بر آئی گا مطلب نہ تدبیر سے

مکانات مین عزت و نام سی — بسر کرتے ہین عیش و آرام سی
یہ جنگ دوبارہ غضب لائی گی — خرابی کی صورت نظر آئی گی
کسیکا نہ چرخ نیلی خیم — نہ باقی رہی گا یہ جاہ و حشم
مکانات کہد کر اوجڑ جائین گی — عمائد مصیبت مین پڑ جاین گی
کرین آپ کوشش کہ یہ ازدحام — کسی طرح ہو جای برہم تمام
خوانین سی پہر لڑائی نہو — دلیرون سی تیغ آزمائی نہو
مین کہہ سنکی آصف سی شام و سحر — رضامند کر دونگا اسبات پر
کہ احمد علیخان ابہی ہین صغیر — انہین چاہئی ایک لائق وزیر
جو انکی طرف سی کری انتظام — ریاست کو آباد رکہی مدام
شب و روز تفصیل مجمل کری — مہمات ملکی کو فیصل کری
تمہین پیش کر کے کہونگا حضور — نیابت کی قابل ہین یہ ذی شعور
یہ خدمت عنایت انہین کیجئی — نیابت عنایت انہین کیجئے
یہ سُنکر ہوی خوش وہ عالی گہر — کمر باندہی تکمیل اقرار پر
علی حیدری صاحب کی تدبیر سی — وزیر خداوند تو قیر سی
ادا کر کے آئین اخلاص کو — کیا محکم اوس وعدۂ خاص کو
خوانین مین آ کی دربار سی — جمایا وہ رنگ اپنی کردار سی
کہ دم بہر مین وہ لشکر پُر خروش — ہوا ہو گیا جیسی مستی مین ہوش

سبب گھڑی تاویل پہچان کر | مگر چپ رہی مصلحت جان کر
اوڑی یہ خبر جس گھڑی دہر میں | ہوئی مشتہر قریہ و شہر میں
جو امیں باقی تھی جو کوہ پر | ہوئی رفتہ رفتہ انہیں بھی خبر
ہوا جواوہ یہ چیرے صاحب کے حال | ہوئی سب کی تیغ غصہ سے حلال
نہایت پریشان و مضطر ہوئی | پی مشورت جمع افسر ہوئی
یہ ٹھہری کہ مرنا گوارا کریں | وہی جتنے ہیں سب آشکارا کریں
جو فرزند دوم ہیں نواب کی | جو بیر تو ہیں اوس شکستہ تاب کے
کریں اون کو سردار گروہ حشم | لڑیں ساتھ عبد العلی خان کی ہم
اوتر کر سر کوہ جان کاہ سے | کریں سامنا فوج بدخواہ سے
یہی قابل سروری آج ہیں | یہی آب و تاب در تاج ہیں
انہیں لیچلیں ساتھ میدان کو | انہیں پر تصدق کریں جان کو
غرض جمع جرار لشکر کیا | انہیں کو سپہدار افسر کیا
اوتر کر سر کوہ سے بہر جنگ | مقابل ہوئی چار سو بہر جنگ
سنے چیرے صاحب نے جب یہ خبر | نے صدمہ فکر سے جان پر
کہا ایک سردار ممتاز سے | بڑے نامی ارباب اعزاز سے
کہ اچھی نہیں صورت جنگ یہ | سرائی سے خالی نہیں ڈھنگ یہ
تمہاری عزیز و اقارب تمام | ریاست میں رکھتے ہیں اتنک قیام

ریاست کا کچھ ذکر چھیڑا نہ تھا — کوئی ملکی اور سدم بکھیڑا نہ تھا
نظر سے جو گذرا وہ پرچہ پیام — لیا فکر سے چھبری صاحب نے کام
سمجھکر دلِ حیلہ جو مین جواب — رہی سوی نواب محو خطاب
امورِ ریاست مین جب دو بدو — قرینی سے ہونی لگی گفتگو
کہا چھبری صاحب سے نواب نے — سکندر حشم رشک دارا بنے
مجھے ملک آصف سے دلوایئے — وفا وعدہ خاص فرمایئے
اونہون نے کیا عرض نواب سے — نہین ہون مین آگاہ اس باب سے
کسی امر آسان و دشوار مین — یہ وعدہ نہین میری اقرار مین
کہا آپ کو سہو تقریر ہے — مری پاس موجود تحریر ہے
کیا پیش وہ خطِ مشکین رقم — کہا دیکھیے ای سراپا کرم
اوسے چھبری صاحب نے پڑھ کر کہا — کہ تجنیس خطی مین دھوکا ہوا
غرض میری تھی میم مکسور سے — کہ مضموم باہر ہے مقدور سے
ریاست سے جو آپ کا حال مین — مقرر ہے روزینہ ہر سال مین
زمین اوس قدر حسنِ کردار سے — دلادون گا مین اپنی سرکار سے
اسی نامۂ شوق مین میم پر — کہین لکھ گیا ہون مین ضمہ اگر
تو لِلّٰہ احسان فرمایئے — مجھے وہ جگہہ آپ دکھلایئے
یہ سنکر جواب فریب انتما — ہوئی تنگ نوابِ تیغ آزما

سوای غم نامرادی مدام | نکلتا نہیں جیری صفا سی کام
اصل سی فریب اُسکی خلقت مین ہی | دغا اور وتسب اصل نیت مین ہے
یہ سب کچھ کیا عرض نواب سی | نہ مانا چلے حیلہ احباب سی
جو بہیجا تہا آصف نے اپنا سفیر | کہا سخت اوسکو سمجھکر حقیر
وہ اسیر یہی کہتا رہا بیتر | یہ فرمائیں جلدی حضور سقدر
اِدہی جاکی آصف سی جملہ امور | میں آتا ہوں طی کرکی بیٹھیں حضور
سماعت یہ کی سرق وتس ہوا | سبکا کر ہوئے نی تامل سوار
ادہر یونہی جیری صیاد کے پاس | اودہر وہ سفیر پریشاں حواس
یہاں تیز ترا کی مثل گماں | کیا حال نواب یکسر بیاں
اوسی وقت آصف نی لیکر قلم | کیا جیری صاحب کو نامہ رقم
کہ احمد علیخان کو میں بہتر | سمجھتا ہوں حقدار ملک پدر
طلب کرکے تم بھی جو احباب سی | کیا وعدہ ملک نواب سی
آپ کو یہ برا خیال رہی | کہ ملک کٹیہر ہی میرا محال
مری سامنی آپ کو یہ بہلا | کسی طرح کا کچھ نہیں اختیار
تم اپنی ممالک کی سردار ہو | جسی چاہو دیدو الو مختار
یہ تحریر اوسوقت یونہی وہاں | کہ دونوں تھی بیٹھی ہوئی شادماں
بہم باتیں ہوتی تہیں اخلاق کی | عطوفت عنایت کی اشفاق کی

نگاہ کرم اونکی ہی حال پر — رعایت ہی ہر وقت مد نظر
مبادا کہ جبسدم ملاقات ہو — خلاف طبیعت کوئی بات ہو
مجھے مفت مین جان کہونا پڑی — عبث ہاتہہ جینی سی دہونا پڑی
اسی وجہ سی ای گرامی گہر — نہین جانیکا مین وہان عمر بہر
یہہ کہکر اوسیدم بصد التیام — یہی چیری صاحب کو بہیجا پیام
کہ جو آپ نی اپنی احسان سی — بلایا ہی مجھے خاص عنوان سی
کوئی عذر زنہار مجکو نہین — کسی طرح انکار مجکو نہین
مین کردونگا رخصت خوانین کو — نہ رکہونگا فتنی کی آئین کو
سمجھہ کر فقط آپ کو مہربان — چلا آؤنگا بے تردد وہان
مگر آپ اتنا کرم کیجیئے — زبانی یہ تقریر لکہہ بہیجیے
یہ نواب کا جبکہ پونہچا پیام — ہوئی چیری صاحب بہت شادکام
اوٹہا کر اوسی وقت کاغذ قلم — کیی حسب خواہش وہ مضمون رقم
روانہ کیا پاس نواب کے — فلک مرتبت رشک مہتاب کی
اوسی ٹہرہ کی پاس صداقت کیا — خوانین لشکر کو رخصت کیا
ہوئی مستعد بی خطر بی ہراس — کہ چلکر رہین چیری صاحب کی پاس
سراسر مشیران دانش شعار — ہوئی مانع اوسوقت ہی چند بار
کہا ای خداوند جاہ وحشم — یہ جانا ہی اسدم سراپا ستم

اسی وقت تشریف لیجانی انہی آپ آصف سے مل آئی
ملاقات کی بعد حسب مراد بس اب کیجیی طی یہ قصہ فساد
ستم انتظار کریں جتنی جو آپ سی کہیں جس کسی امر کو آپ سی
ابھرائی گا سر موجد ول ضرورت کو کر لیجئی گا قبول
کسی چال عقروسی تدبیر سی نکلیے اس آفت کی تسخیر سے
جو انگریز سے آیا ہوا ہی سفیر یہاں روز و شب ہی اقامت پذیر
وو خدمت میں جس وقت ہو باریاب اوسی دیکھی سے تردد جواب
کہا آپ نی میری نیت میں سے ارادہ دل حق طویت میں ہی
ملوں جیری صاحب سے میں بیشتر اوہیں کے وسیلے سی ہوں جابہ گر
وزیر الممالک کو ہر طور سے خیال اونکا ہوگا سوا اور سے
پس جنگ حافظ جو حاجت ہوی کیا تہا یہی عرش منزل نی ہی
جیم لین کو کر سے مختار عام کیے طے مہمات ملکی تمام
کیا عرض یہہ رای تجاعت پسند یہ جانا ہوگا کبھی سود مند
ہیں جیری صاحب کو جو اختیار ملک لیا دیں و مالک و شہر و دیار
دیا اسکے نواب نی یہ جواب جو تم کہہ رہی ہو یہی ہی صواب
مگر کیا کروں آصف جم حشم اودہر بہر رہی ہیں محبت کی دم
طرفدار احمد علی خان کی ہیں ارادی تب و روز احسان کے ہیں

لیی ساتھ جملہ پیادہ سوار | کیا کوچ اوسی دم سوِ کوہسار
وہی ساز و سامان و اسبابِ جنگ | وہی ساتھ انبوہِ فوجِ فرنگ
ادہر ہو چکی تہی فراہم سپاہ | بخوبی بنالی تہی جای پناہ
نہ پونہچا سکے فوجِ آصف ضرر | محاصر رہی گرد شام و سحر
وزیر الممالک نی انجام کو | گوارا کیا رسمِ پیغام کو
روانہ کیا ایک لائق سفیر | کیا اوس سے بی پردہ رازِ ضمیر
کہا جا کی کہنا یہ نواب سی | کہ ہمسے ملین چند احباب سی
خوانینِ لشکر کو رخصت کرین | بیان آکی ہمسے حقیقت کرین
ریاست کی نسبت جو تکرار ہے | شب و روز بیکار پیکار ہے
یہ کل جہگڑی پہلی ملاقات مین | ابہی ہونگی طی بات کی بات مین
ادہر تو یہ تہی صورتِ التیام | اودہر چپری صبا نی بہیجا پیام
کہ دل مین نہ وسواس کچہ لائیی | مری پاس تنہا چلی آئیی
مناسب نہین شور و شر ہر طرف | یہ ہنگامہ کر دیجیی برطرف
پی جنگ اوٹہائین نہ تلوار آپ | لڑائی سی ہون دست بردار آپ
پس شرط و اقرار و عہدِ بہم | دلادین گی آصف سی کچہ ملک ہم
یہ دونون طرف سی جب آیا پیام | ہوی شاد نواب عالی مقام
کہا بعض ممتاز نی اوسگہڑی | بگڑ کر نصیبون سی یہ بن پڑی

ارادہ کیا خود سوے رزم گاہ — روانہ ہوں فی الفور لشکر سپاہ
کہا چیری صاحب ای جم حشم — نہ فرمایئے کچھ تردد و الم
ابھی آپ تشریف رکھیں یہیں — لڑائی مین عجلت مناسب نہیں
کہا پہر کرین اسکی تدبیر کیا — مداوای برگشتہ تقدیر کیا
کہا کچہ مدد وقت پر چاہیی — کمک بہیجیی جس قدر چاہیی
اوسیوقت ہمراہ فوج گران — کیی چید قدہاری افسر روان
یہان دونون بیٹہی تہی جیسا لیسے — کہ ناگہ لڑائی کی میدان سی
پہر آوار توپون کی آنی لگی — ہوئی خوش کہ محنت ٹہکانی لگی
کہا چیری صاحب پہر شاد شاد — کہ ای آسمان قدر فرخ نہاد
یہ معلوم ہوتا ہی انداز سے — ہویدا ہی توپوں کی آواز سی
ہوئی فتح اقبال سی جلوہ گر — نکڑ کر ے پہر لڑا سے مگر
گہڑی بہر کی بعد ایک اشتر سوار — ہوا عرصہ جنگ سی آشکار
پہونچکر ستاب اوسی کہولی زبان — لڑائی کا قصہ کیا سب بیان
دو نامی جوانین کی لاکی سر — کیی نذر نواب فرخندہ فر
جو دیکہا تو آیا نظر ناگہان — سر مصطفے خان عالی لسان
مقابل میں ہمتا شمس و قمر — عمر خان کی بیٹی کا رکہا ہی سر
پس خبر یہا بی دید و ست نید — ہوئی عید سی تیرہ کی آصف کو عید

فراہم کیے کچھ پیادہ سوار — کیی مورچی ہر طرف استوار

رفتن سفیر از جانب وزیر الممالک نواب آصف الدولہ بہادر برای مصالحت بجناب مستطاب معلی القاب نواب غلام محمد خان صاحب بہادر نور اللہ مرقدہما

پلا جلد ساقی مئے سرخ رنگ — کہ ہون روز کے قصی جہگڑے سی تنگ

کہانتک کرون جنگ شیران رقم — بہت کی نبرد دلیران رقم

بس اب مختصر زور بازو کرون — یہ افسانۂ رزم یکسو کرون

کہون آصفی فوج کا حال کچھ — سناؤن نئی شان اقبال کچھ

ہوئی پہلے کنپو سی جسوقت جنگ — چلی تیغ چلکر گراب و تفنگ

لڑی گنتھہ کی مردان فیروزمند — ہر اک سمت سی ہوگئی توپ بند

وزیر الممالک سی ہوکر اداس — کیا چیری صاحب نی یہ التماس

بظاہر بری ہین لڑائی کی ڈہنگ — نہین آتی آواز توپ و تفنگ

شجاعت پٹہانون کی مشہور ہے — تہور سی یہ قوم مجبور ہے

خوانین شایہ ہوئی روٹہہ کہڑی — یورش کرکی سب توپون پر آپڑی

دلیرون مین تلوار چلنے لگی — شجاعون کی حسرت نکلنی لگی

وزیر الممالک یہ سنکر قیاس — نہایت ہوئی مضطر و بدحواس

یہ ٹھہرا کی وہ دونوں عالی گہر
اسیوقت ناگہ اسپ نواب کی
لیں نیت سی تاریان کی وار
وہ میتاب ہوکر مرگ ستمر
سا اوڑلی ہیں سامنے وہ تند خو
یہ کسی ہی رانوں میں گو روک تہام
کئی کوس تک جادہ و راہ پر
یہ دونوں تہی ہمراہ نواب کے
یہانتک یہ تدبیر سر پٹ گیا
روا روا دوڑاتی ہوئی دردو ریح
وہاں راہ میں خستہ و پُر غبار
شتاب اوسکی گہوڑی کی لیکر لگام
ریاست میں اوسکے شام و سحر
ہوئی شہرت آخر اس آئین کی
محل میں تہی جتنی صغیر و کبیر
یہیں چہوڑ کر شان و شوکت کے سوا
وہیں یوںہی نواب حشم جاہ ہی

ہوئی مستعد قصد و لحواہ پر
کسی حیلی سی پہیر کر کاٹ دی
کیے دونوں صاحب نی ہی جتیا
نکاہوں سی یہاں ہوا بہاگ کر
کہیں ہو تیں عاشق کہیں رنگ رو
رکتا وہ اسپ گسستہ لگام
سوا گرد کی کچھ نہ آیا نظر
ہوئی ہمعناں برق میتاب کے
کہ بعد مسافت بہت گہٹ گیا
یہ یوںہی دم چند بیں میر گنج
ملا ناگہاں فوج کا ایک سوار
کیا تو سن جادہ پیما کو رام
لڑائی کی آتی تہی ہر دم خبر
کہ گھڑی لڑائی حوا ہیں سے کے
زن و مرد طفلاں سرناؤ پر
روانہ ہوئی تہی سولان ڈانگ
وہ دونوں عزیزان ہمراہ ہی

یہان کون ہی یار و اغیار سی
نکل چلیے میدان پیکار سی

سلامت اگر آپ کی جان ہی
تو ہر کار دشوار آسان ہی

جہان چاہین گی ساز و سامان جنگ
وہین جمع ہو جائی گا بیدرنگ

مبادا اگر نوع دیگر ہوا
تو یہ جانئی گہر ہی ابتر ہوا

کسی سے نہ بن آی گی کوئی بات
مثل ہی کہ دولہا کی دم تک برات

قریب آچکی فوج کفار کی
نہین یہ جگہہ ضد کی اصرار کی

بس اب کیجئی عزم رہوار کو
یہان سی نکل چلیے کہسار کو

دیا اون کو نواب نی یہ جواب
کہ ای ہمدمان تہور مآب

کرون کیا مین اسوقت معذور ہون
تہور کے عالم مین مجبور ہون

قدم پیچہے آگی سی ہٹتی نہین
ارادی لڑائی کی گہٹتی نہین

ابہی تک وہی شوق ہی جنگ کا
کوئی غم نہین حالت تنگ کا

گذر جاؤن ہرچند مین جان سے
ولیکن ہٹونگا نہ میدان سے

یہ کہکر ارادہ کیا بیخطر
کہ حملہ کرین فوج بدخواہ پر

بڑہا کر سمند سبک گام کو
لڑین تیغ سی آپ انجام کو

اونہون نے جو دیکہی یہ بیجا امنگ
کہا اب بری ہین طبیعت کے ڈہنگ

یہ اسدم ہجوم غم و جوش مین
نہین ہین کسی طرح اب ہوش مین

خفا زندگانی سی ہین جان سی
بجبر انکو لیچلیے میدان سی

سنا جسکہ نواب نی یہ بیان ۔ ہوئی خشمگین مثلِ شیر ژیان

نہ بن آئی کچھ فکر و تدبیر سی ۔ ہوئی یاس برگشتہ تقدیر سی

بہر آیا دلِ غمزدہ درد سی ۔ کیا سینہ خالی دم سرد سی

یہ ہنگامۂ بیکسی دیکھکر ۔ کیا چشم حق بین کو اشکون سی تر

گوارا غم و رنج فرقت کیا ۔ بمجبوری اوسکو بہی رخصت کیا

فقط رہ گئی خود بہ نفس نفیس ۔ چپ و راست دو خانہ زادی رئیس

لگاتی تہی نواب مثل تیر ۔ نہ کہتی تہی اس فن میں اپنا نظیر

سراسر دمِ جنگ پیش نظر ۔ رہی ناوک اندازیٔ دل خواہ پر

ہر اک تیر مین ایک دو آدمی ۔ گراتی تہی بالای خاکِ زمی

وہ ترکش جو تیرون سی خالی ہوا ۔ نہ کم حوصلہ عزم عالی ہوا

لیا اور ترکش بصد کر و فر ۔ لگاتا تہا جو پہلے سی رہوار پر

اوسی طرح ناوک لگانی لگی ۔ تلنگون کو تو دہ بنانی لگی

یہانتک لڑی حسن تدبیر سے ۔ کہ خالی کیا اوسکو بہی تیر سے

جو ہمراہ دو اہلِ اعزاز تہی ۔ عزیز و اقارب مین ممتاز تہی

طلب اون سی ترکش کیا تیر کا ۔ لیا داغ دل پر نہ تاخیر کا

اوہوں نی کہا ای تہور نشاں ۔ مناسب نہیں اب ٹہہرنا یہاں

گیا وقت مردانہ آہنگ کا ۔ زمانہ نہیں اب رہا جنگ کا

یہان کون ہی یار و اغیار سی ۔ نکل چلیے میدانِ پیکار سی
سلامت اگر آپ کی جان ہی ۔ تو ہر کارِ دشوار آسان ہی
جہان جاہین گی سازو سامان جنگ ۔ وہین جمع ہو جائی گا بیدرنگ
مبادا اگر نوعِ دیگر ہوا ۔ تو یہ جانئی گہر ہی ابتر ہوا
کسی سے نہ بن آئی گی کوئی بات ۔ مثل ہی کہ دولہا کی دم تک برات
قریب آچکی فوجِ کفار کی ۔ نہین یہ جگہہ ضد کی اصرار کی
بس اب کیجئی خیز رہوار کو ۔ یہان سی نکل چلیے کہسار کو
دیا اونکو نواب نی یہ جواب ۔ کہ ای ہمدمانِ تہور مآب
کرون کیا مین اسوقت معذور ہون ۔ تہور کے عالم مین مجبور ہون
قدم پیچھے آگی سی ہٹتی نہین ۔ ارادی لڑائی کی گہٹتی نہین
ابہی تک وہی شوق ہی جنگ کا ۔ کوئی غم نہین حالتِ تنگ کا
گذر جاؤن ہرچند مین جان سے ۔ ولیکن ہٹونگا نہ میدان سے
یہ کہکر ارادہ کیا بیخطر ۔ کہ حملہ کرین فوج بدخواہ پر
بڑہا کر سمندِ سبک گام کو ۔ لڑین تیغ سی آپ انجام کو
اونہون نے جو دیکہی یہ بیجا اُمنگ ۔ کہا اب بُری ہین طبیعت کے ڈہنگ
یہ اسدم ہجومِ غم و جوش مین ۔ نہین ہین کسی طرح اب ہوش مین
خفا زندگانی سی ہین جان سی ۔ بجبر انکو لیچلیے میدان سی

شنا جسکہ نواب نی یہ بیاں ۔ ہوئی خشمگین مثلِ شیرِ ژیاں
نہ بن آئی کچھ فکر و تدبیر سی ۔ ہوئی یاس برگشتہ تقدیر سی
بہر آیا دلِ غمزدہ درد سی ۔ کیا سینہ خالی دمِ سرد سی
یہ ہنگامۂ بیکسی دیکھکر ۔ کیا چشمِ حق بین کو اشکوں سی تر
گوارا غم و رنجِ فرقت کیا ۔ بہ مجبوری اونکو بہی رخصت کیا
فقط رہ گئی خود بہ نفسِ نفیس ۔ چپ و راست دو خادمائی نہیں
لگاتی تہی نواب مثلِ تیر ۔ نہ رکہتی تہی اس فن میں اپنا نظیر
برابر دمِ جنگ پیشِ نظر ۔ رہی ناوک اندازِ بدخواہ پر
ہر اک تیر مین ایک دو آدمی ۔ گراتی تہی بالای خاکِ زمی
وہ ترکش جو تیرون سی خالی ہوا ۔ نہ کم حوصلہ عزم عالی ہوا
لیا اور ترکش بصد کر و فر ۔ لگا تہا جو پہلے سی رہوار پر
اوسی طرح ناوک لگانی لگی ۔ تلنگوں کو تو دہسانی لگی
یہانتک لڑی جس تدبیر سے ۔ کہ خالی کیا اوسکو بہی تیر سے
جو ہمراہ دو اہلِ اعدا زتہی ۔ عزیز و اقارب مین ممتاز تہی
طلب اون سی ترکش کیا تیر کا ۔ لیا داغ دل پر یہ تاخیر کا
اونہون نی کہا ای تہور نشان ۔ مناسب نہیں اب ٹہہرنا یہاں
گیا وقت مردانہ آہنگ کا ۔ زمانہ نہیں اب رہا جنگ کا

اوسی کثرتِ فوج خونریز سی ۔ یہین آکی پہر لڑلی انگریز سی

یہ سنکر بہی نواب اس جنگ مین ۔ رہی مستقل حالتِ تنگ مین

کیا ظاہر اپنا ارادہ وہ ہے ۔ کہا حملہ آخری پہر سہی

کہ شاید ہو غلبہ میسر ہمین ۔ کری لطف یزدان مظفر ہمین

ٹرہی پہر دلیران جنگ آزما ۔ سوی فوج بدخواہ کشور کشا

نہ پہونچی سہے حد تک بی سازِ برگ ۔ کہ آیا نظر گرم بازار مرگ

وہی پہر شکست آزمائی ٹرہی ۔ گہٹا حوصلہ نارسائی ٹرہی

ہوئین توپین ہر سمت آتش فشان ۔ بنا عرصۂ جنگ دوزخ نشان

گرابون کی بوچہار پڑنی لگی ۔ نصارا کی سب فوج لڑنی لگی

زیادہ چہارم سی پہر کٹ گئی ۔ گرہی کشتہ و خستہ سی پٹ گئی

بمشکل مقدر دلیرانِ جنگ ۔ پہری پہر گذرگاہ ہی ہو گئی تنگ

اب اس فوج مین کل پیادہ سوار ۔ رہی زندہ باقی اڑہائی ہزار

جہکا کر سرِ عجز آداب سی ۔ کیا عرض اون سب نی نواب سے

کہ اول تو مشکل ہی پہنچنا وہان ۔ اور ایسا ہوا بہی تو نصرت کہان

سوا اسکی کٹ جائین کل جان نثار ۔ نہین کچھ بہی ہونا دمِ کارزار

ادہر کثرت فوج سی ہر کہین ۔ نظر آتی ہے غرقِ آہن زمین

ادہر خستہ و دلفگار آدمی ۔ فقط ہین اڑہائی ہزار آدمی

ہم ملکی اک اور حملہ کرو | شجاعت میں نام آج پیدا کرو
کہا افسروں نی کہ ای جم قدر | اگر کچھ بھی اسوقت ہوتی سوار
تو ہم گھوڑوں کی آڑیں لی ہراس | اسیدم پہونچ جاتی توپوں کی پاس
ہوییں ہٹتی مردانِ پیکار سے | دکھاتی تھی شمشیرِ جوہر وار سی
مگر کیا کریں سخت مجبور ہیں | کہ توپوں سی میدان میں دوڑیں
سنا جب یہ مضمونِ پُر اضطراب | دیا اونکو نواب نی یہ جواب
کہا ہاں سچ ہی یہ عذر بیجا نہیں | کسی طرح ممکن پہونچنا نہیں
مگر تم ہو سبھی پرا لتد سے کے | اوٹھاؤ مری مرگِ ناگاہ کے
یہ سنکر جوانانِ فرماں پذیر | بڑہی دشمنوں کی طرف ناگزیر
گئی ہوں گی کچھ دور پُر اضطراب | کہ پڑنی لگا ہر طرف سی گراب
برسنے لگیں گولیاں چار سو | تڑپنی لگی جسم جاں چار سو
رہی فوجِ نواب کم اور رہی | ہوا قہر میں یہ ستم اور بھی
پہونچا تو کیسا پھری راہ سے | کیا عزم نواب جم جاہ نی
کہ یہ فوج نصرت کے ارمان میں | کہ کتوانی معت میداں میں
مناسب نہیں اب ٹھہرنا یہاں | کسی سمت لازم ہی عطفِ عناں
پہونچکر کہیں دامنِ کوہ میں | کسی نامی درہ انبوہ میں
فراہم خوانین کچھ کیجئے | موافق اراکین کو کیجئے

اوسی کثرتِ فوجِ خونریز سی	یہین آکی پہر لڑلی انگریز سی
یہ سنکر بہی نواب اس جنگ مین	رہی مستقل حالتِ تنگ مین
کیا ظاہر اپنا ارادہ وہ ہے	کہا حملہ آخری پہر سہی
کہ شاید ہو غلبہ میسر ہمین	کری لطف یزدان مظفر ہمین
بڑہی پہر دلیران جنگ آزما	سوے فوج بدخواہِ کشور کشا
نہ پہونچی سے تہے حد تک بی سازِ برگ	کہ آیا نظر گرم بازارِ مرگ
وہی پہر شکست آزمائی بڑہی	گہٹا حوصلہ نارسائی بڑہی
ہوئین تو ہین ہر سمت آتش فشان	بنا عرصۂ جنگ دوزخ نشان
گرابون کی بوچہار پڑنی لگی	نصارا کی سب فوج لڑنی لگی
زیادہ چہارم سی پہر کٹ گئی	گڑہی کشتہ و خستہ سی پٹ گئی
بشکلِ مقدر دلیرانِ جنگ	پہری پہر گذرگاہ ہی ہوگی تنگ
اب اس فوج مین کل پیادہ سوا	رہی زندہ باقی اڑہائی ہزار
جہکاکر سرِ عجز آداب سی	کیا عرض اون سب نی نواب سی
کہ اول تو مشکل ہی پہنچنا وہان	اور ایسا ہوا بہی تو نصرت کہان
سوا اسکی کٹ جائین کل جان نثار	نہین کچہ بہی ہونا دمِ کار زار
اودہر کثرت فوج سی ہر کہین	نظر آتی ہے غرقِ آہن زمین
اودہر خستہ و دلفگار آدمی	فقط ہین اڑہائی ہزار آدمی

ہم ملکی اک اور حملہ کرو | شجاعت میں نام آج پیدا کرو
کہا افسروں نے کہ ای محترم وقار | اگر کچھ بھی اسوقت ہوتی سوار
تو ہم گھوڑوں کی آڑ میں بیہراس | اسیدم پہونچ جاتی توپوں کی پاس
ہوئیں پڑتی مردانِ بیکار سے | دکھا دیتی شمشیرِ خونخوار سے
مگر کیا کریں سخت مجبور ہیں | کہ توپوں سے میدان میں دور ہیں
سنا جب یہ مضمونِ پُر اضطراب | دیا اونکو نواب نے یہ جواب
کہ ہاں سچ ہی یہ عذر بیجا نہیں | کسی طرح ممکن پہونچنا نہیں
مگر ٹھہرو بس میرا لشکر سے | اوٹھا دو مری مرکبِ ناگاہ کے
یہ سنکر جوانانِ فرماں پذیر | ٹرہی دشمنوں کی طرف ناگزیر
گئی ہوں گی کچھ دور پُر اضطراب | کہ پڑنے لگا ہر طرف سے گراب
برسنے لگیں گولیاں چار سو | تڑپنے لگی خستہ جاں چار سو
رہی موج نواب کم اور ہی | ہوا تھر میں یہ ستم اور ہی
پہونچا تو کیسا پھری راہ سے | کیا عرض نواب محترم جاہ سے
کہ یہ موج نصرت سے ارمان میں | یہ کتوانیٔ معت میدان میں
مناسب نہیں اب ٹھہرنا یہاں | کسی سمت لازم ہی عطفِ عناں
پہونچکر کہیں دامنِ کوہ میں | کسی نامِ وردِ اندوہ میں
فراہم جوانیں کو سے کیجئے | موافق اراکین کو سے کیجئے

سوا اسکی کیا اسکا چارہ کرون ۔ یہ بیداد کیونکر نظارہ کرون

کہ ہون قتل مجبور و بی اختیار ۔ **محمد علیخان** والا تبار

اور **احمد علیخان** فرخ شیم ۔ رہین روز و شب قید زندان غم

نکلنے نہ پائین وہ ایوان سے ۔ ریاست کرین آپ اس شان سی

خدا خوب واقف ہی اس جنگ سے ۔ ہراسان نہین ہین کسی رنگ سی

نہین جُبن سی یہ کنارہ کشی ۔ فقط دل کی ہی آج یون ہی خوشی

کسی اور موقع مین مانند شیر ۔ دکہادیگا اپنی شجاعت دلیر

غضب مین ہوا تنگ لایا یہ رنگ ۔ کہ پہیری سوء خانہ گہوڑی کی باگ

ہوا حرف زن قوم سی ناگہان ۔ کہ ہو زن طلاق اب جو پہری یہان

یہ سنتی ہی وہ فوج آراستہ ۔ ہوئی رزم گاہون سی برخا

کیا منع ہرچند نواب سے ۔ نہ مانا سپاہ عنان تاب نی

گہڑی بہر مین میدان روز مصاف ۔ نظر آیا مثل کف دست صاف

فقط چند مردان فوج یمین ۔ جو تو یون سی بچکر کہڑی تہی وہین

قرینی سی ہوتا تہا یہ آشکار ۔ کہ تعداد مین ہونگی اربع ہزار

ہوئی جمع اون سبکے افسر تمام ۔ کیا عرض ای خسرو نیکنام

بجا لائین اسوقت کیا جان نثار ۔ ارادی مین ہی صلح یا کارزار

کہا میری نزدیک ہر رنگ سی ۔ کوئی بات بہتر نہین جنگ سے

ہمدا ہارے محسنِ گفتار سے ۔۔۔ کہا لتکر جیب کی سرداری
کہ فوج یہیں ہے جو وقتِ قتال ۔۔۔ کہی کام ظاہر ہیں ہے قیل و قال
تمہیں اب یہ لازم ہے ہمت کرو ۔۔۔ شرہو آگی مردانہ جرأت کرو
یہی دن صفوں کی صفائی کا ہی ۔۔۔ یہی وقت تیغ آزمائی کا ہی
یہ سرداری سکی ترغیبِ جنگ ۔۔۔ کیا عرض نواب سے میدرنگ
پیٔ قتل کنیو جو ارشاد ہے ۔۔۔ مری آنکھ کیا اسکی بیاد ہے
گھڑی بہر میں اس فوج کو کاٹ کر ۔۔۔ ابہی کہینچ لاتا ہوں تو ہیں ادہر
مگر کیا کروں میری دل پر ہو ور ۔۔۔ وہ داغ مذلت ہی آتش فروز
کہ جس روز اہلِ بغاوت کی ساتہ ۔۔۔ چلے آتی تہی آپ کثرت کی ساتہ
تمہارا یاست گری کی سبب تہے ۔۔۔ ہوس دلمیں مسند نشینی کی تہی
کیا تہا یہ فدوی نے خدمت میں عرض ۔۔۔ کہ مجمع سی جانا نہیں کوئی فرض
جو دربار میں ہوتی ہوں باریاب ۔۔۔ اونہیں ساتہ لیجایئے بیحساب
حضوری کی جسکو لیاقت نہو ۔۔۔ جنہیں یادِ آدابِ صحبت نہو
اونہیں ساتہ جانا نہیں کچہ ضرور ۔۔۔ نہ لیجایئں ہمراہ اپنی حضور
یہ سنکر بہی آپ نے دہڑک ۔۔۔ دیا تہا عجب بہائیون میں جہڑک
وہ ذلت مجہی آج تک یاد ہے ۔۔۔ سنانِ رگِ جانِ ناشاد ہے
نہیں ہوتی ہمت کہ بدخواہ سے ۔۔۔ لڑوں آج میں تیغِ جانکاہ سے

بہت خوش ہوا دل خوانین کا — فلک تک گیا شور تحسین کا

مگر تھا وہ افسر نہایت دلیر — کہ اسوقت مشکل مین بھی مثل شیر

کہا جمع کر کے پراگندہ ہوش — کہ ای خان تیغ افگن و سخت گوش

یہ کیونکر ہو تم تو بھی تیزی پر — کرو ہیچ جگر مین کرون در گذر

اوسیوقت پستول وہ کھینچکر — کیی فیر چتی سی بالای سر

دہن مین اوتر آئین وہ گولیان — روانہ ہوئی روح سوی جنان

اسی طرح سرور ریاض نعیم — عزیز عمر خان محمد نسیم

لڑی ایسی اوسدن کہ زیر فلک — فسانہ ہی آفاق مین آجتک

اسی جنگ مین وہ وحید و فرید — ہوئی خوب لڑ بھڑ کی آخر شہید

محمد عمر خان فرخندہ فر — پسر بھی جو دو اونکی تھی ناموَر

لڑی اس شجاعت سے اس شان سی — کہ مُنہ کر گئین فوجین میدان سے

جدہر جا پڑی لیکے تیغ و تبر — نظر آئی سر سیکڑون خاک پر

صف جنگ مین اونکی تلوار پر — اجل صدقی ہوتی تھی ہر وار پر

بہت سعی کی پر نہ کامل ہوئی — شہادت کی دولت نہ حاصل ہوئی

ولیکن ہوا لڑتی لڑتی ضرور — بدن غنچی کی طرح زخمون سے چور

کہانتک کرون یہ شجاعت رقم — کسی سی نہ تہا کوئی جرأت مین کم

غرض جب وہ کنپو بصد کر و فر — صف آرا ہوا آگی پیش نظر

مری فکر کچھ کام کرتی نہیں ❊ جو کہتی ہو دل میں ٹھہرتی نہیں

مناسب یہی ہے کہ ٹھہرو ادہر ❊ کرو ان خیالات سے درگذر

کہا آپ دیکھیں تو ای جم حشم ❊ اسی وقت کیا آج کرتے ہیں ہم

سواری میں جو اوسکی رہوار تھا ❊ صبا سیر تھا برق رفتار تھا

سمند سیہ رانو ایسا نیا ❊ کبھی آنکھوں دیکھا نہ کانوں سنا

دم عرض قیمت ہوا ہیں جب بلد ❊ خریدار دیتی تھی بارہ ہزار

دکھاتا تھا جو سرعت وہ اوڑ کر کبھی ❊ پہونچتا نہ سایہ برابر کبھی

اگر کھینچتے تصویر بالای سنگ ❊ ہوا اسکی اوڑ جاتا شوخی سے رنگ

اوسی گھوڑی پر وہ گرامی گہر ❊ ٹرپ سے جانب افسر ماسور

چلے گدگداتی برابر اوسی ❊ لگائی ہوی اوچھیون پر اوسی

سبب یہہ کہ گولے کی بوچھار تھی ❊ اودہر توپ جو تھی شرربار تھی

قریب اسکی پونہچی تو آیا نظر ❊ ہراک سمت گوری اوسی طور پر

کھڑی ہیں قواعد کے آئین سے ❊ جسد وار بندوق سنگین سے

دبایا جو رانوں میں رہوار کو ❊ اوڑایا جو اوس باد رفتار کو

ہراک کی بندہی رہ گئی ٹکٹکی ❊ ہوا ہی نہ سنگیں کی جو ہوسکی

اودہر چار سو پتلی سی وہ رہی ❊ ہوا بلوہ بخش زمین قندہار

ادہر جسکو تاکا تھا وہ نامور ❊ مع کیچ مرچہی پر آیا نظر

میانِ دلیرانِ فیروزمند | هوا هر طرف شورِ تحسین بلند
یهان فکر سی لیکے پیروانگی | لکهون ایک نامی کی مردانگی
که بیٹی عمر خان کی اس جنگ مین | هوئی خسته جب حالتِ تنگ مین
پهری [illegible] پر | [illegible] برگ [illegible] پر
برنگِ گلِ لاله و ناروَن | سراپا بهرا خون مین پیرهن
بڑی کاهشِ حسرت و آه سی | کیا عرض نوابِ جم جاه سی
که فدوی تصدق هوا آپ پر | کوئی دم مین سوی ارم هی سفر
لڑا خوب هرچند کفار سی | کیا قتل بهتون کو تلوار سے
مگر یه رهی جاتی هی آرزو | که ابتک کوئی افسرِ نامجو
نه آیا مری سامنی وقتِ جنگ | نه مینی کیا قتل اوسی بیدرنگ
اسی واسطے هون مین امیدوار | که پهر آپ دین رخصتِ کارزار
وه انگریز نامی جو سردار هی | جو رکهی هوئی ٹوپی پردار سے
اسی مین کسی فن سی کردار هی | کرون قتل نیزیسی تلوار سے
کها آپ نی ای عقیدت گزین | تمهاری شجاعت مین کچه شک نهین
یهان کیا کسی ملک مین شهر مین | نظیر اب تمهارا نهین دهر مین
تم ایسی هی هر جهت مشهور هو | بکیتی پهکیتی مین مذکور هو
مگر قلعه مین کسطرح جاؤ گی | کدهر ایسا موقع محل پاؤ گی

پھرا تھا جو پہلی سی اونیں کرانے
وہ کہا کر گری خاک پر جیسا آب

ولیکن نہ آئی ارادی سی باز
وہی رکھی مد نظرِ ترکتار

دلیرانہ جا کر جو پہونچی قریب
ہوا پھر گراب اسکو کہا نا نصیب

سپاہ کو سوں ہر سمت لاشوں کا فرش
ہوا سل شجاعت کا تا بامِ عرش

عدی بھرنی کی پھر تو فرصت نہیں
دکھا دی دلیری شجاعت اونہیں

وہیں رکھ لیا اسکو تلوار زیر
رکی پھر سپاہی نہ سردار دیر

ہوئی اسکی فی النار قوم پلید
جہنم گیا ہول ہل من مزید

یہ جب تاب لائی وہ تلوار کی
ہوئی فکر پاس کی زنہار کی

اوڑاتی ہوئی خاکِ میدانِ جنگ
ہٹی مضطرب ہو کی فوجِ فرنگ

کوئی شیکرہ تہا وسیع و بلند
اوسی پر یہ سب چڑہ گئی لی گزند

کہا افسرون نی کچھ ایسا وہاں
کہ اوس فوج نی قلعہ باندہا وہاں

جو کپتو ترائی میں تہا تازہ دم
کی اوسکو یہ جنرل نی چٹھی رقم

قدم جلد اوٹھاؤ کمک کی لیے
اسی وقت آؤ کمک کی لیے

دلیرانِ لشکر شکن کو ادھر
جب آیا وہ میدان خالی نظر

گئی توپین گوروں کی قوت کی ساتھ
ادہر کھینچ لائی شجاعت کے ساتھ

عزیزان و احباب کی سامنی
کھڑی کر دیں نواب کی سامنی

زبانِ مبارک سی بی اختیار
کہا آپ نی مرحبا چند بار

ہزارون تڑپتی سسکتے رہی | وہین خاک پر سر پٹکتی رہی

لہو کی جو چہینٹین اوڑین روز جنگ | نظر آئی موجِ ہوا سرخ رنگ

ادہر سینی پر کہاکی ضربِ شدید | ہوئی گولی سی مصطفی خان شہید

نئی اک ہوئی اور نازل بلا | دم جنگ یہہ رنگ لائی ہوا

کہ پچہوا سی پُروائی چلنی لگی | لڑائی کی صورت بدلنی لگی

دہوان پہر پڑا توپون کا اوسگہڑی | ادہر سے دلیرون کو مشکل پڑی

اندہیرا نگاہون مین پیدا ہوا | تمیز نہ اپنا پرایا ہوا

عجب ہر طرف سخت پیکار تہی | قیامت کی ہل چل نمودار تہی

سوارون کی ہر سمت وہ ترکتاز | وہ دستِ اجل دونون جانب دراز

وہ چہرون کی بوچہار میدان مین | وہ اوڑنا ہزارونکا ہر آن مین

وہ موجِ ہوا وہ ہجومِ غبار | وہ ہونا زمانی کا تاریک و تار

وہ لاشین جوانان خونخوار کی | کچلنا وہ ٹاپون سی رہوار کی

ہزارون وہ زخمی پہڑکتی ہوئی | ہزارون زمین پر سسکتی ہوئے

غرض اوس قیامت کے آثار مین | اوسی عالمِ تیرہ و تار مین

دلیران نواب نی وقت جنگ | جو دیکہا سوارونکا اپنی یہ رنگ

لیئے ساتہہ اپنی ہزارون دلیر | بڑہی جوش مین صورت تند شیر

تہور کی عالم مین چہوٹی بڑی | نظر کی طرح توپون پر جا پڑی

تب افسر کے آواز پر ایکبار — جب و راست پہٹ جاتی ہیں سو
پہر اوس وقت چلتا ہی پیہم گراب — اوٹہاتی ہیں روز کا مانیں عذاب
یہاں ہی نقارا اسی چال سی — لڑی ترو کی فوج عدو مال سی
سواروں لی لڑنی کے ارماں میں — کئی قید پستول میدان میں
ہٹی پیچھے ٹولی پر انگریز کے — نو لگے گہوڑوں کو سرم تمہید کے
اوہرکے سواراں چالاک رکاب — ٹری مارکا اوں کو دیکر جواب
اوٹہادی سبک تیز گہوڑوں کی باگ — لگا دی حسن عمر دشمن میں آگ
سہم جوت تلوار چلنی لگی — عداوت داوں سی نکلنی لگی
وہ افسر سواراں کہار کا — ہوا حصہ خونریز تلوار کا
پہٹی وہ ـ ی حکم سردار کی — او تری رہی گہاٹ تلوار کے
جدائی میں انکی ہوی دیر جب — نہ پایا گیا خاص کوئی سبب
پس پشت افسر تہی جو توپ پر — اونہوں نے کیا دوربیں سی نظر
یہ دیکھا کہ دونوں طرف کی سوار — اہی کر رہی ہیں بہم کارزار
کسی طرح ممکن رہائی نہیں — کوئی شکل متکلکتا لی نہیں
اونہوں نی کیا اسے قطع نظر — دیا حکم تی پٹری توپ پر
چلا فوج پر ہر طرف سی گراب — بہادر گری خاک پر بیحساب
ہزاروں سو جلد راہی ہوے — قبول شہادت پیا ہی ہوی

کہا مصطفی خان نے اے جم حشم ۔۔۔ گوارا کرین کس طرح اسکو ہم

کہ فوج یمین پر سپاہِ یسار ۔۔۔ مقدم ہو ہنگامۂ کارزار

اگر فتح کرلی انہون نے یہ جنگ ۔۔۔ تو ہم ہون گی مشہور بے نام و ننگ

کہین شرم سے منہ دکہائینگے کیا ۔۔۔ جو پوچہی گا کوئی بہت آئین گی کیا

اگر بہاگی یہ فوج کہا کر شکست ۔۔۔ تو ہو جائینگی حوصلی سب کے پست

ہوا ایکدم مین بگڑ جائی گی ۔۔۔ ہماری بہی قوم اُف نظر آئی گی

یہ احسان بہرِ خدا کیجئے ۔۔۔ اجازت ہمین پیشتر دیجئی

کرین خوب جی بہر کی دشمن سے جنگ ۔۔۔ نہ رہ جائی لڑنی کی دل مین اُمنگ

حضور آج دیکہین دمِ کارزار ۔۔۔ کہ کیسی لڑی آپ کی جان نثار

جمائین ہین یہ فوجین جو پیشِ نظر ۔۔۔ (ق) لگائین ہین توپین یہان جس قدر

ابہی کاٹ کر ڈال دیتی ہین ہم ۔۔۔ اسیوقت سب چہین لیتی ہین ہم

یہ سنکر ہوئی خوش وہ کشور کشا ۔۔۔ کہا آفرین مرحبا مرحبا

یہی گفتگو ہو رہی تہی یہان ۔۔۔ کہ فوجِ عدو سی ادہر ناگہان

سیاہہ دکہاتا ہوا جا بجا ۔۔۔ سوارون کا رجمنٹ آگی بڑہا

سبب یہ کہ اکثر دمِ کارزار ۔۔۔ بڑہاتی ہی یہ قوم پہلے سوار

وہ لڑ بہڑ کے کچہ دور سی بیخطر ۔۔۔ لگا لاتی ہین فوج کو توپ پر

مخالف کی جب فوج لڑتی ہوئی ۔۔۔ قریب آتی ہی گرتی پڑتی ہوئی

وہ سنگہا کی پل تک یہونچکر تمام
اقامت کا کرنے لگی انتظام

ترائی میں کالی ہوئی خیمہ رن
ٹرہی گوری ماہی ہوئی سیکس

لڑائی کی سامان و اسباب سی
مقابل ہوئی فوج نواب سے

ہوا جلوہ گر صبح یوں آفتاب
کہ جیسے ہو دریا کی جوں میں حباب

جو سنگینیں چکیں ادہر دہوپ میں
نیا رنگ آیا نظر دہوپ میں

حوایں سمجہے کہ شاید یہاں
کوئی چشمہ ہی موج رن ہر زماں

سبب یہ کہ اس فوج کی عمر بہر
نہ دیکہا تہا انگریز کا کر و فر

ادہر تو سن برق دش پر سوار
صف آرا تہی نواب عالی تبار

کہا اہل لشکر سے ای صف شکن
یہ دریا ہیں سامنی موج رن

مقابل میں آئی ہی فوج فرنگ
سیاہ دکہاتی ہی یہ بہر جنگ

قریب آگیا وقت شمشیر کا
زمانہ گیا سستی و دیر کا

مخاطب ہوئی پہر وہ جمشید جاہ
سوِ افسرانِ شجاعت پناہ

سوِ راست آمادۂ کار زار
سپاہی تہی او سو وقت بارہ ہزار

بڑی افسر او سِ فوجِ جرار کے
عمر خان تہے مصطفیٰ خان ہے

کہا اون سی نواب نی کان میں
کہ اس دم مناسب ہی میدان میں

سوِ جب ہی جو فوجِ قوم دلیر
یہی جنگ جو پہلے ہو مثلِ شیر

تمہیں دیکہکر خوب لڑ جائی گی
شجاعت دکہا یکو اڑ جائی گی

انہین ناظم شہر و کیرتدار | یہین چھوڑ دو چند لیل و نہار
سمجھکر یہ باتین سراسر فضول | کیا افسرونے نہ یہ بہی قبول
کہا گو نہون آپ کی دردمند | نہوا اونکو مسند نشینی پسند
مگر یہ نہوگا کسی رنگ سے | کہ آنکہین چُرائین صف جنگ سے
سبب یہہ کہ سردار ندکو ہیر | بخوبی یہ روشن ہی شام و سحر
کہ جو جنگ بگڑی ہوا انقلاب | تو ہوگی نہ تنہا ریاست خراب
ہزیمت ہر ایک پر بلا لائیگی | یہ کل قوم برباد ہوجائیگی
اسی قوم مین ہین یہ سردار بہی | خرابی بچا ہین گے اپنی کبہی
خلافِ شرافت کرینگی نہ کام | رہین آپ ہی فکر انسی مدام
یہ سنکی چپ ہو رہی وہ جناب | دیا پہر نہ کچھہ افسرونکو جواب
دِوالی کے دن حسکمِ نواب سی | بڑہی فوج سامان و اسباب سے
اوٹہاکر مسافت کی تکلیف و رنج | کیے خیمے پیش و پسِ میر گنج
زمانی کی ہاتہون سی پاکر نجات | بسر کی وہین سب نے جھگبٹ کی رات
دمِ صبح مردانِ فولاد سنج | ہوی داخلِ مغربی فتح گنج
ادہر آصفی فوج بہی بیدرنگ | پہونچکر مقابل ہوئی بہر جنگ
کوئی فتح گنج اور تہا سوی شرق | وہان اوتری وہ فوج آہن مین غرق
نصارا کی کمپو جو ہمراہ تہی | شب و روز دلسوز بدخواہ تہی

میں کہتا ہوں اب بھی یہی بار بار — کہ لڑنا مناسب نہیں زینہار
اگر صلح تمکو گوارا ہو — کسی طرح بی جنگ چارا ہو
تو کرلو کسی وقت پر کرکے کید — محمد علیخان کی سعدی کو قید
دو رنگی سی اوںکی یہ پیدا ہی رنگ — کہ دیںگی دمار ور میدان جنگ
مجھی جو تحقیق ہی بخلاف — نمک دریں باطن میں ظاہریں صاف
کہا احمدوں نی کہ ای محترم — کریںگے کبھی اسکو باور نہ ہم
کسی نے کہا ہی غلط آپ سی — یہ فقرہ کیا ہی فقط آپ سے
گرفتار الکو کریں ھم اگر — اوٹھائی ابھی اک نیا فتنہ سر
ابھی دم نگڑجای یہ قوم سب — ابھی مائل جنگ ہوئی سب
زبردست دشمن سی ہی بیٹھ جیسے — نہیں جو آپسمیں یہہ رنگ ہو
دیا اونکو نواب نی یہہ جواب — نہیں میں کہا خلاف صواب
جو کہتا ہوں میں جو تحقیق ہی — سراپا سزاوار تصدیق ہی
سوا اسکی یہی ہی قرینِ قیاس — کہ وہ تھی محمد علیخان کی پاس
مدام اونکی صحبت رفاقت میں تھے — قریبوں میں ارباب عزت سی تھی
یہ ممکن نہیں قتل نواب سی — ہوں داغ سوزِ جگر تاب سی
نہیں السی مجکو امید یہی — کریںگی دم جنگ پہلو تہی
اگر قید کریں انکار سے — تو یہ تمکو مشتاق سزاوار ہی

وہان فوج نی آجکل بیخطر
کسی ہی بغاوت پر اپنی کمر

یہانتک کہ نواب گردون کلاہ
محمد علیخانِ عالم پناہ

ہوئی قتل شمشیرِ بیدادسی
گئی عالمِ فتنہ آبادسی

ریاست مین ہنگامۂ غدر ہے
ہر اک لشکری حاکمِ صدر ہے

کوئی فکر ہوتی نہین کارگر
کسی طرح آتی نہین راہ پر

یہانتک ہین آمادہ سرکشی
کہ چارہ نہین غیر لشکرکشی

یہ ہی قصد اب لیکے فوج گران
کٹیہر کو ہون مابدولت روان

مٹا کر شریرانِ بدخواہ کو
سزا دی کی اوس فوج گمراہ کو

محمد علیخان کی بیٹی کو ہم
کرین وارثِ ملک جاہ و حشم

وفا آپ بہی عہدِ شرکت کرین
ابہی دو لوکنپو کو رخصت کرین

رزیڈنٹ نی سنکی یہ گفتگو
کیا عرض نواب کی روبرو

ہمین عذر کیا عہدِ سرکار مین
تامل کی کیا وجہ اقرار مین

اوسیوقت آکر بصد کر و فر
دیا حکم جنرل کو بہرِ سفر

وہ افسر مع فوج و سامانِ جنگ
روانہ ہوا سوی میدانِ جنگ

ادہر ہمرہِ لشکرِ بیشمار
ہوئی آصفِ جم حشم بہی سوار

سنی جبکہ نواب نی یہ خبر
بلایا خوانین کو سربسر

کہا تمنی کہنا نہ مانا مرا
وہی فتنہ آخر کو برپا ہوا

جو لکھا ہی نامہ مہرے نام سے — مترا ہوں میں اوسکی الزام سی
مجھی کچھ سروکار اوس سی نہیں — کوئی کام رہنا اوس سے نہیں
یہ تحریر جس دم روانہ ہوئی — ہی تشکل جور زمانہ ہوئی
قصارا او ٹہا کر مسافت کی رنج — وہ قاصد ہوا داخل میر گنج
اوسی فوج کی کچھ سپاہی وہاں — رہا کرتی تھی صورت پاسبان
اونہوں نے کیا قید پاکر خبر — مع خط پکڑ لائی وہ بدگہر
اوسی پڑہ کی سردار عزت نشان — ہوئی سمت نواب سی بدگمان
ابسید سی یہ حکم جاری کیا — یہ ساماں بی اختیاری کیا
کہ جو آپ تحریر نامہ کریں — جو مضمون دل وقف خامہ کریں
لفافہ نہ سربند تنہا کریں — کہیں بی دکہائی نہ بیجا کریں
عرض نامہ افسران سپاہ — وہاں جب ہوا جلوہ بخش نگاہ
اوسی پڑہ کی دیوان حیران ہوئے — تاسف سی تصویر بیجان ہوئے
نہ بس آئی جب حسرت و آہ سی — کہا آصف آسمان جاہ سی
ہوی سکے بر ہم وہ عالیجناب — نہ باقی رہی پہر طبیعت کو تاب
اوسی حالت غصہ و قہر میں — بلایا رزیڈنٹ کو شہر میں
کہا آپ واقف ہیں اس حال سے — کہ شمشیر فوج عدو مال سے
پس جنگ حافظ کیئہ تمام — رہا ہم سے وابستہ ہر صبح و شام

چلا جب نہ کچھ زور نواب کا ۔ ہوا حالِ دل برقِ بیتاب کا

کہا مین تو سمجھا چکا ہر طرح ۔ رہِ راست دکھلا چکا ہر طرح

گوارا کرو صلح یا کارزار ۔ بناؤ بگاڑو تمہین اختیار

نہین مجھہ سے ممکن کہ خط کا جواب ۔ لکھون ناروا ناسزا ناصواب

زبان گنگ ہی حرف انکار سی ۔ سکوت آشنا لب ہین تکرار سے

نہ یارا کہ فرقت گوارا کرون ۔ بگاڑون مین تمسی کنارا کرون

مری مُہر موجود ہی لو شتاب ۔ جو بہتر نظر آئی لکھو جواب

گذر کر رہ و رسم آداب سی ۔ لکھا سب نی یہ سمت نواب سی

کہ مالک ہم اپنی ریاست کی ہین ۔ سزاوار خود شان و شوکت کے ہین

جو چاہا کیا ہمکو کسکا ہی ڈر ۔ کرینگی جو چاہین گی شام و سحر

ہماری بد و نیک مین روز و شب ۔ کوئی کس لئی دخل دی بی سبب

یہ تقریر تحریر جب ہو چکی ۔ جو ہونی تھی تدبیر سب ہو چکی

اوسی وقت نواب والا گہر ۔ وہان سی اوٹھی مصلحت جانکر

تمام اہل دربار رخصت ہوئی ۔ جو حاضر تھی سردار رخصت ہوئی

منگا کر الگ سب سے کاغذ قلم ۔ کیا خفیہ ایک اور نامہ رقم

بہ نیت ہو جس سے وہ تدبیر کی ۔ یہ تقریر اوس خط مین تحریر کی

کہ مین فوج سرکش سی مجبور ہون ۔ شرارت سی ان لوگون کی دور ہون

یہ کیونکر گوارا کریں ہم ستم — کہ ہون دیکی سرکش کو پامال غم
عبث رو برو دشمن کا اظہار ہی — غم کثرت فوج بیکار ہے
یہی ہیں تمہارا ہاں لشکر اگر — تو کردینگے دم بہر میں زیروزبر
اسی فوج کی زور میدان جنگ — کیا خانِ بنگش کا کیا حال تنگ
پڑہا سہ جو شیران خونخوار کے — اوتارا اوسی گہاٹ تلوار کے
کہا اوس سے نواب نے واقعی — بہت خوب یہ فوج اوس سے لڑی
ولیکن یہ بدلے یہ ہر کہیں — کہ بنگش کو آصف سے نسبت نہیں
نہ یہ ملک و دولت میسر او ہیں — نہ حاصل یہ سامانِ لشکر او ہیں
سوا فوج ذاتی کے فوج فرنگ — کرے گی کمک زور میدان جنگ
سوائے شکست و وبال زوال — ظفریاب ہونا ہمارا محال
یہ بیجا خیالات ناسودمند — کرینگے نہ ارباب دانش پسند
کہا اس نے اوسے شکست و ظفر — محول ہیں کثرت فوج پر
یہ بی ستہ آیا ہی قرآن میں — رفیقانِ طالوت کی شان مین
کہ تہوڑی بہت پر دمِ کارزار — ہوا کرتی ہیں غالب ای نامدار
تردد یہ کیوں کس لئے سر ہمی — کہ تھے متفق ایک لاکھ آدمی
سمجھ لینگے مردان جنگ آزما — ذرا آپ دیکھیں تو ہوتا ہی کیا
کہیں گے اوٹہالیں گی حسدان کڑی — کہ سرکار کی فوج کیسی لڑی

کہا غیر ممکن کہ دشمن کو ہم
زبردست کو دیکے لین مول غم

کسیطرح یہ کام اچھا نہین
کبھی اسکا انجام اچھا نہین

کہا اونسی نواب جم جاہ نی
فلک آستان عرش درگاہ نے

کہ آخر کوئی حد بہی تکرار کی
کوئی انتہا عذر وانکار کی

اودہر سی ہوئی درگذر کسقدر
رہا لطف مد نظر کسقدر

اب آگی خرابی ہی تکرار مین
مقرر لڑائی ہی انکار سے

بنا کر بگاڑو گی یہ کام کیا
ذرا سمجھو تو ہوگا انجام کیا

یہ مانا کہ تم ہو بہادر کمال
شجاعت کی عالم مین ہو بیمثال

مگر اوس طرف فوج کثرت سے ہے
قیامت کا انبوہ دولت سی ہی

قضارا بہی ہونگی مقرر شریک
بڑہین گی پی جنگ ہو کر شریک

کہانتک خوانین میدان مین
لڑینگی شہادت کی ارمان مین

برابر کی یہ کچہ لڑائی نہین
کوئی شکل عہدہ برائی نہین

پسندیدہ ہی نیک اسلوب ہے
یہ تجویز آخر بہت خوب ہی

مناسب ہی بی عذر رد فضول
اسی آپ اسوقت کرلین قبول

کہا افسرون نی کہ ای جم حشم
کسیطرح احمد علیخان کو ہم

نہین چاہتی ہین کہ سرسبز ہون
کبھی صورت شاخ تر سبز ہون

ہر اک بات مین کی کمک آپ نی
بچایا او نہین آجتک آپ نی

یہاں مُلک میں اتنی وسعت کہاں
سزا وارِ تقسیم و قسمت کہاں

رہی ہی ریاست نہایت قلیل
کمی حد سی افزوں ہی کثرت قلیل

لہذا ہمین اس میں انکار ہے
کوئی اور تجویز درکار ہے

غرض تیسری مرتبہ پہر جواب
یہ آیا کہ نواب عالیجناب

اگر شورو شر دور کرتی نہیں
کوئی شرط منظور کرتی نہیں

ہمیں سب گوارا مگر اسقدر
بی صلح واجب ہی نواب پر

کہ احمد علیخانِ معصوم کو
حکم مدِ نوابِ مظلوم کو

یہاں ہیں حدین عزت و جاہ سے
کفیلِ مصارف ہون تنخواہ سے

ریاست کی تحصیل سے سال مین
ملین تین لاکہہ اونکو ہر حال مین

سوا اسکے چوبیس لاکہہ اور زر
کرین پیش نذرانی کی طور پر

تو البتہ کہہ سکی اسباب کو
رضامند کر لون مین نواب کو

زیادہ مجہے اس سے یارا نہین
سوا اسکے رہا چارہ نہیں

خوشی ناخوشی اپنی ظاہر کرین
مجہے خاص ارادی سی ماہر کرین

صاحب یہ مضمونِ فرحت اثر
ہوئی شاد نوابِ فرخندہ فر

نوشتہ یہ مسطورِ خاطر ہوا
اراکین دولت کو ظاہر ہوا

ارادہ کیا لیکے کاغذ قلم
کرین خاص منظوری اپنی رقم

ہوئی سکو یہ رای مطبوعِ دل
مگر سنکی وسر ہوئی مضمحل

سمجھکر عبث نامناسب خلاف | تمام افسرون نی کیا انحراف
کہا بعض سردار ذیجاہ نی | خردمند نی کار آگاہ سنے
نہین خوب انکار کرنا ابھی | سمجھ لیجئے گا پھر آگی سبھی
تماما لکھا کہا کی سو پیچ و تاب | یہ نواب مسند نشین نی جواب
کہ مجکو سر تاجداری نہ تھا | مرا امر یہ اختیاری نہ تھا
نہ تھی آرزوی ریاست مجھے | نہ تھی حسرت ملک و دولت مجھی
مقام تامل ہی جای نظر | ہویدا ہی ارباب فرہنگ پر
کہ جو خود ریاست کو سمجھے فضول | وہ کیونکر کری یہ نیابت قبول
یہ تحریر جسدم گئی لکھنو | ہوئی پیش دیوان کی روبرو
کہا اوسنی نواب فرخندہ فر | نیابت سی راضی نہین ہین اگر
ریاست کو تقسیم کرلین بہم | اوٹھائین نہ کین و حسد کی ستم
رہین حصی پر اپنی قابض مدام | کرین چاہی دل جس طرح انتظام
سوا اسکی نواب عالی مکان | نہ جبتک ہون احمد علیخان جوان
رہین منتظم اون کے بھی بیشتر | ریاست کی ہر وقت رکھین خبر
یہ تجویز نوسنکی دیوان کی | ہوئی مصلحت بعض اعیان کی
کہ نواب منظور کرلین مگر | نہ راضی ہوئی فوج کی فتنہ گر
سمجھکر خلاف خرد کو صواب | یہ دیوان آصف کو لکھا جواب

پی استغاثہ برای وکیل / ہوئی مصطفے خان مقرر وکیل

جو گذری تہی نواب مقتول پر / جفا کی تہی سرداروں نے جس قدر

عریضی میں تفصیل سے بکقلم / کیا مستغیثا نہ ریب رقم

وزیر الممالک کی سرکار میں / کیا بہیجکر پیش دربار میں

ساحب یہ نواب کی چند بار / کیا ایک نامی کو مختار کار

جو ہمسر سی ہی اک خاندانی رئیس / گئے لکہنو جو دمتعین رئیس

ملے جا کی دیوان سرکار سے / کہا مال سب حسن گفتار سے

پس بحث و بحث لیل و نہار / یہی بات آخر کو پائی قرار

کہ نواب کی اس میں شرکت نہی / کسیطرح باہم عداوت نہی

کیا افسروں نے یہ فتنہ فساد / یہی دلمیں رکہتی تہی بغض و عناد

سوا اسکی کیا اور تقدیر سے / بگڑ کر بنی کسکی تدبیر سے

ہوئی ہونی والی جو قسمت میں تہی / یہی بات بہتر مشیت میں تہی

مگر اب یہی ہی قرین صواب / کہ جسمیں نہ ہو پرسوال و جواب

کہ احمد علیخان ہوں مسند نشیں / اطاعت کریں سب کہیں و نہیں

رئیس ہیں ابہی وہ ہمایوں خصال / نہ آسماں کم سن و نوخیز سال

مہمات ملکی کا ہر صبح و شام / کریں عمہ والا متین انتظام

یہ تحریر جسوقت آئی یہاں / ہوئی جمع اعیان و کار آگہاں

رہا صاف ناکام وہ بد گہر
چچا سے یہ لپٹے وہان دوڑ کر

انہین پیار سے لیکی آغوش مین
اوس افسر کو ہوا غضب جوش مین

کہا انکو ہرگز نہ چہوڑونگا مین
کبہی مُنہ نہ الفت سے موڑونگا مین

محل مین اوسیوقت پونہچا دیا
حفاظت کی نسبت یہ فرما دیا

انہین گہر سے باہر نکلنے ندین
نگاہون کی آگے سے ٹلنے ندین

اراکین وارث انہین جان کی
عدو ہو رہی ہین عبث جان کی

یہی روز و شب مجکو رہتا ہی ڈر
کہ افسر نہ پیدا کرین اور شر

استغاثہ قتلِ نواب محمد علیخان بہادر بوکالت صاحبزادہ مصطفے خانِ سابق الذکر بسرکار دولتمدار وزیر الممالک نوابِ آصف الدولہ بہادر

زمانہ ہی گردش مین ساقی مدام
نہین دو گہڑی اک طرح پر قیام

کوئی دم تو سرمست رکہ میری جان
خدا جانی پہر تو کہان ہم کہان

نئی شکل فتنہ ہی پیشِ نظر
سُناتا ہی مخبر نرالی خبر

کہ جب افسرون نے کیا یہ ستم
پس عہد و پیمان و قول قسم

ہوئی قتل نوابِ گردون وقار
محمد علیخان والا تبار

عزیزون قریبون مین چرچا ہوا
کسی وقت پوشیدہ شوری ہوا

ملی صاحبِ جاہ و اعزاز سے　　کہا خیر خواہی کی انداز سے

کہ احمد علیخان ہیں کم سن ابھی　　لڑکپن کی ہیں واقعی دن ابھی

انہیں ہی کسی حسنِ کردار سے　　اگر کیجیے قتل تلوار سے

تو پھر کوئی جھگڑا نہ باقی رہی　　جواب ہی یہ دہر کا نہ باقی رہی

یہ سنکر ہوئی مدبرہ و جناب　　نگراں کر دیا افسروں کو جواب

کہا یہ ستم زور اچھا نہیں　　یہ آہنگِ ناسور اچھا نہیں

ابھی ہو چکا ہی عہد ایک حول　　کہ تم اور میں حسن سے بدنام ہوں

کوئی زمانے کو معلوم ہی　　کہ وہ لی یہ محض معصوم ہی

ابھی عقلِ کامل ہی حاصل نہیں　　خصومت عداوت کی قائل نہیں

کوئی خطا کی نہ کوئی قصور　　دلوں میں تمہاری محبت قوی

ہوئی حرف زن نہ اگر آپ سی　　یہ ممکن نہیں ہے اگر آپ سی

ہمیں حکم ہو پیچ کی الزام سے　　کسی دن انہیں پھینک دیں بام سے

یہی سمجھیں گی دل میں چھوٹی بڑی　　کہ یہ کھیلتے کھیلتے گر پڑے

ہوئی سنکی برہم خدیوِ جہاں　　نہ مانا فریبِ عداوت نشاں

مگر وہ ستمگر اکثر اوقات میں　　اوسی دن سی رہی لگی گھات میں

قضا را لبِ بام عم کے حضور　　یہ سرگرمِ باری تھی نامسرور

اوسی قصد سی ایکدم دستِ آز　　کیا سوی احمد علی خان دراز

ٹہلتی تہی اپنی جگہہ پر مگر
پسینی سی تہی موج رفتار تر

گیا تہا جو پیغام لیکر وہان
گیا اوس سے بی لطف ہوکر بیان

کہ ہمنے تو شرکت کا پایا مزا
بخوبی ضمانت کا پایا مزا

رہین حسرتین دل کی سب ناتمام
ہوا بی اجل کام اپنا تمام

مگر یاد رکہین یہ بات اہل شعر
کہ روئین گی تقدیر کو عمر بہر

نہ یہ بخت و دولت نہ اقبال ہی
نہ یہ شوکت و شان و اجلال ہی

یہ جو کچہہ ہے سب ہی قرین زوال
خوانین کا ہوچکا اب کمال

پہر دن چڑہی تک یہی گفتگو
مخاطب سی کرتی رہی دو بدو

بہم سنکی تکلیف درویش و یار
چلے آتی تہی ہر طرف سی مرید

دم چند مین ایسی شدت ہوئی
کہ یسین پڑہنی کی نوبت ہوئی

غرض آپ نی بہی بس صد ملال
گیا دن کو گیارہ بہی انتقال

اوٹہایا جنازی کو تعظیم سی
کیا دفن اعزاز و تکریم سے

کیا افسرونی یہ سب کچہہ فساد
ولیکن نہ بر آئی دل کی مراد

کدورت خلش پہر بہی باقی رہی
وہی فکر نا اتفاقی رہی

یہ جب دیکہتے خاص دلبند کو
محمد علیخان کے فرزند کو

اوترتا لہو بیشتر آنکہہ مین
چبہوتا حسد نیشتر آنکہہ مین

نظر کر کے انجام پر ایکدن
ہوئی جمع سب فتنہ گر ایکدن

ہمیا تہا ذی حجہ کا بالیقیں
تہی اوس برس تاریخ اٹہارہویں

تری دہوم سی وقت عیش و سرور
ہوی جالسیں پدر وہ حضور

محرم کی جس دن ہوی تیرہویں[۱۳]
ہوئی مائل دشمنی اہل کیں

اوتارا سر مسند جاہ سے
کیا حصہ شمشیر جاں کاہ سی

فقط تہاں واعداد سی ہر زماں
رہی آپ چوبیس[۲۴] دن حکمراں

یس خستگی ہی وہ رستم نظیر
رہی غم میں سینتیس[۳۷] دن گوشہ گیر

صفر کے مہینی کی تہی بیسویں[۲۰]
کہ راہی ہوئی سوی خلد بریں

رہی ان حسابوں سٹی یکسال
زمانی میں ربہ چہیالیس[۴۶] سال

محل میں یہ جس وقت پونہچی خبر
ہوئیں ہیں آشفتہ و نوحہ گر

او سیدم کسی شخص کولی ہراس
روانہ کیا شاہ صاحب کے پاس

کہ حضرت لی یہ دمہ کیسا کیا
یہ کیا حال پر حشر برپا کیا

اودہر پیر کہ بعد عرض سلام
یہ تو الصاحب لی بہیجا پیام

کہ واللہ مجکو نہیں کچہ خبر
کہ اس قتل پر کسی باندہی کمر

جفا کسی کی جان معصوم پر
ہوا تیر کوں ایسی مظلوم پر

وہاں پیر و مرشد کا تہا طور یہ
کہ جس دم سنا تہا یا طور یہ

او سیدم سے حضرت ہی ملتا تہی
نئی عمر میں پی وانہ و آب تہی

اوتہا تہا قیامت کا درد شکم
دم آخری تہا جو تہا کوئی دم

یہ سنتی ہی نواب عالیجناب ۔ ہوئی صورتِ برق پُر اضطراب
نمازِ تہجد بہ وقت پڑہے ۔ فقط آپ نی چار رکعت پڑہی
پہر آواز رونی کی آنی لگی ۔ خبر بیقراری اوڑانی لگی
مکانات کی پردی چہڑوادئے ۔ سحر تک اوسیطرح رویا کئے
ہجومِ مصیبت مین تنہا نماز ۔ ادا کی بچہا کر وہین جانماز
اوسیدن فقط ترکِ عادت ہوئے ۔ نمازِ سحر کی جماعت ہوئی
فلک پر ہوا مہر جب جلوہ گر ۔ سُنی افسرون نی یہ پُر غم خبر
چلے جملہ مانند احباب کے ۔ ہوئے آکی پابوس نواب کے
دلون مین طربناک و خرم کمال ۔ بظاہر پراگندہ و پُر ملال
زبانی کی فریاد و زاری بہت ۔ دکہائی غلط سوگواری بہت
کیا صبر تعلیم نواب کو ۔ دلاسا دیا جانِ بیتاب کو
کُہلے جتنی پردی تہی بند ہوا دیے ۔ رخ اشک آلود دہلوا دسے
بدلوائی پوشاک سب نے وہین ۔ کیا دی کی تسکین مسند نشین
پہر ایسا ہی نواب مغموم سے ۔ اوٹہایا جنازہ بڑی دہوم سے
محلہ سے جو مدرسہ شہر مین ۔ اوسی بقعۂ آسمان بہر مین
کیا دفن نواب مرحوم کو ۔ چہپایا تہِ خاک مظلوم کو
چہپا سٹہہ تہی جب گیارہ سو سوا ۔ ہوئی تہی یہ دنیا مین رونق فزا

کیا ہوگا کچھ دور وہ زشت رو — ملا اور بہی راہ میں اک عدو

کہ کمتر یا تہا کوئی جسد و نژاد — جفا پیشہ و فتنہ گر بد سہلو

یہی لفظ عنسا فقط رام تہا — یہی اوس بد انجام کا نام تہا

کہا آپ حاقی میں اسدم کہاں — کیا اوسنی اپنا ارادہ میاں

عداوت تہی اوسکو بہی نواب سی — جلا تہا وہ بدخو بہی نواب سی

کہا اوسنی میں ہوں تمہارا شریک — چلا ملکی **الہام خان** کا شریک

وہاں پونچی اوس وقت وہ نابکہر — کہ ماگی تہی نواب فرصت و فر

یہ پشت مکاں سی اوتر کر شتاب — گئی بی تردد قریب جناب

تپنچہ کیا ایک نی بڑھ کی قید — ہوا زخم سی جسکی احوال غیر

ٹریا دوسرا کیسہ جو بدگہر — کیا گردی پر اوسنی گولی کو سر

اودہر اون حبیتوں کی منہ مڑ گئی — ادہر ہاتھوں کی چیتھڑی اوڑ گئی

اوٹھا کر ستمہای فوج پلید — ہوئی یوں **محمد علیخان** شہید

وہ بہہ دو گیا دوڑتا رات کو — مرادر سی جا کر ملا رات کو

تہجد کو اوٹھی تہی وہ پاکبار — وضو کر رہی تہی برای نماز

سراسیمہ بیوقت اسی دیکھکر — اشاری سی پوچھا کہ آیا کدہر

تو پوچھا اسدرجہ مضطر ہی کیوں — پریشاں کیوں ہی بکہ رہی کیوں

کہا ای خداوند دیہیم و تاج — **محمد علی خان** ہوئی قتل آج

کسی طرح بہتر نہین یہہ خیال — کمال اس سے حضرت کو ہوگا ملال

سپاہی نے جو آکی ظاہر کیا — وہ سب میری نزدیک ہی افترا

اور ایسا ہی بالفرض اگر مان لین — سپاہی کی باتون کو سچ جان لین

تو یہ چاہئی دل مین کرنا قیاس — کہ اب اونکی ہرجا نہین ہین حواس

وہ صدمی سہی دورِ افلاک مین — کہ فرق آگیا عقل و ادراک مین

نہین آپ مین جب وہ عالی تبار — تو پہر اونکی کہنی کا کیا اعتبار

اگر کچہہ دغا اونکی نسبت ہوئی — تو یہ جان لو پہر قیامت ہوئی

نہ تم ہو نہ ہم ہین نہ یہ ملک و مال — نتیجہ ہی ایسی ستم کا زوال

یہ سنکر وہ سردارِ ظلم اوٹہی — دلون مین پریشان و برہم اوٹہی

پہونچکر تمام اپنی احباب مین — ہوئی مشورت سازِ اس باب مین

کہا ایک نی پہر سوای ہلاک — یہ دسرات کا قصہ کیونکر ہو پاک

اودہر شاہ صاحب سی پیمان ہے — ادہر فکر مین روز و شب جان ہی

بن آتی نہین کچہہ کسی طور سے — تہکی ہمتو تدبیر سی غور سی

یہی گفتگو ہو رہی تہی یہان — کہ ناگاہ بول اوٹہا الہام خان

رہین آپ پابندِ قول و قسم — کئی دیتی ہین آپ یہ کام ہم

غنیمت سمجہکر اس اقرار کو — اجازت دی سب نے ستمگار کو

غرض طیش مین وہ ستمگر چلا — اسی قصد سے اوٹہکی باہر چلا

ایروں کی عدر اسیروں کی ستم — گئی ایک عرضی میں حفیہ رقم
واقق سرشتی کے دستور کے — توریعہ سی نواب مذکور کے
اسید تظلم میں رہا رہیں — روانہ کی آصف کی سرکار میں
پس چار ہای علی الاتصال — ہوی رحم حب مائل ادمال
سیاہی جو بہرہ کا تہا روبرو — کہا ایکدن اوس سے سنتا ہی تو
مری جسم پیر زخم تہی حس قدر — وہ سب ہوچکی خشک بیچارہ گر
یہ کہدیا ہر ایک سردار سی — شریراں موج ستمگار سی
کہ غافل نہیں ہوں میں خستہ جگر — سمجہ لونگا اک ایک سی وقت پر
ہر اک کی نکالونگا ل بیگماں — کہ ہوا دونگا موچہوں کی ریسیاں
سپاہی ی نواب کا یہ پیام — اوسی دن کہا اسیروں کی تمام
گئی ملکی وہ چہوٹی بہائی کی پاس — کیا قصد نواب سب التماس
کہا یہ سلامت رہینگی اگر — تو پہر کوئی قسمہ اوٹہانگا سر
مقدم سمجہکر ہر اک کام سی — سکہائیں یہ آگ آب صمصام سی
یہ جہگڑا ہ طی ہوگا اسکی بغیر — اسی میں ہماری تمہاری ہی خیر
اوہوں سے کہا یہ مناسب نہیں — سدا وار اہل مراتب نہیں
تمہیں چاہئی پاس پیمان کا — کہ اندیشہ اسمیں ہی ایمان کا
ضمانت خداوند عرفان کی ہے — کفالت شہ ملک ایماں کی ہی

یہان پہلی اقرار خود کیجیے | ارا کین سے پھر قسم لیجیے
کہ زنہار ہمسے خلافِ وفا | نہوگا کبھی ارتکابِ دغا
تو البتہ ہم ذمہ داری کرین | مصالح مین شرکت تمہاری کرین
وگرنہ ہمین رکھئی اس سے معاف | کہ ہی کارِ دنیا ہماری خلاف
غرض حسبِ ارشادِ سلطان دین | کئی دونون نے عہد و پیمان ہین
ہوئی مطمئن پیرِ عالی مقام | **محمد علیخان** کو بہیجا پیام
کہ اب تم نہ کچھ خوفِ اعدا کرو | نہ اندیشۂ ظلم بیجا کرو
کسی وقت مین تمکو کوئی ضرر | نہ پونہچائی گا آج سی عمر بہر
نکل آئی بی غم تیغ و تیر | کہ ہی ذمہ دار آپ کا یہ فقیر
محمد علیخان والا گہر | یہ سنکر برآمد ہوئی بیخطر
قریب درِ شہر سوی شمال | گڑہی تہی جو مضبوط و محکم کمال
مصون اور محفوظ ہی وہ مقام | الی الآن گڑہ اوسکا ہی سب مین نام
وہان افسرِ ان عبث بی سبب | نظر بند رکہا اونہین روز و شب
وہان بہی لیا اپنی عادت سی کام | ندیم ایک سقہ بنا صبح و شام
وہ پونہچاتا تہا مشک مین بہشتر | انہین چیزین کہانی کی شام و سحر
اسی مدت قید مین ناگہان | ہوئی اور بہی ایک صورت عیان
ملی **مصطفی خان** سی انجامِ کار | **محمد علیخانِ** گردون وقار

پڑا ضعفِ دل غشی طاری ہوئی / تکلم میں بی اختیاری ہوئی

اوسی حالتِ غش میں شام و سحر / وہیں چار دن تک رہی جلوہ گر

طلب کرکے ہنون نی جراح کو / مقدم کیا اُنکی اصلاح کو

پسِ پردہ نزدیک جو بیٹہکر / کہا جلد ٹانکی دو ہر زخم پر

حفاظت میں یہ جبر دل پر کیا / پہر پہر کا پہرہ مقرر کیا

اودہر اسکی نواب کو ہوش میں / پہر آئی اودہر مدعی جوش میں

بہم مشورہ کرکے اسباب میں / گئی بعض دربارِ نواب میں

کیا عرض ای ماہدارِ جہاں / مناسب نہین انکار ہنا یہان

اوہون نی محل میں جو بہیجا پیام / نہ مانا یہ ہنون نی بیجا پیام

پس التماسِ سوال و جواب / یہ ٹہہری اگر شاہ عرفان مآب

جو مرشد ہیں نوابِ جمجاہ کی / جو خاص اچھی بندی ہیں اللہ کے

سراپا تقدس فرشتہ خصال / جنہیں خلق کہتی ہی حافظ جمال

وہ دمہ کریں خاص اسبات کا / کہ آپ نہ ہوگی یہ ہرگز دغا

کسی طرح کا ان کو صدمہ ضرر / نہ پونہچائی گا کوئی بیدادگر

تو البتہ کچہ عذر اصلا نہیں / وگرنہ یہ زنہار ہونا نہیں

یہ سنکی نوابِ مسند نشیں / گئی پیش سلطانِ ملکِ یقیں

کیا عرض یہ حالِ وحشت اثر / اونہوں نے کہا جیسے بہتر مگر

وہ سب کچھ گیا آج مجھ پر گذر
کسی سے نہین مجکو شکوہ مگر

یہ آتا ہی رہ رہ کی ہردم خیال
برابر یہ ہوتا ہی دل کو ملال

کہ میری گئی جان اس حال سی
چُھٹی چھوٹی بہائی نہ جنجال سے

نہ خوشدل خوانینِ لشکر ہوئی
نہ ابتک رضامند افسر ہوئی

ریاست مین واقع ہوا جو فتور
نہین میری بہائی کا ہرگز قصور

جو ہنگامہ وجہِ ہلاکت ہوا
وہ سب افسرون کی بدولت ہوا

مین پیمانۂ عمر بھرتا ہون آج
تمہین دو نصیحت یہ کرتا ہون آج

کہ اول امامیۂ مذہب ہون مین
ولای علی سے لبالب ہون مین

اگرچہ سمجھتا ہون مین خستہ تن
کہ اوس طرح مشکل ہی دفن وکفن

مناسب مگر اس گھڑی جان کر
عقیدی سے اپنی تمہین کی خبر

وہین اونکو بہی اپنی آئین سے کے
زبانی اوسی وقت تلقین کی

دوم مستغیثانہ جاکر نہان
کرو آصف الدولہ سی سب بیان

کرینگی کمک وہ تمہاری ضرور
مٹادینگی ساری یہان کی فتور

پس جنگ و ہنگامۂ اہل کین
تمہین ہوگئے آخر کو مسند نشین

رہی یاد یہ وقتِ مشکل مرا
یہ ہنگام بیتابیِ دل مرا

تم اوس وقت لینا بصد اہتمام
مری دشمنون سی مرا انتقام

یہ کہکر نہ باقی رہا ہوش وہ
صدائین نہ پہر آئین تا گوش وہ

جب آیا نظر بہائی کا یہ رنگ ۔ ہوئی افسرانِ جہا جو سی تنگ
مگر کر دل و جان بیتاب سی ۔ کہا پھر میں چھوٹی نواب سی
اگر اس سی تم جستم و بیداد ہو ۔ کہ بھائی تو تیغ بیداد ہو
تو ہم بھی الگ ہوں اُنہیں چھوڑ کر ۔ کسی سمت ٹل جائیں منہ موڑ کر
نہیں تو کر و منع انکو شتاب ۔ کہ ہیں دینی جانِ پُر اضطراب
اس اثنا میں بعض افسر والے وہیں ۔ کیا تھا خبر انکو سید لستیں
سا ماموں سی جب یہ بہائی حال ۔ اونہی جو شِ الفت میں ضطر کمال
کہا افسروں سی کہ اتنی ستم ۔ مراد رکی ست نہ دیکھیں گی ہم
بس اب ہو چکی ظلم بیجا بہت ۔ جو صدمہ نہ دیکھا تہا دیکھا بہت
یہ سکہ بہتی وہ عداوت شعار ۔ چُہٹی یہ ستمدیدۂ روزگار
کہا پاکی فرصت دم اضطراب ۔ کہ یونہچا دو مجکو محل میں شتاب
وہیں ایک منگوا کی جلدی پلنگ ۔ لٹایا انہیں چیں سے بید رنگ
ادا ماموں بی حق خدمت کیا ۔ محل میں اوسیوقت یونہچا دیا
سنا ہی وہاں آپ بی بی خطر ۔ کیا یاد بیٹی کو بیتس نظر
جب احمد علیخانِ والا تبار ۔ لگی بہیتسِ حسیتم پدر اشکبار
تہی اوسوقت میں یہ ستودہ خصال ۔ نہایت ہی کم سن بہت خرد سال
کہا جو مقدر میں تحریر تہا ۔ جو کچھ صدمہ عار تقدیر تہا

او کھڑ کر نکل آیا قبضی سی پہل
مقدر نی ڈالا شجاعت مین بل

پس پشت نواب نی بخطر
مع تیغ بی قبضہ پہینکی سپر

کمال تحمل سی جہیلی گہڑی
پڑا قبضی پہ بہی نہ ہاتہہ اوسگہڑی

محمد علیخان نی بیگانہ وار
کیا بہائی پر اپنی جسوقت وار

فراہم تہی ارباب شر جسقدر
ہوئی چار سو ڈر سی زیر و زبر

نکل بہاگی زیر قدم سی زمین
گرا ایک پر ایک ہر اہل کین

جو وہ تیغ نواب کی ہاتہ مین
نہ آئی کسیکو نظر ساتہ مین

پلٹ کر وہ بہاگی ہوئی آپڑی
اکیلی رہی یہ نہتی کہڑی

کیا قصد ماموں سی تیغ دودم
کسی طرح لی لین بڑہا کر قدم

مگر اتنی مہلت نہ حاصل ہوئی
وہ فوج آ کی ہر سمت حائل ہوئی

چلے وار قوم ستمگار کے
گری کہا کی یہ زخم تلوار کی

مگر بڑہ کی ماموں وہان آگئی
بچانی کو نواب کے چہا گئی

رہی مدعی قتل کرنی سی باز
دلوں مین ہوئی اپنی اندیشہ ساز

کہ یہ قوم کی عمدہ سردار ہین
ہزاروں ہی انکی مددگار ہین

اگر آگیا زخم انپر کہین
تو پہر خیر ہرگز ہماری نہین

ہزاروں سی لڑنا پڑیگا ہمین
بلا پیش آئی گی کیا کیا ہمین

گہر پیپلوں سی او نہین دیر تک
یہ کوچا کبہی ہر طرف بید ہڑک

ہوئی مضطرب النسی پوچھا کہ ہاں ۔ یہ کیا ہی تم اسوقت آئی کہاں
کیا عرض جو بیبی شام و سحر ۔ کہا آپ سی بارہا مشتر
سرِ مو سماعت نہ کی آپ ہی ۔ توجہ عنایت نہ کی آپ ہی
اوسی کا یہ آخر نتیجا ہوا ۔ کہ اربابِ لشکر میں بلوا ہوا
عدو بن گئی جان کی مال کی ۔ مناسب ہی اسوقت کو ٹال کے
سمجھ لیجیے گا جو کچھ بن پڑے ۔ مگر آج مسند سی ہوں اوٹھ کھڑی
یہی مصلحت ہی یہی ہی صلاح ۔ اسی میں ہی میری تمہاری فلاح
محمد علیخان یہ سنکر جواب ۔ ہوئی آتشِ قہر سی شعلہ تاب
سبک دست سی تیغ کو کھینچکر ۔ کیا وار غصی میں نواب پر
وہ محراب در کاٹتی مثل برق ۔ ہوا چاہتی تھی رگِ جسم فرق
کہ اتنی میں نواب لی جھٹ سپر ۔ کیا دستِ چپ راست بالائی سر
سپر پر لیا وار تلوار کا ۔ کیا شکر ادا بختِ بیدار کا
فقط پھول تک کاٹ کر رہ گئی ۔ اجل دونوں کو جھانکا کہ گئی
نہ دیکھا تھا یہ وار تلوار کا ۔ سنا تھا نہ یہ روکنا وار کا
سپر میں غرض تیغ نواب کی ۔ دکھا کر غضب کی مرتی ہنس گئے
کیا زور لیکن نہ کچھ بن پڑی ۔ نکالی سی نکلی نہ تیغ اوسکھڑی
انہونے سپر کو درا دیکی جسم ۔ کیا زور ایسا کہ مانند دم

جو نکلا تھا پھوڑا بغل کی قریب — ہوئی جسکے صدمے سی جنت نصیب

مری کہنی سُننی سے جراح نے — سم آلود مرہم سے پھاہا دہری

مجھے دشمنی تھی پدر سی شدید — کیا عرش منزل کو مینی شہید

خدا خوب واقف ہی اس بات سی — کہ مین پاک ہون ان خیالات سی

اور ایسا ہی بالفرض مینی کیا — تو کوئی میرا آج کرلیگا کیا

یہان بعض لوگون کی لی لی کی نام — کیا حرف دشنام صرف کلام

وہ دونو بھی مکرّم سمجھکر خلاف — یہ سمجھا رہی ہین اونہین صاف صاف

کہ یہ بات زیبا نہین آپ کو — مناسب یہ کہنا نہین آپ کو

ہمین ڈر ہی دن رات بلوا نہو — کوئی فتنہ ہنگامہ برپا نہو

سزاوار جو خیر خواہی کے تھا — جو لائق عقیدت پناہی کی تھا

مناسب طرح پر بصد التجا — وہ اسوقت ہم کرچکی سب ادا

اب آگی خداوند مختار ہین — ہم اس امر مین محض بیکار ہین

مگر یاد رکھیئےگا ای محترم — کہ جو کہتے تھے عرش منزل سی ہم

وہ اپنی کمال عنایات سی — نہ منہ پھیرتے تھے کسی بات سی

یہی ہو رہی تھی بہم گفتگو — کہ پونہچی یہ نواب فرخندہ خو

نظرگاہ تک صحن دیوان عام — ہوا لشکری لوگونسی پر تمام

محمد علیخان کو جب جا پرسو — یہ ہنگامہ آیا نظر روبرو

بی عدم تھا وہ افسر تمام | روانہ ہوئی سوئی دیوانِ عام
جو نزدیک پہونچی وہ فتنہ گر | ملے ایک سردار فرخندہ فر
دلیر ارجخان اوسکی تھا نام میں | یہ آغاز میں تھا وہ انجام میں
قرابتوں میں نامی گرامی بہی تہی | محمد علیخان کی سمدہی ہی تہی
نظر ہی دیکھکر بہ ہیبت سی | کیا عرض میں یہ چھوٹی نواب سی
کہ تھا قدم رنجہ فرمائیے | کچھ افسر بہی ہمراہ لیجائیے
وہاں سکا جانا مناسب نہیں | حقیقت عمل مجانا مناسب نہیں
یہ سنکر دیا کچھ نہ مطلق جواب | نظر ہی آگئی نواب عالیجناب
اوسیطرح پھر حسن آداب سی | کیا التماس اوسی نواب سے
کہ شاید جو مدت کی عرض بات | نہیں اس گھڑی قابلِ التفات
رہی سکی نواب کو پھر نہ تاب | دیا سخت آشفتگی میں جواب
وہ سنتی ہی جھٹ کی وہیں رو گئی | جو سنتی ہی تہی بات وہ سہ گئی
یہ آگئی نظر ہی قہر میں جوش میں | یہ کہتی ہیں افسر نہ خود ہوش میں
قریب آکی دیکھا تو آیا نظر | محمد علیخانِ والا گہر
درِ وسط میں لوگوں سکے روبرو | یہ کرتی ہیں بیٹھی ہوئی گفتگو
کہ اکثر مدامدت و ناحق شناس | یہ کہتے ہیں نسبت مری بی ہراس
کہیں طالب مسند جاہ تھا | بدل عرش منزل کا بدخواہ تھا

اگر آپ کرتی نہین یہ قبول
ضرر ہوگا اک دن مقرر حصول

یہ رنجش غضب ایک دن لائیگی
عبث جان تم دونو کی جائیگی

ملیگا کوئی تو اس افتاد مین
ہین عرش منزل کی اولاد مین

اوسی شخص کو ہم بجای پدر
بٹھادینگی اس مسند جاہ پر

اگر وہ بھی بالفرض اسباب سے
رکا بعض بیجا خیالات سی

تو ہم قرعہ اس قوم مین ڈالکر
کسی شخص لایق کو بی دردسر

بنالین گی اپنا مدار المہام
اوسی کی کرینگی اطاعت مدام

نظر کرکے نواب نی طور یہ
کیا دل مین اندیشہ و غور یہ

کہ اب جان بھی جاتی ہی بی خطر
نہین آتی یہ بیجیا راہ پر

کیا لب نہ گویا دم اضطراب
دیا افسرون کو نہ مطلق جواب

خوشی ناخوشی کے نہ کلمی کہے
تردد کی عالم مین چپ ہو رہی

وہ نافہم بیداد گر پر دغا
خموشی کو سمجھی دلیل رضا

اوسی بارہ سو نو مین اہل کین
کہ ماہ محرم کی تھی تیرہوین

ہوئی دفعتہً مائل شور و شر
پی فتنہ ہر سمت باندھی کمر

اکٹھی جمع یکجا پیادہ سوار
کہ نوکر تھی مجموع چودہ ہزار

لیی اپنی ہمراہ طبل و علم
چلے سوی نواب گردون حشم

پہونچکر اوسی فتنہ و شور سی
لیا ساتھ انہین جبر سے زور سی

بہانہ کیا پہر سیر و شکار
مگر چونکہ سب لوگ تہی قوم کی
فراہم ہوئی سبکے افسر تمام
یہ اسباب کیون بار ہی جاتا
کہا بان اسیوقت جاتا ہون مین
ہجوم تمنا سی مجبور ہون
کہا افسرونے کہ اب کی تو ہم
کہا آپ کا کچہہ مین قیدی نہیں
کہا سبنے یہ کیا ہماری مجال
یہ الفاظ خدمت مین ای محترم
کہا کیا کرون پہر کہ ناچار ہون
ادہر تم خفا ہو ادہر پر غضب
کہا افسرونے یہ ساری فتور
ابہی آپ ہو جایں راضی اگر
جدا کرکی سر تن سی یک آن مین
کرین آپ کو جلد کی مسند نشین
کوئی قصہ جہگڑا نہ باقی رہی

ویا حکم اسباب ہو جلد بار
نہ دم بہر یہ اسرار دل چہپ سکی
کیا عرض ای سرور نیکنام
ارادہ وہی پہر ہی کیا آپ کا
قدم سوی کعبہ بڑہاتا ہون مین
سفر کرنی مین سخت معذور ہون
نہیں جانی دیں کی سوی حرم
خطا کوئی ایسی کبہی کی ہین
نصیب عدو کس طرف ہی خیال
فقط خیر خواہی سی کہتی ہین ہم
عجب کشمکش مین گرفتار ہون
محمد علیخان والا نسب
مٹا سکتی ہین دو گہڑی مین حضور
کرین قتل نواب کو بخطر
ابہی عرش بچہوا دین ایوان مین
عمائد سی دلوا دین نذرین وہین
نہ آپس کی یہ اتفاقی رہی

سر بزم کرنی لگی چھیڑ چھاڑ / یہ منظور ہوا افسرون سی بگاڑ

یہانتک کہ ہر رو بجای مدیح / کیا کرتی بھائی کی ہجو ملیح

اونہون نی جو دیکھا یہ بیہودہ ہنگ / چلے آئی دربار سی ہوکی تنگ

شب و روز مانند نقش نگین / ہوئی وہ سلیمان خانہ نشین

یونہین چند مدت گئی جب گذر / نہ آئی کسیطرح وہ راہ پر

نہی افسرون سے نہ دم بھر بنی / شب و روز بڑہتی گئی دشمنی

یہ جوشش محبت مین شام و سحر / کیا کرتی بھای کو خفیہ خبر

وہ دربار مین افسرون سی مدام / کہا کرتے اس طرح قصہ تمام

کہ جو کرتے ہو رات کو تم صلاح / وہ سنتا ہون بھائی سی وقت صباح

مزہ اسکا اکدن چکھاؤنگا مین / بُری طور سی پیش آؤنگا مین

یہ سن سنکی کل افسران سپاہ / چلے انسی بھی بدگمانی کی راہ

عوض دوستی کی عداوت بڑہی / محبت ہوئی کم خصومت بڑہی

غرض دو طرف کی دل آزردگی / ہوی باعث داغ افسردگی

زبس آئی نا اتفاقی سی تنگ / تہیہ کیا پھر وہی بیدرنگ

یہ چاہا کہ چھپ کر کسی طور سے / نکل چلئے اس قوم پُرجور سے

عرب مین رہین چل کے شام و سحر / طواف و زیارت کرین عمر بھر

یہانتک کہ پوشیدہ اک رات کو / چلے آپ حج و زیارات کو

یہ نیرنگ تقدیر کے دیکھکر رہی دنگ نواب فرخندہ فر
کسی بات میں لب۔ گویا کیے دکہایا جو قسمت نے دیکہا کیے
جلای وطن کا ارادہ کیا یہی حج مصمم تہیا کیا
سبی افسروں نے یہ سندم خبر حضوری میں حاضر ہوئی سربسر
کیا عرض کیوں ای فرید دل حشم یہ کہتی تہی خدام والا سے ہم
کہ اکی طبیعت ہی سفلہ سیرت کریگی ریاست کا کیا بندوبست
سر موہ ما مگر آپ سے مٹا یا مقرر یہ گہر آپ ہی
تردد تہا اول میں جسکا ہمیں وہی پیش آیا کہٹکا ہمیں
اگر آپ کہنا ہمارا کریں تو اب ہی کوئی شکل پیدا کریں
اوٹہا دیں ابھی انکو مسند سے ہم کریں آپ کو خسرو جم حشم
اگر دل کی لیں کبر و پندار سے کریں قتل شمشیر خونخوار سے
یہ سنکر ہوئی چہوٹی بہائی ملول یہ درخواست کی افسروں کی قبول
کیا منع بیجا خیالات سے اونہیں باز رکہا پہر اوس بات سے
اوسی طرح چندی رہی ایی گہر کیا باطل و فسخ عزم سفر
مرادر کو شایستہ تقریر سے خبر کی پہر اوس تازہ تدبیر کی
اونہوں نے نہ چہوڑا مگر وہ شعار خوامین سے کر دیا آشکار
ہوا پہر تو یہ اور اوس پر ستم کہ نواب بہی وہ فرید دل حشم

وہین چہوڑ کر سب نے رستہ لیا ہنوز اسکی تہی زندگی بچ گیا
ولیکن ہوا جسم زخمی تمام بنا خون سی پیرہن لالہ فام
برنگِ دلِ عاشقِ دردناک سراپا میانہ ہوا چاک چاک
اوسی ظلمتِ شب مین وہ بہاگ کر گیا پیش نوابِ فرخندہ فر
دکہا کر وہ آلودہ خون لباس کیا حالِ بیچارگی التماس
کہا چہوٹی صاحب کی ایما سی آہ ہوئی آج میری یہ حالت تباہ
کیا کشتہ لوگون نی تلوار سی مگر بچ گیا حسنِ کردار سی
اونہون نی جو دیکہا یہ حالِ خراب کیا چہوٹی بہائی کی جانب خطاب
کہا کیون یہ کیسا ہی آشوب و شر کہا مین نہین اس سے مطلق خبر
یہ کج خُلق ہی خلق آزار ہی خلائق تمام اس سی بیزار ہے
جفاؤن سی و شرارت کی آگی تنگ کسی نی کیا ہوگا اسکا یہ رنگ
یہ تقریر اوسدم غرض چل گئی بُری ساعت آئی ہوئی ٹل گئی
محمد علیخان نی وقتِ سحر اوسی سفلی کی رای سی بیخطر
علاقہ جو نواب کی پاس تہا اجاری مین بیخوف و وسواس تہا
اوسی کر لیا حسام تدبیر سے دیا کوئی حصہ نہ توفیر سی
ستم بلکہ یہ اور اوسپر کیا کہ مالِ تجارت بہی اک لاکہہ کا
کیا ضبط ہمراہ کہنڈسال کی نہ چہوڑا ذرا نام سی مال کی

مجہی ڈر رہی ناحق کا بلوا نہو | مباداکوئی فتنہ برپا نہو
محمد علیخان نی سنکر یہ بات | یہ مطلق کیا فتنہ مین التفا
کیا ملک ممتاز ترہ کر اوسی | دلی اور اعزا ر التما وسی
اوہر دیکہکر بعض لسر پڑ دہنگ | ہوئی سمت سعادت پرستی سے تنگ
کہا مار ڈالینگے سقی کو ہم | کیا مشورہ سب نے آخر بہم
مقرر کئی چار رستم نہاد | دلیر و شجاع و ولایت نژاد
پی قتل وہ اکثر اوقات میں | شب و روز رہنی لگی گہات میں
قضارا وہ دن برف باری کی تہی | عزیزون کی بی اعتباری کی تہی
یہانتک تہی سردی سی حالت تباہ | نکل سکتی منہ سی نہ بیکس سکے آہ
محیط ابر تہا زیر چرخ بلند | نگاہیں تہیں ظلمت سی آنکہوں میں بند
ہوس پاسبانو کی نالاں آب | نکلی کوچی میں پہر رہی تہی حباب
تہمتنتار میں ناگہاں وہ شریر | میانی مین نکلا لسانِ امید
فقط سوزنی دگلہ پر اوس گہڑی | رضائی تہی اک دولوں جانب تری
گران سر می حسامِ سرتارسی | ستو جانہ جاتا تہا دربار سی
اسی دیکہکر دولوں کی کڑی | کمین گاہ سی دفعتہ آپڑی
ہر اک سمت سی پہر لیا تیغ پر | ستمگر کو سوجہی نہ راہِ مفر
کئی سیکڑوں وار تلوار کے | لگی اوس سر دیک او سی مار کی

یہ سنکر وہ نواب عالیجناب ہوئی آتش قہر سے شعلہ تاب

مگر حلم سے کرکے ضبط نفس نکلوا دیا اوس بیباک کو بس

بیان اور سی یہ حکایت نہ کی کبھی بہائی سی بھی شکایت نہ کی

اوسی دن سے وہ فتنۂ روزگار ہوا درپی کاوش بیشمار

عداوت کا اظہار کرنی لگا **محمد علیخان کو بہرنی لگا**

لگاتا بجھاتا نئی آگ روز بڑہاتا دم تخلیہ لاگ روز

یہانتک کہ الفت مین دُر آ خلل گئی صاف وہ چشم وابرو بدل

قدم بدگمانی بڑہانی لگی دل آزردگی رنگ لانی لگی

لگے آخر اکدن برادر کے پاس شکایت کے کلمے کئے التماس

کیا عرض آخر مری حال پر یہ بی التفاتی ہی کیون اسقدر

اگر آپ ناخوش ہون بیزار ہون علاقی سے مین دست بردار ہون

کوئی عذر و تکرار مجکو نہین کسیطرح انکار مجکو نہین

مگر میری نسبت کسی طور سی نہ بیداد رکھیی روا اور سے

یہ سقہ جو ممتاز سرکار ہی بہت بد زبان تلخ گفتار ہی

اسی آپ سمجھا دین یہ دمبدم ذرا حد سی باہر نہ رکھی قدم

ہوا ای تکبر سے مثل حباب زیادہ نہ پہولی یہ جانا خراب

بری ڈہنگ بیہودہ اطوار ہین بہت لوگ ناخوش ہین بیزار ہین

نہ کچھ بیاک و بد دیکھتا بھالتا | جو دل چاہتا صاف بک ڈالتا
سر ہمدم ہوتا یہ اوس کا اثر | کہ نواب حشم جاہ بھی مشتر
عمائد کی جانب وہ کرتی خطاب | کہ وہ کہتا کی سو طرح کی پیچ تاب
سے چلے جاتے اوٹھ اوٹھ کے دربار سے | گلہ کرتے نواب عمخوار سی
وہ سمجھا کی اعیان درگاہ کو | حسد کرتے نواب حشم جاہ کو
کہ افسر اس ادار گعتار سے | دل آزردہ رہتی ہیں سرکار سی
لحاظِ مراتب ہی انکا ضرور | رہاں ایی کہی ہیں رکھیں حضور
تنبیہ تو کیسا وہ اسکے خلاف | عمائد سے کہنی لگی صاف صاف
کہ میں چھوٹی بھائی سی سنتا ہوں یوں | کہ تم میری جانب سی ہو سینہ سور
تمرد کا رکھتی ہو دل میں خیال | مرا جانب ہتے ہو روالِ کمال
وہ یہ سنکی النسی نگڑنے لگے | لگاوٹ کی بدلے اوکھڑنی لگی
غرض رفتہ رفتہ یہ نوبت ہوئی | کہ سقی سی اسکو عداوت ہوئی
مگر وہ فسردہ مایۂ بی خبر | نہ آیا کبھی آپ میں عمر بھر
ہمیشہ پر آشوب مستی رہا | شرابِ میں خود پرستی رہا
یہاں تک کہ بی حفظِ داب کلام | یہ نواب کو اوسی بھیجا پیام
کہ تھا کرد و وارہ کی توفیر سے | معافی ہے دیہاتِ جاگیر سی
مجھے یا تو وہ یک دیا کیجئے | عنایت کوئی دہ یا کیجئے

بتا دون تجھی نام کی اونکی راہ
ملا لفظِ **خان** بعدِ نصر اللہ

اونہین تیسری دن یہ ایزد شناس
پی نذر لائی برادر کی پاس

وہ رخصت ہوئی جبکہ دربار سی
کہا راہ مین اپنی غمخوار سی

کہ مینی تو دنیا کی اعزاز و جاہ
اوسی دن کئی ترک جس روز آہ

کیا **عرش منزل** نی وقتِ سحر
سوی عالمِ جاودانی سفر

فقیرانہ پہنی ہوئی ہون لباس
نہ امید رکھتا ہون دلمین نہ یاس

تجرد سی صحبت ہی آٹھون پہر
فقط مین ہون یا گوشۂ مختصر

مگر یاد رکھنا مری تم یہ بات
کہ مسند نشین ہین ستودہ صفات

ریاست کی برتاؤ انسی محال
یہ جاہ و حشم ہی قریبِ زوال

نہ ملنا بہت انسی رہنا نفور
کہ یہ رنگ لائین گی اکدن ضرور

امور انکی ہین قابلِ غور سب
نظر آتی ہین طور بی طور سب

چنانچہ وہی رنگ پیدا ہوا
مہینا نہ گذرا کہ بلوا ہوا

دگرگون ہوئی شکل اقبال کی
یہ تفصیل ہی مجمل احوال کی

کوئی سفلۂ دمسازِ نواب تہا
ہمیشہ سی ہمرازِ نواب تہا

ہوئی جبکہ نواب ذی اختیار
ٹرہا اور وہ فتنۂ روزگار

شب و روز خدمت مین رہنی لگا
طرب خیز صحبت مین رہنی لگا

شریکِ می و جام مینا ہوا
شریفون کو دشوار جینا ہوا

که سفاکیوں میں ہیں یہ لاجواب | نہیں تند خوئی میں انکا جواب
خودی خود پسندی طبیعت میں ہے | ستم پیشگی انکی خلقت میں ہے
خرد مند عاقل سمجھتے سب تھے | ریاست کی قابل سمجھتی تھی
خبر یہ بھی دن رات مشہور تھی | محافل میں ہر سمت مذکور تھی
کہ جب آصف الدولہ کی گھر کی جا | رعایا پسر خوانده کا ابھی بیاہ
گئی تھی وہاں یہ بھی حسب الطلب | رہی کچھ دنوں زیب بزم طرب
وہاں پیش نواب گردوں رکاب | امامیہ مذہب کیا اختیار
دل آزردہ تھی سب اسی بات سے | نہوتی تھی راضی کسی گھات سے
نہیں چاہتی تھی کہ یہ محترم | ریاست سے ہوں مفتخر محتشم
گئی مل کے سب چھوٹی بھائی کی پاس | کیا اوسی ہر ایک نے التماس
کہ یہ تند خو ہیں پریشاں خیال | ریاست کا انکی سنبھلنا محال
فراست کیاست سے معذور ہیں | زمانے میں کج فہم مشہور ہیں
کوئی فتنہ برپا کریگی ضرور | ریاست میں ڈالینگی بیشک فتور
غرض سب نے نواب سے دو بدو | رہی دو گھڑی تک یہی گفتگو
اونہیں آپ نے کرکے راضی وہیں | کیا بھائی صاحب کو مسند نشیں
وہیں آپ نے پہلی دکھلائی نذر | پھر ارکان دولت سے دلوائی نذر
مگر ایک نواب فرخندہ فر | کدورت سے بیٹھی رہی اپنے گھر

نہ تھی مین نالائق منصب کے | مجہے دیتے ہین سارے بارہ ہزار
میرا بند و بست اوسمین دائم رہی | یہی جمع ہر سال قائم رہی
منافع سی اپنی کرون گا گذر | نہ رنجش کبہی ہوگی باہم نہ شر
سوم یہ کہ دن رات مثل پدر | رہین آپ بہی مہربان خلق پر
اراکین دولت کی عزت کرین | عزیزون قریبون کی خدمت کرین
نفرمائین مسد و دباب کرم | کسی پر نہ رکہین گوارا ستم
ملین دوستون سے محبت کے ساتہہ | ملازم سے پیش آئین دولت کے ساتہہ
متانت سی ہر حکم جاری کرین | سخن ہمدم استواری کرین
رعیت کی ہر وقت رکہین خبر | رہی عدل مد نظر عمر بہر
محمد علی خان نی یہ عہد و پند | کیی جان و دل سی قبول و پسند
یہانتک کہ درخواست سی پیشتر | قسم کہائی کی مہر قرآن پر
یہ طی کرکے نواب عالیمقام | ہوی رونق افروز دیوان عام
سجا تہا وہ درجہ برنگ عروس | کیا آکی بالای مسند جلوس
دیا حکم ارباب اعزاز و جاہ | پی نذر حاضر ہون پیش نگاہ
[illegible]ال ہوا اسکو اس باب مین | پڑی فکر کے پیچ و گرداب مین
سبب یہہ کہ پہلے سی اعیان ملک | سمجہتے نہ تہی انکو شایان ملک
و عمدہ اراکین درگاہ سے تہے | بخوبی طبیعت سی آگاہ سے

انھوں نے فرما دیا یہ جواب
مبارک کری یہ خدا آپ کو
یہ سنکر کہا ای ستودہ سیر
کہ جس سے ہو الفت مین پیدا خلل
اسی وقت ہو جای وہ امر طلی
کہا میں اطاعت میں ہر صبح شام
کبھی آپ کی حکم احکام میں
اگر ایسی باتوں کا ہی دل کو یقیں
کہ خدمت کو ئی مقصد بد سرشت
عنایت یہ بتلا فرمایئی
اگر واقعی ہوگا میرا قصور
نہ فرمائیں گے آپ اگر در گذر
کروں گا وہ تجویز اپنی سزا
دوم یہ ریاست سے ہشت ہزار
وہ کمتر ہے جو تیس ہزار کی تھی
علاقہ جو ہٹا کر دوا رے کا ہے
محاصل ہی جا لی تہہ اوسکا سوا
کہ اسکی سزاوار تر ہیں جناب
سو اس سے دی مرتبا آپ کو
قبول اسکو کرتا ہوں اس تدبیر
پڑی جسکے باعث سے امرین خلل
نہایت مناسب بہت خوب ہی
کمر بستہ حاضر رہوں گا مدام
نہ میں دخل دونگا کسی کام میں
تو اوّل یہ ہی قابل التماس
کہی کچھہ مری بات میں خوب و زشت
مجھے اوس سی آگاہ فرمایئی
تو جاہو نگا میں عفو تقصیر حضور
تو واللہ میں خود اسی جسم پر
نہ ہوگی سوا جس سی کوئی سزا
جو ملتی ہیں سالانہ کی کاروبار
نہایت ہی قلت ہی اکثر کے ساتھہ
ہمارا کچھہ اپنی گذاری کا ہی
زر قسط سرکار کے ماسوا

کیا افسرون نی بصد کر و فر   بڑی بیٹی کو جب ... نشین

پس چندی مدت جو بلوا کیا   اونہین خستہ و کشتہ بیجا ک...

تمامی ستمگارون نی بعد ازین   کیا چہوٹی بہائی کو مسند نشـ...

کتابون مین یہ حال حیرت اثر   کئی طرح منقول ہے بیشـ...

مگر جو کہ نسخہ ہی سرکار مین   سراپا اسی خاص اخبار ...

رقم اوس سی کرتا ہون احوال کو   سناتا ہون تفصیل احوا...

کہ نواب جم جاہ کسری حشم   محمد علی خان فرخ ...

شجاعت مین بیمثل آفاق تہی   نبرد آزمائی کے مشتاق ...

تہور کے عالم مین مثل نظر   نہ تہی بند تنہا کبہی لا...

سن و سال مین یہ مسیحا نفس   بڑی اپنی بہائی سی تہی و...

محبت مروت کی غایت نہ تہی   عنایت کرم کی نہایت نہ ...

زیادہ عطوفت کا تہا یہ سبب   کہ طفلی مین نواب والا حسـ...

نہ رکہتی تہی سر پر میان جہان   سر دامن مادر مہربا...

قضا کر چکی تہین وہ عفت مآب   اونہین زندگی دی چکی تہی ...

محمد علیخان نی شام و سحر   انہین پالا تہا مثل نور بصر

پس مرگ نواب وقت صباح   ہوئی پہر مسند نشینی صـ...

بڑی بہائی نی خود بنفس نفیس   یہ چاہا کہ ہون چہوٹی بہائی ...

سا مقبرہ شان و شوکت کی ساتھ — منقش ہوا زیب و زینت کی ساتھ
مورخ کو سوجھی دم فکر خوب — لکھا پھر تاریخ لفظ غروب ۱۲
لکھا حسن قدر حال نواب کا — یہ ہی مختصر حال نواب کا
مفصل اگر سب لکھے اسکو قلم — ہو مختتم برسوں یہ تازہ رقم

ذکر خیر شہسوار فضای ہمت فارس مضمار نصرت تیغ زن معرکۂ دشمن شکنی صف شکن کارگزار عدو افگنی صاحب شوکت تامہ خداوند صولت عامہ زائر روضۂ شہنشاہ خافقین حاجی حرمین شریفین جناب مستطاب نواب غلام محمد خان صاحب بہادر خلف الصدق حضرت غفران مآب نواب محمد فیض اللہ خان صاحب بہادر طاب ثراہما

پلا اسی ندی جام ساقی مجھے — مبارک ہوا اتفاقی مجھے
خوشامد کا مجکو نہیں درد سر — عوض می کے پی لونگا خون جگر
پی بادہ کیوں دل کو حسرت رہی — مرا جوش مستی سلامت رہی
اوٹھاؤں ذرا کلک ندرت نگار — لکھوں حال نیرنگی روزگار
کہ نواب کی بعد شام و سحر — رہی یادگار جہاں دو پسر
گرامی ترین باعث اعتبار — محمد علیخان والا تبار
دوم وہ کہ جنکے لقب میں مدام — مصاف محمد ہی لفظ غلام

خصوص ایک مسجد ہی وہ دلپذیر — نہین جسکا ہندوستان مین نظیر
یہ ہی حسن نیت کا اونکی اثر — کہ ابتک ہی آباد شام و سحر
نماز اوسمین ہوتی ہی کثرتکی ساتھہ — ہجوم خلایق جماعت کے ساتھہ
کیا خیر مین گو کہ صرف اسقدر — ولیکن بہرا تہا خزانی مین زر
ہوئی کم کسیدن نہ توفیر گنج — ترقی دکہایا کی تقدیر گنج
رہی مسند عزت و جاہ پر — اسی طرح سی[۳۲] سال تک جلوہ گر
بڑہی عمر جب شصت[۶۲] و دو سال سے — دگرگون ہوا حال اس حال سے
تریسٹھہ[۶۳] کے اغاز مین ناگہان — ہوئی صدمی کی ایک صورت عیان
سو راست پہلو مین زیر بغل — ہوا کوئی پہوڑا پیام اجل
کیا کاملون نے مداوا مگر — کسی کا نہ چارا ہوا کارگر
غرض بارہ سو آٹہہ[۱۲۰۸] مین بالیقین — کہ ذی حجہ کی تہی وہ اٹہارہ[۱۸] وین
کیا پنجشنبہ کو ترک جہان — روانہ ہوی سوی باغ جنان
یہان کا یہین چہوڑ کر عز و جاہ — ہوی مسند آرای قرب اله
دلون سی گیا تا فلک دود آہ — ہوا مثل شب روز روشن سیاہ
الم سے پریشان عالم ہوا — ہر ایک صورت زلف برہم ہوا
ہجوم قلق سی خلایق کے دل — ہوئی نالہ و آہ سے متصل
یہین قرب دروازہ عیدگاہ — ہوئی دفن وہ آسمان پایگاہ

بہجوم خلائق مین رقت کی ساتھ
اوٹھائی سو قبلہ یکبار ہاتھ

قسم کہا کی مذہب کی اصلاح سے
کہا صدق نیت سی ایمان سی

کبھی غلطہٗ فعل رشوت و حرام
نہیں دل میں گذرا مری لاکلام

یہ فرما کے اوس امر دشوار مین
ہدایت کی رہا ڈا اسرار میں

اوسی وقت مدہوا کی ہر طرح ہار
ہوئی داخل قصر زیبا نگار

اسی طرح کی اور اکثر امور
ہوئی باعث اعتبار حضور

سوا اسکے ہمیشہ عامل ہی تھی
دعاؤں کی پڑھنی میں کامل ہی تھے

بزرگوں سی منقول ہی اک صلوات
پڑھی جو مصیبت میں پائی نجات

تنجی کا لفظ اوسکے اول میں ہی
نہایت اثر رکھتی حل حیل میں ہے

پڑہا کرتی تھے ہر بلا مین ضرور
بہت اچھی عامل تھی اوسکی حضور

سو علم منطق توجہ تھی کم
او سمجھتا تھا تعریف اشیا سی دم

سمجھتے تھی کافی وہ جسم بارگاہ
فقط قطبی و میر تک دستگاہ

مگر فقہ میں تہا نہایت کمال
مسائل کی تحقیق تھی بیمثال

تو عمل تہا آداب سادات میں
بڑہی تھی بہت حد سی اس بات میں

اگر ہوتی سید سے کوئی خطا
عوض اوسکی آتی انہیں خود حیا

اوسی سامنی تک ملاتی نہ تھی
سزا کیسے آنکھیں ملاتی نہ تھی

اوسی عہد دولت میں شام و سحر
میں مسجد میں جاتا بیشتر

ہوا دار بند ہوانیکا اہتمام
یہانتک کہ نوابِ والا مقام

ہوئی سنکی یہ شورِ دریا سوار
گئی تا لبِ آب مشکل گذار

جو اعیان و ارکانِ درگاہ تھی
وہ سب صورتِ سایہ ہمراہ تھی

خصوصًا شہنشاہِ عرفان پناہ
کمالِ مجسم جمالِ الٰہ

اسی طرح تھی ساتہ بحر العلوم
کہ جو ہند سی مشتہر تا بروم

خلائق کا تھا ہر طرف ازدحام
فراہم تھی نامی گرامی تمام

ہر اک کی طرف آپ نی دیکھکر
کیا تازہ ارشاد اس طور پر

کہ جسنی کیا ہو نہ فعلِ حرام
ہوا ہو نہ جس سی یہ بیہودہ کام

وہی پیشتر صرف ہمت کری
وہی سب سی بڑہ کر ہدایت کری

یہ سن سنکی اکثر ستودہ خصال
بڑہی جانبِ آب طوفان مثال

جو دیکھی خلائق مین زہاد یہ
کیا عرش منزل نی ارشاد یہ

مرا مطلب اس خاص گفتار سے
فقط یہ ہی زہاد و ابرار سے

کہ ہوتی ہوئی قوت و دستگاہ
ارادہ بہی اسکا کیا ہو نہ گاہ

یہ سنتی ہی سر شرم سی جہک گئی
جو آگی بڑہی تھی قدم رک گئی

کہڑی رہ گئی جملہ پیر و جوان
نہ نکلا کوئی اس صفت کا وہان

جب اس قید کی ساتہ دقت ہوئی
کسی کو نہ بڑہنی کی جرأت ہوئی

تب اوسوقت نوابِ والا گہر
ہوئی خود بخود جوش مین چشم تر

کمالاتِ نوابِ عالی ہمم
اگر لکھی کلکِ جواہر رقم

نہو حشر تک ختم یہ مختصر
ہمیشہ رہی مستدامی حسبر

حقیقت یہی ہی کہ وہ باکمال
ہر اک بات مین تہی عدیم المثال

حسین ایسی تہی پردہ ہای سحاب
مرکہتا تہا تابِ نظر آفتاب

سخاوت میں ابرِ کرم سی زیاد
شجاعت مین مریخ کی اوستاد

سعادت ہمیشہ رفاقت میں تہی
ترقی شریک اوکی دولت میں تہی

شب و روز مشغولِ حسن عمل
عبادت ریاضت مین ضرب المثل

ورع زہد و تقوی سی مذکور تہے
مقامات عالی میں مشہور تہے

عبادت مین مانندِ شمع حرم
کہڑی رہتی راتوں کو تا صبحدم

پی صدقِ دعوی اوٹہا کر قلم
کرون ایک عمدہ حکایت رقم

حکایت

سنا ہی اوسی عہد میں ناگہاں
ہوا جوش زن بحر کوسی یہاں

حرابی تہی جہت کے سیلاب مین
پڑی پیچ قسمت کی گرداب مین

دوبالا ہوا بحر کا اضطراب
رگِ نبضِ بسمل ہی موجِ آب

قیام اک جگہہ پر نکرتا کہیں
گہڑی بہر ساحل ٹہہرتا کہیں

یہانتک کہ وہ ڈر کی طوفان سے
ہٹا جانب شہرِ میدان سے

خلائق کو پیدا ہوا انتشار
کیا ڈر سے اکثر نے عزمِ فرار

یہانتک کہ تھی لاک سی تینتیس لک — ہوئی زر کی تحصیل زیر فلک

سخاوت کرم کی کوئی حد نہ تھی — عطای درم کی کوئی حد نہ تھی

دہش نی تیرا آسمان دنی — فقیرون کو بہی کر دیا تہا غنی

شب و روز نواب عالی ہمم — گہر ریز تہے مثل ابر کرم

نپاتا کسی مین کوئی حرص و آز — ہر اک شکل تصویر تہا بی نیاز

اور اوسپر بہی یہ حسن کردار تہا — کہ دولت کا ہر سمت انبار تہا

خزانہ کیا جمع اتنا کہ بس — کہی دیکہکر چشم اہل ہوس

بتاتا ہون اشرفیون کا مین شمار — کہ تہین سہ لاک و بیست و یک ہزار

ہر اک اشرفی خاص جیپور کی — چمک جسمین خورشید پر نور کی

وہ جنگ دوجوڑہ مین لائی تہی ساتہ — کہ آئین وہ **نواب آصف** کی ہاتہ

جو مشہور ہی چار سو دور دور — زمانی مین افغانو نکا **رامپور**

اونہین کو خوش آئی تہی یہ سرزمین — بسا کر اونہین نی کیا رشک چین

اونہین کی توجہ سی آباد ہے — اونہین کا ہی جو کچہ یہ ایجاد ہی

ارادہ یہ تہا دور ایام مین — مرا بہی ہو کچہ نام اس نام مین

مگر یہ سمجہکر کہ اک شہر خاص — ہمیشہ سی رکہتا ہی یہ اختصاص

زمانی مین ہر سمت مذکور ہی — بہت **فیض آباد** مشہور ہے

مسمی کیا وقت آباد اسی — فقط **مصطفی** آباد سے

اوہیں سکے تصرف میں شام سحر
محاصل سی اوسکی کریں کاروبار
ملازم جو رکہیں پیادہ سوار
یہاں آئی سہے جو اودہ کی سپاہ
عنایت کریں دونوں تو جو کا خرچ
ضرورت کو آخر خزانہ کہلا
زرِ لقمہ کچہ صرفِ ہمت کیا
حضورِ شجاعُ دلیرِ فرنگ
ہوا پانچویں کو رجب کی رقم
گیارہ سو اکاسی ہجری کی تہی
یہاں سی کیا ہمعنانِ ظفر
دل آسودہ و خرم و پر سرور
یہاں آکی نوابِ والا مقام
عدالت سی توام رہا بندوبست
ہوا شہرۂ عدل جوُد و بدُور
یہ ویرانہ دہ رشکِ جنت ہوا
رعایا کی کثرت دوبالا ہوئی

رہی شاہ آباد و حضرت نگر
کہ ہی چار دہ لک چہیتر ہزار
وہ تعداد میں ہوں فقط چہہ ہزار
شریک اوسکی ہی انگریزی سپاہ
یہ مطلب ہوا عہد نامی میں درج
نکلوا کی پچاس لک روپیا
جو اپنی کو دی کی رخصت کیا
کیا پیش کچہ بات صرفِ جنگ
لی رفعِ شر صلحنامہ بہم
کہ باہم کی سب جہگڑی طی ہو چکی
شجاع اودہ ہی اودہ کو سفر
پہری عرش منزل سو رامپور
ہوئی روز روشن مائلِ انتظام
زبردست تہی حافظ زیردست
ہزاروں چلی جانبِ رامپور
طرب خانہ اہلِ عشرت ہوا
ترقی محاصل میں پیدا ہوئی

غلط سمجھون گا اگلی دستور کو
ندون گا مین نذر ابن منصور کو

سوم یہ جب ہر مسند خاص پر
وہ بیٹھین گی بیٹھون گا مین بھی ادہر

اگر حقہ آئی گا اون کی حضور
تو ہوگا مری سامنی بھی ضرور

چہارم مری روبرو تا قیام
نہون وہ کسی اور سی ہمکلام

مری اونکی ملکی کوئی گفتگو
نہ آئی کبھی عمر بھر روبرو

امور ایسی انگریز فیصل کرین
جو تجویز ہو اہل کونسل کرین

چمرلین نے آکی جملہ پیام
کہا پیش نواب والا مقام

اونہون نی کہا یہ مجھی سب قبول
کرون گا سر مو نہ اس سی عدول

چمرلین صاحب ہوئی ذمہ دار
یہان آئی نواب والا تبار

ملی دونون دریای جود و کرم
ٹرہا حد سی جوش محبت بہم

تکلف سی باہم ملاقات کی
ادا خوب رسم مدارات کی

ہوئی میہمانی بڑی دہوم سے
زیادہ تصور سی مفہوم سے

شجاع اودہ بھی بصد کر و فر
ہوئی دوسری دن یہان جلوہ گر

بنا خیمہ عرش منزل تمام
مشرف خانۂ مہر گردون خرام

نظر کرکے سود و زیان غور سی
کیا عہد آپسمین اس طور سی

کہ نواب سرلشکر رامپور
رہین مالک کشور رامپور

سوا اسکے لین اوبھی دو محال
کرین رای سی اپنی تحصیل مال

ادہر کا مرا قصد ہم اصلا نہ تہا
کسی کی کمک کا ارادا نہ تہا

زبردستی احباب لائی مجھے
مروت نی یہ دن دکہائی مجھے

وگرنہ مجھے کیا سروکار تہا
میں جو وقصی جہگڑی سی بیزار تہا

پھر لیپی آکی وہ جملہ حال
کہا پیش نواب قدسی خصال

اونہوں نی کہا آپ پہر جایئی
ابہی ساتھ اپنی یہاں لایئی

مجھے اون سی اب کچہ خصومت نہیں
وہ رنجش نہیں ہی عداوت نہین

زیادہ حقوق اونکی ہیں اورسے
وہ محسن ہیں میری ہر اک طور سے

پھر لیپن آخر گئی پہر وہان
کیا یک قلم حرف مطلب بیان

دیا عرش منزل نی سنکر جواب
نہایت مناسب سراپا صواب

مگر کیا ہی بدعہدیوں کا علاج
کوئی اوسکا چارہ ہوا رشاد آج

ابہی کہا چکا ہوں میں اونکا فریب
مبادا کوئی پہر ہو دہوکا فریب

مری اب ملاقات دشوار ہی
مجہی اسمیں فی الجملہ انکار ہے

مری فوج کو یہ گوارا نہیں
کروں میں خلاف اونکی یارا نہیں

مراحل کے رہنا وہاں ہی خطر
محول ہی اس شرط و اقرار پر

کوئی نامی انگریز شرکت کری
حفاظت کی میری ضمانت کری

قسم کہا کی ایک عمدہ افسر یہاں
کفالت کری اپنی محسن میاں

دوم یہ کہ جسدم ملاقات ہو
برابر کی رسم مدارات ہو

جو باقی تھی فوج اوسکی ہمراہ کی ۔ اونسیوقت بیباق تنخواہ کی
ٹھہرنا ہوا اونکا دم بہر محال ۔ دیا اپنی لشکر سی باہر نکال
پہر لین لیکر وہ تازہ اسیر ۔ گئی پیش نوابِ مثلِ سفیر
سنایا بیان ابن منصور کا ۔ کہا حال قیدیِ مقہور کا
زہی ہمت و اوجِ شانِ کرم ۔ وہی تہی غضب مین بہی آنِ کرم
اوسی دیکہکر قید مین دلفگار ۔ ہوئی داغ نواب گردون وقار
رہا کرکے اوس قیدِ جانکاہ سی ۔ کیا مفتخر عزت و جاہ سے
دیا خلعتِ خسروانی اوسے ۔ کیا موردِ مہربانی اوسی
مخاطب ہوئی پہر وہ قدسی ضمیر ۔ کمالِ عنایت سی سوی سفیر
کہا جا کی نواب جم جاہ سی ۔ یہ کہنا زبانِ ہواخواہ سی
کہ اب آپ سی کچہہ خصومت نہین ۔ مری دل مین باقی کدورت نہین
ہوئی ہونی والی جو قسمت مین تہی ۔ اسی طرح اوسکی مشیت مین تہی
نہ میرا نہ کچہ آپ کا فائدہ ۔ اسی قتل کرنی سی کیا فائدہ
خوشی سی معاف اسکی تقصیر کی ۔ نہ حاجت سزا کی نہ تعزیر کی
مری ہین جو اگلی حقوق آپ پر ۔ عوض مین کرین آپ بہی درگذر
ابہی عفو اسکی خطا کیجئے ۔ وہی پہلی خدمت عطا کیجئے
ارادہ ہی میرا بلا اشتباہ ۔ اسی رلہ سی لون ولایت کی راہ

یہیں تک حافظ مری وہ پہ پر یڑی بار پارلیمنٹ کی کیوں مستر
اودہ سے یہ تقدیم جب ہو چکی احل بہتوں کی جان کو پڑی
کیا ہمی یہی ہمسے جو ہن یڑا شکایت ہی یکار یحا گلا
اسی آپ تحقیق کر لیجئے کہیں اور تصدیق کر لیجئے
کہ پہلی شرارت کہ ہر سی ہوئے یہ بیجا ہدایت کہ ہرسی ہوئے
یہ سنکر چمرلین رخصت ہوئے اوا اسار رسم شرارت ہوئے
یہو نچکر یہاں خستہ دل دور سے حقیقت کہی ان مشہور سے
اونہوں نے جو تفتیش احوال کی شرارت کہلی اوس بداعمال کی
قریب اور فوجیں جو مامور تہیں کمیں گاہ دشمن میں مستور تہیں
اونہوں نی کہی واقعی رویداد کیا میمنت نی یہ تازہ فساد
اسی کی طرف سی ہوئی ابتدا اسی نی نیافت ہریا کیا
شجاع اودہ سکی یہ حال سب ہوئی سخت برہم نہایت غضب
کیا قید اوس سگ دارین کو بلایا اوسیام چمرلین کو
کہا پہر قدم رنجہ فرمائیے اسی وقت اسی آپ لیجائیے
یہ کہئے گا نواب جم جاہ سی عوض لیجیے اپنی بدخواہ سی
یہ سید اتمہارا گنہگار ہی مگر سزا کا سزاوار ہی
گرفتار یا قتل اسی کیجئے مناسب ہو جو کچھ سزا دیجیے

پی صلح آیا تھا جو پیشتر ۔۔۔ شجاع اودہ کی طرف سی ادہر
روانہ کیا عرش منزل کی پاس ۔۔۔ وہ آکر خواہین ہین بے ہراس
سفیرانہ آئین و آداب سی ۔۔۔ ملا آسمان جاہ نواب سی
نظر کر کی آغاز و انجام کو ۔۔۔ کیا عرض خدمت مین پیغام کو
دیا عرش منزل نی اوسکو جواب ۔۔۔ نہین یہ سفارت قرین صواب
کیا عہد پر جو تمہاری عمل ۔۔۔ پڑا راست بازی مین اپنی خلل
اب انگریز جب تک سن لینگی حال ۔۔۔ ہماری تمہاری صفائی محال
یہ سنکر روانہ ہوا وہ سفیر ۔۔۔ گیا پیش نواب روشن ضمیر
سنا تھا جو نواب محصور سی ۔۔۔ کیا التماس ابن منصور سی
چمرلین ہنکر او سیدم سفیر ۔۔۔ گئی خود شجاع کوہ گردون نظیر
لحاظ مراتب سی آداب سے ۔۔۔ ملاقات کی جا کی نواب سے
پس گفتگو ی محبت اثر ۔۔۔ کہا ای خداوند فرخندہ فر
سبب کیا ہوا آپ جو رو جنگ ۔۔۔ ہوئی صلح کی عہد و پیمان سے تنگ
خفا ہو کی آئین و دستور سے ۔۔۔ لڑی لشکر ابن منصور سے
کٹی اسقدر فوج میدان مین ۔۔۔ اوٹہی خون کی موج میدان مین
کہا عرش منزل نی سچ ہی چال ۔۔۔ ولیکن مرا بہی یہی ہی سوال
کہ بعد ایسی پیمان و اقرار کے ۔۔۔ ہوئی مرتکب کیون وہ پیکار کے

نہ بن آئی کچھ اس منصور سے
شب و روز گھیری رہی دور سے

جب اسیر گئی چند مدت گذر
نہ تدبیر کوئی ہوئی کارگر

بلاکر تحصلعِ اودہ لین سے
ملی ٹرہ کی اک دن چمرلین سے

کہا آپ اس مورچے کو اگر
اوڑا دیجئے سیل بم مار کر

تو صد لک ابھی سکۂ سیم خام
کروں نذر سرکارِ والا مقام

کہا اوسی رہبار ممکن نہیں
کسی طرح یہ کار ممکن نہیں

اگر کوئی بارہ برس میں اسی
کری فتح بم سے یہیں تو بیتی

تو ہم قائل اوسکی لڑائی کی ہوں
تمان جوان سرد آزمائی کی ہوں

یہ سنکر ہوئی اس منصور اوداس
نگاہوں میں پہری لگی شکل یاس

کہا پھر مداوائے تسخیر کیا
یہ کیونکر مقید ہوں تدبیر کیا

چمرلین سے سنکے یہ گفتگو
کیا عرض نواب سے دوبدو

کہ پہلے وہاں بھیجئے ایک سفیر
کری جا کی دریافت مافی الضمیر

بتادی کی کچھ قول و اقرار کا
سبب پوچھی اس جنگِ بیکار کا

کہی باوجود اتنی پیمان کے
لڑی آپ کی فوج کیوں جان کے

جواب اوس طرف سے جب آجائی گا
جو فرمائیے گا کیا جائی گا

اوسیوقت نوابِ فیروزمند
اسی مشورے پر ہوئی کاربند

بلایا سعیدِ خرد کار کو
اوسی مرد پاکیزہ گفتار کو

یہ دیکھا کہ خالی ہی میدان جنگ — نہ پلٹن ہی باقی نہ سامانِ جنگ

فقط اک طرف چند مردانِ کار — دلیرانہ ہین ہمدمِ کارزار

غبار اوٹھکی چھایا ہی بدلی کیطرح — چمکتی ہی تلوار بجلی کیطرح

دیا حکم ابھی جا کی لاؤ خبر — یہ کیسے قیامت ہی برپا ادہر

ادہر فوج پروا نہ کرتی ہوی — شجاعون سے تلوار کرتی ہوی

کیا گرم مہمیز سے راہوار — بڑہی عرش منزل سو کوہسار

کہ اتنی مین آیا وہ خواجہ سرا — پریشان و مجروح پرخون قبا

کیا شکوہ نوابِ جم جاہ کا — کہا ماجرا قتلِ ناگاہ کا

کہ مین حسبِ ارشاد ہر رنگ سے — رہا ہاتہ کھینچی ہوی جنگ سی

خوانین کی تیغ چلتی رہی — ادہر جان تن سی نکلتے رہی

یہان تک کہ پلٹن مری کٹ گئی — کمینگاہ مقتولون سی ہٹ گئی

شجاع اودہ سنکی یہ ماجرا — ہوئی سخت برہم نہایت خفا

کہا دل مین افغان سب ایک ہین — بظاہر مخالف بد و نیک ہین

دیا حکم لشکر کو یہ جا کرے — ملین جس جگہہ وار اپنا کرے

کری گھیر کر قتل اک ایک کو — سلامت نچھوڑی بد و نیک کو

یہ لیکے غمِ مرگِ انبوہ مین — وہ جا کر چھپی دامنِ کوہ مین

سمجھ کر اوسی قلعۂ کوہسار — کیی توپون سی مورچے استوار

یہ معلوم ہوتا ہی انداز سے
ہویدا ہی یہ ناہنی ساز سے

کہ ہم لوگون سی دل مین بدظن ہین آپ
پٹھانون کی دیرینہ دشمن ہین آپ

اودہر حافظ الملک کو وقت جنگ
دغا دیکی حیب ہو رہی بید رنگ

وہ کام آئی اون کی سراسر سپاہ
ہوئی بہاگ کر کشتہ خستہ تباہ

اودہر ہم سی یہ کی کہ بیش نظر
تڑپتی ہین صد ہا پڑی خاک پر

ہنوز انکو نوّاب عالیجناب
بزرگانہ کچہ دی رہی تہی جواب

کہ پہر ایک نالہ اور اکر پڑی
اجل جسکی ڈر سی ہوئی اوٹہ کہڑی

یہ تاب آئی پہر اوس ملک جاہ کو
اوٹہی جوش مین قتل بدخواہ کو

کہا لشکر عارم جنگ سے
سمجہ لو اب اس فوج کی ننگ سی

تہور کے عالم مین جو دیتی تہی
بڑہی سب سے آگی لشکل ظفر

یہ فرماتی ہین ایک عالی تبار
کہ مین بہی تہا گہوڑی پر اوس دن سوار

یہ دیکہا کہ نواب گردون جناب
لی ہاتہ مین تیغ الماس تاب

اوسی فوج پر جا پڑی مثل برق
غضب کی چلی تیغ مشتاق فرق

ہوئی سیکڑون غرق بحر ہلاک
ہزارون گری خستہ بالای خاک

گہڑی بہر مین نواب کی کاٹ کر
وہ پلٹن وہین ڈال دی خاک پر

تہی فرزند منصور اوس دن سوار
سر فوج فیل گردون وقار

یکایک جو دیکہا اوٹہا کر نظر
ہوا اور ساماں اودہر جلوہ گر

بجی فتح کی شادیانی اودہر — اودہر ہوگئی فوج زیر و زبر
خوانینِ لشکر ہوا ہو گئی — پریشان سب جابجا ہو گئی
ہزیمت کی ہاتہون سے سامانِ جنگ — پڑا رہ گیا روزِ میدانِ جنگ
یہان تو یہ عالم ہوا طور یہ — اب آگی سنو تم مزا اور یہ
کہ تہا میمنت ایک خواجہ سرا — شریر و ستم پیشہ و کج ادا
نجیبون کی پلٹن کا سردار تہا — کمیدان وہ زشت کردار تہا
کیا اوسکی پلٹن نی آکر بیان — کہ یہ بہی ہی اک گردشِ آسمان
کہ دو لشکر اس معرکی مین لڑے — ہوئی تیغ افشان ملائم کڑی
ولیکن نہ رنجک ہماری اوڑی — نہ ایسی ہین بہی چاندماری اوڑی
نہ فیر ایکبارن بہی دونالی ہوئی — ہماری نہ بندوق خالی ہوئی
یہ سنکر کہا میمنت نی کہ خیر — یہی ہی تو تم بہی کرو چند فیر
اونہون نی وہین بیم پیش و پس — نکالی دل خون شدہ کی ہوس
مقابل جو نواب کی تہی سپاہ — اوسی سے وہ خفتی ہوا بزم خواہ
پڑی باڑہ پلٹن کی جو بیخبر — تڑپنی لگی سیکڑون خاک پر
دلون مین ہوا سبکی پیدا ہراس — گئی مضطرب عرش منزل کی پاس
کیا عرض کیا اسمین اسرار ہین — یہ کیسی بہم قول و اقرار ہین
ہمین نا روا منع پیکار سے — اودہر سی یہ گولی کی بوچہار ہی

یہ پیغام لیکر گیا جب سفیر — کہا پیتے بس نواب آفاق گیر
اسی عہد پر دونوں فوج تبار — رہی روز و شب مستقل استوار
مقابل کی فوجون سی فرما دیا — اس اقرار ناہم کو سمجھا دیا
صف آرا ہوئی دونون لشکر بہم — دلونسی کیا استقامت نی رم
پس و پیش و قلب و یمین و یسار — کیی فوجون نی مورچی استوار
شریکِ شجاع اودہ وقتِ جنگ — صف آرا تہی یک سمت فوجِ فرنگ
ہوئی تیسری دن لڑائی شروع — دلیروں نے کر دی چڑھائی شروع
پڑیں تو پون پر ہر طرف بتیان — ہوا میں دہوان بنگیا آسمان
نہ باقی رہی جبکہ امیدِ خیر — کہا فوج سی شہ کی جنرل نی پھیر
پڑی فوج کی باڑھ جب فوج پر — اوڑی سیکڑوں مردنی مال و پر
شجاعِ اودہ کی دلاور بڑہی — پی جنگ شمشیر لیکر بڑہی
ہوئی ہونگی توپون کی دو چار فیر — کہ آئی مظفر دفعۃً اور سیر
کوئی گولہ انگریز کی توپ کا — شہادت کا پیغام لیکر چلا
پڑا سینہ حافظ الملک پر — کہ صدمی سی جسکے گری خاک پر
ہوئی رہنما سوی جنت اجل — او سیدم گئی روح تن سی نکل
گھڑی دو گھڑی چند افسر کے — رہی ہمرہِ فوجِ پیدل کھڑی
جو پہر کی سوا آتشِ کارزار — کہ حیران ہوئی سب مرگیا سردار

طبیعت مین ناحق شناسی نہین — مجھی عادتِ ناسپاسی نہین
عنایت کرم سی زر و مال سی — مری آپ محسن ہین ہر حال سے
شرافت نجابت سی گذرا نہین — مین ابتک وہ احسان بھولا نہین
بدی کا مری دلمین آنا محال — مقابل ہون مین آپ سی کیا مجال
مجھے دشمنون سی بگڑنا نہین — کسی طرح منظور لڑنا نہین
یہی عرش منزل نے بہیجا جواب — کہ مین بھی نہین کینہ جو ہی جناب
مگر کیا کرون سخت مجبور ہون — خوشامد سی حافظا کی معذور ہون
بلا ہو گئی وضعداری مجھی — یہان لائی بی اختیاری مجھی
بہت مینی چاہا کنارا کرون — رفاقت نہ انکی گوارا کرون
ولیکن نہ ممکن رہائی ہوئی — نہ حافظا کی میری جدائی ہوئی
وزیر الممالک نی سنکر پیام — ادہر سی دم یہ بہیجا لکہ کر پیام
کہ اچھا مع فوج و طبل و نشان — چلی آیئی آپ اوٹھکر یہان
یہان رہئی دن رات آرام سی — نہ کچہ کام رکھئی کسی کام سے
بہم صلح ہو یا کہ پیکار ہو — مزاجِ مبارک نہ بیزار ہو
کہا وضعداری کی یہ ہی خلاف — کہ مین چھوڑ دون ساتہ روزِ مصاف
مگر ہان یہ ممکن ہی ہنگامِ جنگ — چلی اس طرف سی نہ تیر و تفنگ
بشرطیکہ اسکا ادہر بھی خیال — رہی روزِ میدانِ جنگ و جدال

اسی طرح ہر ایک نے سید رنگ
دیا حافظ الملک کو صرف جنگ

اونہوں نے کیا لشکر آراستہ
دلوں سے ہوئی مہر برخاستہ

وہ کل جانشینانِ سردار کو
چلے لیکے ہمراہ پیکار کو

دلِ اہلِ حاسدانِ درگاہ میں
عداوت ہوئی جوش زن راہ میں

کہا عرش منزل سے آکر یہاں
اگر آپ دیں حکم تو ہم یہاں

ابھی حافظ الملک کو کرکے قید
ٹہلا دیں فریب و دغا کر کے قید

شجاع اودہ کے حوالی کریں
لڑائی نہ گوری نہ کالی کریں

دیا عرش منزل نے اونکو جواب
مناسب نہیں ناصواب اسکا جواب

دغا ماہ دولت کا شیوا نہین
یہ سفلوں کا ہی کام اپنا نہیں

کیا لاکھ اصرار احباب سے
نہ مانا کسی طرح نواب سے

کیا کوچ بلہٹ سے لشکر کے ساتھ
روانہ ہوئی شوکت و فر کی ساتھ

پہونچکر لڑائی کی ارمان میں
پڑی لال کہیری کی میدان میں

مقابل ہوئی دونوں لشکر وہاں
نظر آئی سامان محشر وہاں

شجاع اودہ نے سنی یہ خبر
کہ ہین عرش منزل بہی شامل ادہر

روانہ کیا ایک اپنا سفیر
اوسی وقت خدمت میں پہونچا سفیر

بجالا کے تسلیم آداب سے
کیا عرض پیغام نواب سے

کہ مجکو خصومت نہین آپ سے
خلاف و عداوت نہیں آپ سے

مری آپ آقا کی فرزند ہین
خداوند نعمت کی دلبند ہین

اگر لیکے میرا علاقا مجھے
ندین آپ تو کیا ہو دعوا مجھے

لڑائی کی صورت مین بدنام ہون
کرون وضعداری تو ناکام ہون

ہمیشہ خیال اسکا آتا رہے
مرا ملک قبضے سی جاتا رہے

کہا بدگمان ہی جو ایسا مزاج
تو پہر ہمسے شوری کی کیا احتیاج

ہمین مشوری سی کناری کرو
جو کچہ دلمین آئی تمہاری کرو

جو اوٹہی ابا کرکے اس باب سے
کیا عرض حافظ نی نواب سی

کہ واللہ جب تک ہی یہ معرکا
نہ چہوڑونگا دامن کبہی آپ کا

کہا مین کہین اور جاتا نہین
بہانی سی آنکہین چراتا نہین

بلاکر خوانین لشکر وہین
رہی ہمدم شوکت و فرہین

ادہر حافظ الملک نی بیجھکر
سمجہکر نصارا کو امداد پر

سوِ ابن منصور بہیجا جواب
لکہا ناپسندیدہ و ناصواب

اونہون نی پڑہا جب وہ مضمون ہیچ
اوسیدم دیا فوج کو حکم کوچ

دلیرانِ لشکر بڑہی بیدرنگ
مسلح چلی سوی میدان جنگ

ادہر حافظ الملک بہی چارسو
ہوی نامدارون سی امداد جو

وساطت سی نواب حسیم جاہ کے
مدد انکی ہر اک نی دلخواہ کی

دی فتح خان کی پسر انہین
زرِ نقد دو لاکہہ اسحال مین

کہا آپ پر قرض ہی یا نہیں
اگر ہی تو کیا تقاضا نہیں

زر قرض بہت ادا کیجئے
جو وعدہ کیا ہی وفا کیجئے

کہا کوئی میرا معاون نہیں
کروں میں سبیل اسکی ممکن نہیں

کہا پہر کشیہ کے سب نامور
کریں متفق ہوکی تدبیر ار

مری حصی میں جس قدر آی گا
اوسیوقت حاضر کیا جای گا

جو مانند ہو تم بیر کرو تم ادا
سوا اسکی ممکن نہیں فیصلا

کہا ای سزاوار تاج و نگیں
کسی طرح کچہ مجسی ممکن نہیں

کہا میں تمہاری ہی حصی کا رر
کرونگا ادائی طلب وقت پر

کہا یہ تو تدبیر اچہی نہین
یہ دلت یہ تحقیق اچہی نہیں

نہیں جوب اظہار افلاس کا
مناسب نہیں تذکرہ یاس کا

سوا اسکی کچہ اور ارشاد ہو
کوئی بہی حلش طور ارشاد ہو

دیا حافظ الملک سب کو یوں جواب
بتادی تامل سی راہِ صواب

اونہیں سمجہاں پور دیدیجئی
پس چند مدت مجہی لیجیے

کہا ای تو میں دوں مگر تم دبا ل
زبردست کو دی کی لیا محال

کہا ہی اگر کچہ عسیر دستبرد
مجہی تم کرو وہ علاقہ سپرد

ادا کرکے میں قرض اوسکا تمام
علاقہ تمہیں پہیر دونگا تمام

یہ سنکر منسی خاں والا تبار
کہا ای فریدوں حشم جم وقار

یہ کہہ سنکی نواب رخصت ہوی | روانہ سو قصرِ دولت ہوی
اودہ مین پہونچکر بپس اضطراب | روانہ کیا اک خریطہ شتاب
یہ حافظ کو لکہا کہ آپ اسقدر | زرِ قرض ادا کیجیے جلد تر
ادای زرِ نقد اگر ہو محال | مجہے دیجیی آپ کوئی محال
وصول اوس سی کر کے مین قرضہ تمام | اوٹہا لونگا قبضہ فقط والسلام
اوسی پڑہ کی حافظ نی پروانہ کی | نظر اصلِ مطلب پر اصلا نہ کی
یہ سمجہے کہ لکہا مرا بالیقین | ابہی تک گورنر کو پونہچا نہین
خریطی کی نوبت ابہی دوبدو | نہین پیش آئی کوئی گفتگو
اوسی حال مین ہوکی پُر اضطراب | روانہ کیا پہر خریطہ شتاب
اعادہ کیا حالِ مذکور کا | ارادہ لکہا ابنِ منصور کا
دمِ ختم نامہ سپردِ قلم | کیا یہ بہی مضمونِ حسرت رقم
تعجب ہے یہ عدل سرکار سی | کہ ہم حُسنِ اخلاص سی پیار سے
کرین آپ کی خیرخواہی مدام | ستائین مخالف ہمین صبح و شام
بلاکر ادہر شاہ آباد سے | کہا حال نواب باداد سے
دکہایا وہ خط ابنِ منصور کا | سنایا الم شہجہان پور کا
کہا کوئی تدبیر بتلایی | مناسب کچہ ارشاد فرمایی
زبس بد و فطرت سی تہی حق پسند | نکمکی رعایت کو مطلق پسند

کہ اچھا یہ مضموں سارا غلط — سراپا تو ہم ہمارا غلط
تقاضای دل یاد فرمایئے — جواب اسکا ارشاد فرمایئے
نگہداشت لشکر ہی کسکے لیے — قواعد برابر ہی کسکے لیے
عدو کون ہی کسی کی سرکشی — یہ مشکور کس پر ہے سرکشی
گورنر بہادر سی کہکے خطاب — دیا ابن منصور نے یہ جواب
کہ دشمن تو پوشیدہ میرا ہین — کوئی جس نہین ہی فرشتا ہین
زمانہ ہی واقف کہ جب ہوگی لیست — مرہٹوسی حافظ کی کہائی شکست
وہ صلح دلوا کی چالیس لاکھہ — ٹڑائی کٹیہر کی ملکوں مین ساکہہ
وہ میرا رقم میں دیتی نہیں — کبھی نام وہی کا لیتی نہیں
تب ور و نہ دلی مین احسان کے — شرارت کیا کرتی ہیں جان کے
درانداز ہی وقتہ وجور سے — نہین باز آتی کسی طور سی
اس احوال کو پاکی موقع محل — میں کہتا ضرور آپ سی آجکل
یہ اچھا ہوا ذکر جو آگیا — حضور آپ کی فیصلہ پاگیا
محبت رہی یا پڑی کچہ فتور — رقم میں حافظ سی لوگا ضرور
گورنر نی سنکر کیا کچہ سکوت — کہا یہ کہ دعوی تمہارا ثبوت
یہی نادہندی ہی اونکی اگر — تو شرکت سی ہرگز نہیں درگذر
موافق شرائط کی ہم وقت جنگ — کرینگی کمک آپ کی بیدرنگ

تردد سے آیا نہ آنکھوں میں خواب ۔ رہی رات بھر ہمہ دم اضطراب
گورنر بہادر نے وقتِ سحر ۔ سجا اک مکان اپنے انداز پر
ہوئے جمع حکام شہر و دیار ۔ بچھائیں گئیں کرسیاں زرنگار
گئے ابنِ منصور شوکت کے ساتھ ۔ گورنر ملے اونکہ عزت کے ساتھ
ادا کر کے رسمیں ملاقات کی ۔ ہوئی بحث ملکی مہمات کی
لحاظِ مراتب سے آداب سے ۔ گورنر نے پوچھا یہ نواب سے
دمِ جنگ سرکارِ فرخندہ فر ۔ ہوئی آپ سے صلح کس عہد پر
جو لکھا گیا عہد نامہ بہم ۔ ہوئے اوسمیں کیا کیا شرائط رقم
بیان آپ نے کیں وہ شرطیں تمام ۔ گورنر نے سنکر بصد اہتمام
خریطہ دیا ابنِ منصور کو ۔ کہا دیکھیے اپنے مسطور کو
نہیں ہے اگر صلحنامہ غلط ۔ تو پھر کیا بلا ہے یہ مضمونِ خط
کہا واقعی راست تقریر ہے ۔ یہ بھیجی ہوئی میری تحریر ہے
مگر اوس زمانے میں سرکار سے ۔ نہ تھی صلح اس شرط و اقرار سے
لڑائی تھی یکسر کی میدان میں ۔ میں تھا ساتھ لشکر کے میدان میں
جو لوگوں نے دیکھا مکرر اوسے ۔ ہوئے منفعل دل میں پڑھکر اوسے
نہ تھی اوس میں تاریخ تحریر کی ۔ غلط تھی بنا جملہ تقریر کی
کوئی بات آخر نہ جب بن پڑی ۔ گورنر یہ کہنے لگے اوس گھڑی

غضب کا ہوا دلمیں پیدا ہراس
رہی ہوش مرجا، قائم حواس

مگر کرنی تھی کچھ تدبیر سی
ہوئی رہنمائی یہ تقدیر سی

گئی وقتِ شب میر منشی کی پاس
پریشان و آشفتہ و بدحواس

کہا کوئی تدبیر بتلائیی
مری کام بھی آج کچھ آئیی

کہا اوسنی گو بندہ برباد ہو
بجالائی جو حکم ارشاد ہو

کہا اس سی نواب نی حال سب
سنایا تردد کا ایسی سبب

اوسیدم خریطی منگا کر تمام
پڑہی پیشِ نواب والا مقام

اوسی دیکھکر ہنس پڑا وہ دلیر
کہا واہ وا کیوں ہو میری تیر

جو پوچھا شجاع نکو کیش نی
کہا منشی دور اندیش نے

دبیر آپ کا تہا بہت ہوشیار
نظر کرسکے آغاز و انجامِ کار

دوم ستم تحریرِ مطلب کہین
مہینے کی تاریخ لکہی نہیں

گورنر اگر آپ سی دو بدو
خریطی کی قسمت کرین گفتگو

تو کہدیجی گا یہی بر ملا
بلاشک ہی میرا یہ بھیجا ہوا

مگر اون دنوں ایسی صورت تہی
ہم راہ و رسم محبت نہ تہی

خصومت سے ہردم سروکار تہا
عداوت کا ہر وقت اظہار تہا

مری آپ کی جنگ بکسر میں تہی
ہم دشمنی دونون لشکر میں تہی

پہنچکر ہوئی ابن منصور شاد
وہان سی پہری خرم و بامراد

شجاع اودہ کی ہی دل مین فتور ۔۔۔ کوئی فتنہ برپا کرینگی ضرور

یہ سن سنکی نواب گردون حشم ۔۔۔ ہوئی دل مین آزردہ و پر الم

کہا **حافظ الملک** سی چند بار ۔۔۔ ریاست کا مٹ جائیگا اعتبار

کرو دور دل سی در اندازیان ۔۔۔ نہین خوب یہ فتنہ پردازیان

مگر وہ نہ باز آئی اسباب سی ۔۔۔ رہی شاد اپنی خیالات سی

یہان تک کہ نواب فرخندہ فر ۔۔۔ چلے آئی آزردہ ہو کر ادہر

نہون نی پس شادی بیقیاس ۔۔۔ خریطہ وہ بھیجا گورنر کی پاس

اوسی دیکھتی ہی وہ فرخ سیر ۔۔۔ ہوئی آتش قہر سی پر شرر

اوسی وقت لکھا کہ جلد آئیے ۔۔۔ ضروری ہی کچھ کام سن جائیے

لسی وجہ سی اون دنون ناظر ۔۔۔ گورنر بنارس مین تہی جلوہ گر

ع چند خاصان عالی وقار ۔۔۔ چلے ابن **منصور** فرخ تبار

یا آب دریا سی جب دم عبور ۔۔۔ ہوئی خیمہ سے داخل کانپور

ردمین بیٹھی سے تہے ابن وزیر ۔۔۔ کہ اک عرش منزل کا پہنچا سفیر

ضوری مین حاضر ہوا راہ سی ۔۔۔ خریطہ دیا عزت و جاہ سے

ین اوسی رکھہ لیا بی ٹہری ۔۔۔ سفر کے تردد مین آگی بڑہی

وپہنچکر بنارس مین آیا خیال ۔۔۔ کہ دیکھین تو کیا ہی خریطی مین حال

ا جب گہڑی رنگ فق ہوگیا ۔۔۔ جگر غنچۂ غم سی شق ہوگیا

یہانتک کہ حافظ کی لختِ جگر
حضوری مین حاضر ہوئی بیخطر

عنایت مع لفظِ خان نام تہا
جوان بخت فرخندہ فرجام تہا

شجاع اودہ کی وہ نوکر ہوئی
کسی فوج کی خاص افسر ہوئی

نصارا سی جس دم کیا قصدِ جنگ
قریب آگیا وقتِ تیر و تفنگ

سیاست یہ سمجھے کہ اس بار کو
لکہیں اپنی یارانِ دمساز کو

رقم کرکی آخر یہ رازِ نہان
خریطہ کیا سوی بنگش روان

سمجہکر ہم آوارہ ہمرازِ دل
لکہا خفیہ حافظ کو ہی رازِ دل

اُنہون نی جو پایا یہ موقع محل
سراسیمہ کی ہو گئی یہ بات کل

طلب کرکے نواب جم جاہ کو
دکہایا مضامین دلخواہ کو

کہا جو سلوک ابنِ منصور سے
کیی آپ نی شرہ کی مقدور سی

سوای ضررِ صرفِ بیکار زر
ہوا کیا نتیجہ ملا کیا ثمر

یہ مانا کہ فکرِ گذشتہ محال
تاسف ہی بیکار بیجا خیال

غرض اس سے یہ ہی کہ پہر آجکل
ملا ہی وہی وقت و موقع محل

یہ تحریر ہی ابنِ منصور کی
نگارش ہی نواب مغرور کی

سمجہکر شفیق و پر ارمان مجہی
خریطہ یہ بہیجا ہی پنہان مجہی

ارادہ ہی میرا بہی بی ہراس
اسی بہیدوں مین گورنر کی پاس

سرافراز ہون خیمہ جاہی سی مین
پہون انکی جو روتا ہی سی مین

ہر اک افسر انگریزی مدام ۔ رہیگا شریک اوسکا صبح و شام
جو ہوگا درونی بیرونی عدو ۔ کرینگی اوسی دفع بی گفتگو
یہ مضمون مرقوم جو نامہ ہوا ۔ بہم دستخط صلحنامہ ہوا
وزیر الممالک پہری بامراد ۔ سوی فیض آباد جنت سواد
ممالک کا کرنی لگی بند و بست ۔ مگر شعلہ زن دل مین داغ شکست
یہ چاہا کہ پہر جمع لشکر کرین ۔ نئی جس طرح فتح یکسر کرین
مشیرون کی تجویز سی بیدرنگ ۔ فراہم کیا خفیہ سامان جنگ
بلا کر ہزارون پیادہ سوار ۔ مرتب کیا لشکر بی شمار
جو حافظ نی دیکہین یہ تیاریان ۔ اوڑی ہوش بہولی وہ عیاریان
یہ سمجہے کہ نواب والا مقام ۔ تعجب نہین مجہ سی لین انتقام
خریطہ اوسی دم روانہ کیا ۔ رقم عذر و حیلہ بہانہ کیا
کہ لوگون نی جو کچہ لکہا آپ کو ۔ عبث مجہسی بدظن کیا آپ کو
وہ سب توطیہ تو وہ طوفان ہے ۔ غلط افترا کذب بہتان ہے
مین واقف نہین ان خیالات سے ۔ خبر تک نہین ایسی حالات سی
ورانداز ونی مفت رسوا کیا ۔ نئی چال کی طرفہ فقرا کیا
غرض ایسی تقریر تحریر کی ۔ کہ سب بن گئی بگڑی تقدیر کی
کدورت خلش دل سی جاتی رہی ۔ وہی رسم ذاتی صفاتی رہی

وہاں سی سمجھکر تمہیں مہرباں — مصیبت کی عالم میں آیا یہاں
دیا ناہی تمی یہی ایسا جواب — کہ جس سی دوبالا ہوا اضطراب
حافظ معاون نہ تم چارہ گر — بتاؤ کروں کیا میں جاؤں کدہر
کہا جان نگلش نے میری صلاح — یہی ہی کہ کل آپ وقت صباح
چلی جائین تنہا گورنر کی پاس — اسی طرح لی خوف و بیم و ہراس
ابہی ہی عملداری انکی جدید — حکومت میں چندان نہیں ہی تدید
رعایت ہی ہر وقت مد نظر — مدار ریاست ہی تالیف پر
تعجب نہیں آپ سی دو بدو — گورنر کریں صلح کی گفتگو
اگر سب نہیں کچہہ تو ملک حضور — کسی شرط پر چہوڑ دیگی ضرور
بسر ہوگی پہر جاہ واقبال سی — بدل جائیگا حال اس حال سے
سمجہکر وہ اس پند کو سودمند — ہوئی لی عسم این ۰ آں کاربند
منگا کر سکیسر اک راہوار — ہوئی ابن منصور تنہا سوار
گورنر سی جاکر ملاقات کی — ادہوں لی بہت کچہ مدارات کی
کیا مسترد ملک اوں کو مگر — کئی شرط پر چند اقرار پر
وہین میر منشی لی لیکر قلم — کیا عہد نامہ یہ باہم رقم
کہ سرکار انگلنڈ کی خیرخواہ — رہیں اس معمورہ شام وپگاہ
دو کمپو کا رہنا گوارا کریں — دوامی مصارف کا دانا کریں

ہوئی سنکی فی الفور بنگش سوار | بڑہی پیشوائی کو باصد وقار
ادا رسم تسلیم کی دور سے | ملی ابن نواب منصور سے
لی آئی ارا کین دولت کی ساتہ | اوتارا بڑی شان و شوکت کے ساتہ
تواضع مین لطف و مدارات مین | دقیقہ نچہوڑا کسی بات مین
دم صحبت تخلیہ یک بیک | شجاع اودہ نی طلب کی کمک
کہا خان بنگش نی ای جم وقار | کوئی عذر مجکو نہین زینہار
مگر کیا کرون سخت مجبور ہون | ستمدیدۂ فوج مغرور ہون
نہین میری قابو مین نوکر مری | سپاہی مری ہین نہ افسر مری
دم جنگ حیلون کی آثار ہین | مجھی قتل کرنیکو تیار ہین
بدی دل مین ہی ضعف ایمان مین | مبادا دغا دین یہ میدان مین
یہی باعث عذر و انکار ہی | اسی سی یہ بی لطف گفتار ہی
وگرنہ مین حاضر ہون ہر حال سی | مددگار ہون جان سی مال سے
کہا دائی بی اعتباری بخت | دکہایا فلک نی عجب روز سخت
نمار اکی لشکر نی دیکہ شکست | امر مملکت کا کیا بندوبست
زمانی کی ہاتہون سے ہوکر تباہ | گیا پاس **حافظ** کی بہر پناہ
او نہون نی وہ کی کچہ آدائی کہ بس | نہ باقی رہی دلمین کوئی ہوس
جواہر مری پاس تہا جس قدر | وہ سب لیکی بانا ہی کمر قتل پر

پہونچکر یہان خرم و تازہ رو ❊ ہوئی داخلِ لشکرِ جنگ جو
کیا جمع اعیانِ درگاہ کو ❊ کہا سب سے مضمونِ جانکاہ کو
حقیقت کہی ابن منصور کی ❊ سنائی دغا خانِ مذکور کی
وہ سن سنکی یہ حالِ فرزانگی ❊ ہوئی آفرین خوانِ مردانگی
کئی روز تک کل پیادہ سوار ❊ رہی اپنی اپنی جگہہ ہوشیار
کرائین حافظ حرارا کہین ❊ غضب میں ہون لشکر آرا کہین
تردد نکرنا پڑی وقتِ جنگ ❊ مقابل یہی موج ہو مید رنگ

رفتن وزیر الممالک نواب شجاع الدولہ بہادر سمت فرخ آباد از اعانت جناب معلی القاب نواب فیض اللہ خانصاحب بہادر و استقبال نمودن نواب احمد خان بنگش و مہمان داشتن بخانۂ دلکش

میسر کہان مجکو ساقی شراب ❊ جفای فلک سی ہون خانہ خراب
نہیں چین دنیا مین دم بہر مجھے ❊ پہراتا ہی گہر گہر مقدر مجھے
کہون کس سی مین درد بیچارگی ❊ سناؤن کسی حالِ آوارگی
کہ جب ابن منصور فرخندہ فر ❊ ہوئی فرخ آباد مین جلوہ گر

کہا میری نزدیک بنگش کے پاس — قدم رنجہ فرمایئے بے ہراس
کہ مہمان نواز اونسے بہتر نہین — پہونچکر وہان پہر کوئی ڈر نہین
یہ ٹہہراکے وہ دونون والا گہر — سنبہالی ہوئی اوٹہی تیغ و تبر
دیوار ایک سمت پر جہبک پڑی — نظر آئی روزن مین شیشی جڑی
اونہین قبضۂ تیغ سے توڑکر — نکل آئی باہر وہ فرخندہ فر
لگا رکہی تہی تین گہوڑی وہان — ہم آہنگ وہم وخیال وگمان
کیا ایک پر وہ زرِ نقد بار — ہوئی دونون دو برق وش پر سوار
وہانسے چلی مثلِ عمرِ رواں — نگاہِ خلائق سے ہوکر نہان
کہی ساتہ وہ جوہرِ جان نثار — دلیرِ جہان رستمِ روزگار
کہا وقتِ رخصت کہ ای خوش حشم — خدا حافظ اب گہر کو جاتی ہین ہم
نگاہِ عدو سے بچائی ہوئی — چلے جایئے باگ اوٹہائی ہوئی
تہکے یا مری راہ مین راہوار — نہ دم لیجیے گا کہین زینہار
اوسی جہپٹ کر دوسری پر شتاب — عنان تاب ہونا دمِ اضطراب
زرِ اشرفی نجم خورد و برد — انہین کیجیے گا برابر سپرد
یہ نقدِ امانت کو پیش آشنو — حفاظت سے حاضر کرینگی مرد
امید انسے مجہکو وفا کی نہین — توقع وقوعِ خطا کی نہین
غرض وہ گئی فرخ آباد کو — یہ راہی ہوئی شاہ آباد کو

مگر کچھ مجھی اسکی پروا نہیں
کوئی فکر وا اندیشہ اصلا نہیں

اسی واسطے صرف آیا ہوں میں
ضروری سب اسباب لایا ہوں میں

یہ دمہ ہی میرا کہ اس قیا سے
چھڑا لیجیلوں گا کسی کید سے

یہ آفت کوئی ہماں پر آئی گی
ہوا ہی یہ گرد آپ کی پائی گی

یہی صرف اک لاکھہ کی اشرفی
اوسیوقت نواب کی بیتی

وزیر الممالک اوسی دیکھکر
ہوئی حیسم ترایی افلاس پر

کہا اسقدر اسٹرفی کیا کروں
کہاں اکمو میں سر بیجا کروں

اوٹھاؤں یہ بار گراں کس طرح
میں لیجاؤں اکو کہاں کسطرح سے

تکلف مجھی کچھ نہیں آپ سے
بہت شاد ہوں میں جریں آپ سے

اگر ہو سکی حافظ الملک سی
جواہر مری تم دلا دو مجھے

کہا اسمیں سب اہیں اختیار
سنیں گی نہ حافظ مری یہ بہار

جو شاہ سی تدبیر سے جور سے
یہ ممکن نہیں ہی کسی طور سے

تکلف مناسب نہیں آپ کو
یہ اصرار واجب نہیں آپ کو

نہ یہ اسٹرفی لیں عنایت کریں
ہماری قبول آپ دعوت کریں

جہاں آپ تشریف لیجائیں گی
مری معتمد اسکو پہچائیں گے

کہا اس منضور لی نہ یہاں
میں اسوقت آفت میں جاؤں کہاں

کسیکو نہیں پاس احسان کا
زمانہ ہی دشمن مری جان کا

کیا منع ہنگامۂ عام سے — ڈرایا عداوت کی انجام سی
یہ ریجای گا سب دہر اطاق مین — ہمین ہون گی بدنام آفاق مین
اوسیوقت وہ خسرو نامور — ہوئی جلوہ گر پشت رہوار پر
کیا گرم اسپ سبک گام کو — وہان پونہچی اوسدم کہ حمام کو
پی غسل نواب جانی کو تہے — ہوا دار اپنا منگانی کو تہے
پہونچکر گہڑی دو گہڑی پیشتر — یہ ٹہہری کسی موقع خاص پر
جب آئی وہان ابن منصور بہی — ملی بہی ہوئی دل مین مسرور بہی
محبت کی ہونی لگی گفتگو — دلون سی نکلنے لگی آرزو
کٹہہرے کے نواب جسم پاسبان — یہ کہنی لگی اون سی راز نہان
کہ حضرت ہین کس خواب خرگوش مین — سنبہلئی ذرا آپ ہی ہوش مین
ارادی یہان دل مین کچہ اور ہین — دغا کی نیت ظلم کی طور ہین
نکلنا اگر ہو سکی لیجیے ابہی — یہان سی مری ساتہ چلیے ابہی
شجاع اوس دم سنکی ششدر ہوئی — نہایت پریشان و مضطر ہوئی
کہا کیا کرون سخت معذور ہون — مین اسوقت ہر طرح مجبور ہون
نہ اسباب کوئی نہ سامان ہی — فقط مین ہون یا اک مری جان ہے
نکلنی کی تدبیر کیونکر کرون — ادا اوای تقدیر کیونکر کرون
کہا گو کہ اس امر کو جان کی — عدو ہونگی حافظ میری جان کے

تمہاری ہزاروں ہیں دشمن یہاں
مبادا کہ ہو کوئی ایذا رسـ

میں بدنام ہوں کو تمکو دہر میں
قیامت کا ہنگامہ ہو شہر

یہی رای ہی چند افسر مرے
قدیمی ہواخواہ نوکر مر

شب و روز خدمت میں حاضر رہیں
ہمیشہ اطاعت میں حاضر رہ

خبر رکھیں دن رات ہر حال کی
حفاظت کریں جان کی مال ک

یہ سنکی نواب آشفتہ ہوش
رہی شکلِ تصویر بیجان خموش

وہاں سی یہ دلسوز سرکار اوٹھی
ہواخواہِ نواب مضطر اوٹھی

نکل کر طلب چند افسر کئے
اوسیوقت پہری مقرر کئے

جواہر جو لائی تہے وہ دو رسی
وہ سب لی لیے مکر سی زور سی

اوسی حالتِ رنج میں روز و شب
نظر بند رہنی لگی بے سبب

یہ عادت تہی نواب مجبور کی
شجاع الدولہ ابنِ منصور کی

کہ جاتی تہی ہر روز حمام کو
دیا کرتی انعام خدام کو

یہ حافظ نے چاہا اون ایام میں
کہ اک دن دمِ صبح حمام میں

گلا گہونٹ کر اون کو بیجان کریں
زمانی مین یہ کام پنہاں کریں

کسیکو خبر ہو نہ اسبات کی
خلش دور ہو جای دنرات کی

یہ مہماں پر سکی جور و جفا
ہوی عرش منزل نہایت خفا

ہوا غم کہ اسبات میں دو بدو
جو حافظ سی ہمسی ہوئی گفتگو

کٹیہر مین تشریف فرما ہوئی ۔ اکیلے ادہر جادہ پیما ہوئی
ہوئی حافظ الملک کی میہمان ۔ فقط اس نظر سی کہ یہ بیگمان
کرینگی عوض میری احسان کا ۔ کمک کا لڑائی کی سامان کا
ابہی پاس سی دیکی چالیس لاکہہ ۔ مرہٹون مین انکی بڑہائی ہی ساکہہ
یہ ہین شوکت وجاہ واقبال سی ۔ کرینگے مدد جان سی مال سی
یہان حافظ الملک نی بیدرنگ ۔ کیا بدلی احسان کی اوڑہنگ
یہ چاہا کہ تن سی جدا سر کرین ۔ ابہی جا کی نذر گورنر کرین
اودہر ہمسی انگریز مسرور ہون ۔ ادہر قرض کی آفتین دور ہون
کہا جب یہ مضمون نواب سی (یعنی نواب فیض اللہ خان بہادر) ۔ کیا مطلع اون کو اس باب سے
ہوئی سنکے برہم وہ عالی تبار ۔ کہا یہ مناسب نہین زینہار
دغا سی اگر پیش آوگی تم ۔ رئیسون مین کیا منہ دکہاوگی تم
تمہین چاہئی پاس احسان کا ۔ قیامت ہی قتل ایسی مہمان کا
تمہین اونکی مرضی خوشی چاہئی ۔ نہ تکلیف ومحسن کشی چاہئی
سوجہایا بہت کچہ نشیب وفراز ۔ مگر وہ نہ آئی ارادی سی باز
وہان سی خفا ہوکی انجام کار ۔ چلی آئی نواب والا تبار
اوسی حالت طبع ناشاد مین ۔ ہوئی خیمہ زن شاہ آباد مین
وہان حافظ الملک نے زور سے ۔ کہا ایک دن ابن منصور سے

نہ ممکن ہوئی ایسی تدبیرِ رد / نہ سوجھی سوا اسکی شکلِ مفر
کہ چندی ملیں ابنِ منصور سے / بچین ظلم رایانِ معمور سی
یہ ٹھہرا کی دل مین خیال وگمان / روانہ کی درخواست بہرِ امان
وہ انکی ہوئی سب طرح سی کفیل / سند ایک لکھوا لی بی قال و قیل
خزانی سی اپنی وہ مقدارِ زر / مرہٹوں کو دیکر کیا دفع شر
مہینوں نہ ایسی طلب زر کیا / نہ قصہ نہ جھگڑا نہ کچہ تر کیا
جب آیا زمانہ وہ تقدیر سی / کہ سب مٹ گئی نقشِ تصویر سے
گئی ٹھہر کی سردار والا جناب / ہوئی سب تہ خاک سرمست خواب
نہ باقی رہی محسرِ نام آوران / فلک قدر نواب سعد اللہ خان
نہ وہ دوندی خان کار فرمای / یہ سردار خان لشکر آرای
ریاست سی دنیا کی منہ موڑکر / کیا فتح خان نی عدم کا سفر
ہوئی دست سردار دامن کشان / تصرف سی نواب فیض اللہ خان
کوئی کچہ کری ہو اوسکو پروا نہین / نظر جانبِ ملک اصلا نہیں
ریاست کی ساماں سی شہر مین / فقط ایک حافظ رہی دہر میں
اونہوں نی جو پایا یہ موقع محل / ملی اہل دربار سی بی خلل
حضوری میں سنہ کی ہوئی باریاب / کیا حافظ الملک حاصل خطاب
نصارا سی بکسر میں کھاکر شکست / شجاع اودہ صورتِ تنگ دست

سمجھکر ممالک کی پشت و پناہ — کیا عرش منزل کا اعزاز و جاہ
عنایت کرم لطف و احسان سے — کیا شاد ہر ایک عنوان سی
دیا اِنکو ملکِ اٹاوہ تمام — مرہٹون کا تا یہ کرین انتظام
اِنہون نی اوسی حُسنِ کردار سے — کیا پاک ہر مردم آزار سے
نہ فتنہ نہ ہنگامہ باقی رہا — نہ وہ شورِ نا اتفاقی رہا
اوسی وقت مین راجگانِ دکن — مقرب ہوئی نزدِ شاہِ زمن
شب و روز بیخوف و بیمِ گزند — حضوری مین رہنی لگی رام چند
ہوے مادہوجی خاص درگاہ کے — بنی ٹگو ہمدم شہنشاہ کی
انہون نی پسِ ارتحالِ نجیب — کیا ایک ہنگامہ برپا عجیب
کچھ ایسا بہرا شاہِ جم جاہ کو — کہ سمجھے وہ دشمن ہوا خواہ کو
سوِ ضابطہ خانِ والا تبار — روانہ کیا لشکرِ بے شمار
سمجھکر وہ مالک سی بیکار جنگ — اودہ کو روانہ ہوئی بیدرنگ
اونہین ابن منصور نی دی پناہ — روانہ کی سرحد پر اپنی سپاہ
ادہر سینی رایانِ ملکِ دکن — ہوئی جب رئیسون سی پیمان شکن
غرورِ حمایت مین بنکر عدو — یہ کی حافظ الملک سی گفتگو
اگر صرفِ لشکر کشی دیجیے — چہل لک مبالغ ادا کیجیے
تو ہم ملک سی دست بردار ہون — مزاحم سرِ مو نہ زنہار ہون

بہم ملکی فوجوں نی قوت کی ساتھ	کئی جہنکو پرچلی جرات کی
چلی خوب تلوار میدان میں	بہاخون کوسون میا مار
ہزاروں نے کہا کہاکے زخمِ جگر	کیا زندگانی سے قطعِ نظ
گری لاش پرلاش جب ہرطرف	وہ شورش تو گو نہ ہوئی بر
مگر کثرتِ فوجِ بدکار سے	ہجومِ سپاہِ ستمگار سے
عدو کی نہ تدبیر کامل ہوئی	کوئی فتح ایسی نہ حاصل ہو
یہ تجویز آخر کو پائی قرار	کہ نوابِ جم جاہ کسری و
لکہیں خسروِ آسمان جاہ کو	یہ ابدالیوں کی شہنشاہ کو
کہ پوری کریں شرط اقرار کی	اوٹہائیں ادہر باگ رہوار کی
غرض رای سی **ابنِ منصور** کے	لکہی کیفیت جنگِ مذکور کی
یہ سنتی ہی وہ شاہِ عالم پناہ	ہوا عازمِ ہند لیکر سپاہ
پہونچکر یہاں سے شوکت و جاہ	مقابل ہوا فوج بدخواہ سی
مٹا کر غرورِ سرِ سرکشان	اوٹہائی ولایت کی جانب عنان
یہاں چند دستی پی انتظام	رہی خیمہ زن جسکم سی صبح و شام
کیا شاہِ دہلی سے جب انتقال	ہوا سلطنت کا دگرگونہ حال
کسی سی یہ مشرق میں سنکر خبر	روانہ ہوئی **شاہ عالم** ادہر
جو دہلی میں پہونچی تہے بی خطر	ہوئی زینتِ افزای تاج و سریر

معاون اراکینِ دولت ہوئی — خوانین مصروفِ ہمت ہوئے

خبر سنکے یہ اہلِ دربار سی — رہا بادشہ باز پیکار سے

اودہ مین بدستورِ سابق مدام — رہی **ابنِ منصور** والامقام

حکومت مین اونکی نہ آیا خلل — کیا پہر نہ دستورِ اعظم نی بل

اوسی وقت مین راجگانِ دکن — ہوئی شورش انگیز و پیمان شکن

خصوصًا سرِ سرکشانِ جہان — ستمگار و نااہل و نامہربان

سمجہتی تہی خلقت ہلاکو جسی — زمانی مین کہتی تہی **جہنکو** جسی

ہوا ضعف جب سلطنت پر قوی — کیا اوسنی بہی دعوی خسروی

یہ چاہا کہ مین بادشاہی کرون — ادا رسمِ عالم پناہی کرون

ہوئی سلطنت کی تمنا اوسی — بڑہایا شاہی کا سودا اوسے

کسی اوسنی غارت گری پر کمر — اوٹہایا بگولی کے مانند سر

نجیب آخر اک روز ہیجا مین — لڑی اوس سے جاکر سکرتال مین

شجاعت کی جوہر دکہائی بہت — سپاہی وہان کام آئی بہت

مگر شکلِ غلبہ نہ پیدا ہوئی — مدد کی اعانت کی پروا ہوئی

یہان سی یہ دونون گرامی گہر — سپہدار [illegible] و مسند نشین پدر (نواب فیض اللہ خان بہادر)

مع ساز و سامانِ لشکر گئے — اراکین دولت کو لیکر گئے

پہونچکر وہان پر بہت دور سے — طلب کی مدد **ابنِ منصور** سے

شجاعانِ نواب تلوار سے　　لڑی دشمنِ رشت کردا...
کیی حملی ایسی کہ انجامِ کار　　مخالف کو سوجھی نہ راہِ ف...
دمِ عید میں جملہ اہلِ ہوس　　ہوا ہو گئی مثلِ حیلِ مگ...
وہ سردار نوابِ فرخندہ فر　　ہوا عزت و جاہ سی مفتخ...
ملا اوسکو دولہ بہادر خطاب　　ہوا نامداروں میں عالیجنا...
پسِ رحلتِ صفدرِ نامدار　　لڑی ابن منصور والاتـ...
ملی چند حاصانِ دربار سے　　(یعنی نواب شجاع الدولہ بہادر) اودہ کی ہوئی صوبہ سرکا...
اوسی عہد میں ای سراپا تمیز　　وہ شہزادہ جسکا لقب تہا عز...
پسِ مرگ احمد شہِ بیک تخت　　([illegible]) ہوا جلوہ افروز بالای تخت
عماد اوسکی دستورِ اعظم ہوئے　　کفیلِ مہماتِ عالم ہوئے
سپہدار ہشتی سی کچہ کہکے سا　　اودہ پر چڑہا شاہِ عالم نواز
ٹریں فوجیں ہر سمت سے بہرِ جنگ　　نظر آئی وسعت گہِ دہر تنگ
لکہا ابنِ منصور کو شاہ نے　　یہ فرمان بہیجا فلک جاہ نے
کہ تم ملک سی دست بردار ہو　　زمیں بوسِ درگاہِ سرکار ہو
بہلائی تمہاری اطاعت میں ہے　　جدائی تامل کی حالت میں ہے
یہ فرماں پڑہ کر ہوئی بدحواس　　مدد کی لیی کی ادہر التماس
چلے لیکے ہمراہ فوجِ گران　　فلک رتبہ نواب سعد اللہ خان

پی صرف سامان طبل و نشان | کیا نذر **نواب فیض اللہ خان**

مگر بعد تقسیم شام و سحر | رہی جملہ سرکش اس انداز پر

کہ جب معرکہ پیش آتا کوئی | انہیں زور اپنا دکہاتا کوئی

تو آنکہ یہ سب عرش منزل کی پاس | مدد کی لیی کرتی تہی التماس

سمجہتے تہی مختار اپنا انہیں | بناتی تہی سردار اپنا انہیں

بعید انکی دشمن سے لڑتی نہ تہی | کسی قصی جہگڑین پڑتی نہ تہی

نہ ہی شان و تمکین عز و وقار | کہ با این ہمہ وہ فلک اقتدار

تحمل ندیتی کبہی ہاتہ سے | نہ رک رہتی بدخواہ کی ساتہہ سی

شریک انکی ہوتی ہر اک حال مین | مدد کرتے جنگ عدو مال مین

چنانچہ یہ افسانہ مشہور ہی | زمانی مین ہر سمت مذکور ہے

کہ جب گورکانی ہوئی تنگ حال | پڑا سلطنت مین فتور زوال

وہ شہ نام مین جسکی شام و پگاہ | مقدم ہی احمد (یعنی احمد شاہ) مؤخر ہی شاہ

مدد کا طلب گار پیہم ہوا | یہان عمدہ لشکر فراہم ہوا

نجیب ایک نامی جو سردار تہی | ریاست کی کامون مین مختار تہی

طلب کرکے اونکو پی کار فوج | کیا چہوٹی بہائی نی سردار فوج

کمک کی لیی شوکت و جاہ سے | وہ جا کر ملی لشکر شاہ سی

ہوئی فوج نواب **صفدر** سی جنگ | کیا نامداروں نے میدان تنگ

نہ باقی رہا بھائیوں میں تپاک — کدورت ہی اوٹھی لگی لین خا

یہ تجویز ٹھہری کہ ہر سہ پسر — بہم کر لیں تقسیم ملک پدر

مگر سب زبانی یہ تقریر تھی — حقیقت میں کچھ اور تدبیر تھی

کئی افسروں نی ہزاروں ستم — کہاں تک کری اون کو جامہ رقم

یہ آخر جفا تھی کہ جس سے وہ گہر — ہوا منسلک فتنہ و شور و شر

اولوالعزم نواب **سعد اللہ خان** — کہ تھی صاحب فوج و طبل و نشان

کیا اونکو راضی کہ ہر سال میں — ملی ہشت لک روپیہ سال میں

سوار و پیادہ کی افسر رہیں — امیر جوانین لشکر رہیں

محالات **اوجہیانی** کی سربسر — کہ تھی پنج لک جنکی تحصیل زر

مقرر ہوئی حسب رای جہاں — لیا صرف نواب **عبد اللہ خان**

جو باقی رہا ملک تقسیم سے — بجا اہل اعزاز و تکریم سے

اوسی آپ ہر ایک نی خطہ — بہم کر لیا حصہ اس طور پر

بریلی بریلی کی جملہ محال — ہوئی ملک **حافظ** مین لی قیل و قال

ہی **سنہنیا کوٹ** کی حکمران — ہمکو اودہر بسینہ **سردار خان**

بدایون اسہیت آنولی میں مدام — رہی **فتح خان** حاکم خاص و عام

رئیسانہ انصاف میں داد مین — رہی **دوندی خان** رستم آباد میں

فقط **رامپور** اور اوسکی محال — کہ تھا پنج لک جسکا محصول سال

کہا بادشاہ نی کہ اس عہد پر — کمک سی نہ ہوگی کبھی در گذر

اوسیدم بصد شوکت و شر و جاہ — پی رسم مہمانی و حفظ راہ

رئیسان و حکام کو یکقلم — گئی میر منشی پی نامی رقم

یہ لکھا خوانین مغرور کو — اراکین نواب مغفور کو

کہ ارباب عزت سی اعیان سے — جو پہیری گا سر انکی فرمان سے

پہونچکر یہان سی سپاہ گران — نہ رکہی گی باقی کسی کا نشان

سلامت نہ چہوڑی گی بدخواہ کو — مٹا دی گی سب شوکت و جاہ کو

نہایت محبت سی اخلاص سی — مخلع کیا خلعت خاص سے

بزرگانہ فرما کی لطف و کرم — کیا انکو رخصت بجاہ و حشم

کٹیہر مین جب سدم یہ والا گہر — ہوئی رونق افروز ملک پدر

خبر سنکی نواب مسند نشین — بجالائی شکر جہان آفرین

عمائد کئی جمع افسر سمیت — گئی پیشوائی کو لشکر سمیت

گئی کوس پر جا کی باہم ملے — محبت سی دونون مکرم ملے

لئی ساتہ ارکان و اعیان خاص — ہوئی رونق افروز ایوان خاص

رہی آنولی مین وہ فرخندہ فر — بہم مل کی مانند شیر و شکر

ہوئی متفق فتنہ پرداز لوگ — موافق ہوئی چند غماز لوگ

بہری کان دونون طرف اسقدر — کہ الفت سی خالی ہوئی دل جگر

ولایت میں نزدیک ہر خاص و عام ۔ ہوا باعثِ نیکنامی یہ کا

بہت خوش ہوا وہ شہِ حشم و قار ۔ کہا آفرین مرحبا کرکی پیا

پسِ چند مدت سو ہب جب ۔ ہوا قصدِ نوابِ والا جا

گئی سامنی عزت و جاہ سی ۔ اجازت طلب کی شہنشاہ

کیا عرض ای بادشاہِ زمن ۔ ارادہ میں رکہتا ہوں سوی و

ولیکن ہی موقوف میرا سفر ۔ عنایات و لطفِ خداوند پ

اگر آپ اقرار اسکا کریں ۔ کہ جو لوگ سر مجسی پہاکر

اطاعت سی میری کریں سرکشی ۔ نہو مجکو یارای لشکر کشی

لکہوں آپ کو حالت تنگ میں ۔ مدد کا طلبگار ہون جنگ میں

کمک آپ اوسوقت فرمایئے ۔ معِ فوج تشریف خود لایئے

کہا شاہ نی یہ مجہی سب قبول ۔ مگر صرف کس سی کرونگا حصول

پسِ گفتگوی سوال و جواب ۔ کیا عرض نواب نی یہ حساب

کہ جب لشکرِ شاہِ گیتی ستان ۔ اٹک سی بڑہی سوی ہندوستان

دمِ جنگ تک روز ہر صبح و شام ۔ پی کوچ لکہ لضعف بہر مقام

میں پوہنچاونگا خرچِ فوج حضور ۔ یہ واقع کبہی ہوگا اسمیں قصور

اسی طرح جب لشکرِ بادشاہ ۔ پہرینگا پسِ قتلِ بدخواہ جاہ

اٹک تک مصارف کا ہونگا کفیل ۔ نکالاونگا شرط لی قال و قیل

پہ تہی شہرہ تیزی سی تلوار سے
دمِ جنگ فوجون کا حملا نہو
نہی ہمت و شانِ مردانگی
لڑی اوس سی نوابِ والا تبار
تہا اوسوقت اوس باہ اقبال کا
کیا وار اوسپہ جو سردار نی
مگر زخم کی کوئی پروا نکی
کیا وار ایسا کہ وہ بہ گہر
ہوا امر دیگر بہ نواب سے
کوئی قلعہ تہا جانبِ سبزوار
نہایت بلند اوسکی دیوار تہی
وہان بند چڑہنی کی ہر راہ تہی
ہر اک راہ مین اوسکی وقتِ گذر
بڑہی قلعہ دارون کی جب سرکشی
ولیکن بشکلِ دلِ غم پرست
ولایت کی نامی گرامی تمام
ا فتح نواب نی وہ حصار

لڑی ایک سردار سی
مددگار کوئی کسیکا نہو
کہ سلطان سی لیکے پروانگی
فقط گہوڑی پر اہی تنہا سوار
ہر اک طرح سن چار دہ سال کا
لیا بوسہ شانہ تلوار نے
عدو پر علم تیغ مردانہ کی
گرا پشتِ رہوار سی خاک پر
کہ رستم سی ہوتا نہ سہراب سے
حصار بہ فلک کی طرح استوار
رسائی نظر کو بہی دشوار تہی
کمندِ تصور بہی کوتاہ تہی
تصور کو ہوتا تہا دوران سر
تو کی بادشاہون نی لشکر کشی
دمِ جنگ پائی برابر شکست
اسی غم مین رہتی تہی ہر صبح و شام
ہوئی زیر فرمان صغار و کبار

سپرداؤں کی خدمت یہی تھی مدام | کہ اشعار نواب والا مقام
لکھا کرتی تھی ایک دیوان میں | یہانتک کہ اوس تارہ عنوان میں
فراہم ہوا اسقدر انتخاب | کہ عالم میں نکلے نہ جس کا جواب

ذکر خیر جناب مستطاب نواب فیض اللہ خان صاحب بہادر عرش منزل

نور اللہ مرقدہ و برد اللہ مضجعہ

کہاں تک کرین ساقیا انتظار | جو دیتا ہی دی بادہ خوشگوار
مِی ناب کی دور دم بھر چلیں | نہین تو اجازت دی ہم گھر چلیں
رقم ہی کہ **نواب فیض اللہ خان** | ولایت میں جب تک رہی میہمان
مراتب مناصب میں شام و سحر | ترقی نہایت رہی جلوہ گر
کمی کم سنی مین وہ کار بزرگ | کہ ہیں آج تک یادگار بزرگ
اگر اس جگہہ لکھئی تفصیل حال | تو یہ مختصر ہو مطول کمال
مگر کچھہ بطور مناسب قلم | مفصل کو کرتا ہی مجمل رقم
کہ تھا فوج میں اک سپاہی وہان | مِی نخوت کبر سی سرگران
قوی ہیکل و شیر دل پیل زور | ستم پیشہ و برق خو رعد شور
بہت پہلوانون کی ظالم نی سر | گرائی تھی شمشیر سے خاک پر

ہوا ناگہاں ایک موذی وہاں
شہادت کی اونگلی مین ایذا رسان

ہر اک عضو مین کر گیا زہر اثر
رہی کچھ نہ اپنی پرائی خبر

نہ منتر نہ افسونِ ساحر چلا
کسی کا نہ کچھ زور آخر چلا

اسی کیفیت مین اسی حال مین
جوانی مین چہتیسوین [۳۶] سال مین

صفر کا مہینا تہا یوم الاحد
ہوا پانچوین کو غمِ لاتعد

گیارہ سو اکاسی ہجرت کی تہی
یہی سال تاریخ رحلت کی تہی

کہ دنیا سی وہ آسمان اقتدار
ہوئی رونق افزای دار القرار

سرای جہان سی مسافر ہوئی
اوسی گانون مین دفن آخر ہوئے

الگ ہو کی دنیا کی جنجال سے
وہین سو رہی فارغ البال سے

سنا ہی کہ وہ آسمان پایگاہ
کہا کرتی تہی شعر بہی گاہ گاہ

طبیعت تہی از بس نزاکت پسند
سخن مین بہی کرتی تہی دقت پسند

نہ تہا سوی ترتیبِ دیوان خیال
طبیعت مین تہی بی نیازی کمال

غزل کو نہ پہر دیکہتے بہالتی
جو کرتا طلب آپ دی ڈالتی

تخلص مین ہر روز ایجاد تہا
کبہی **مبتلا** گاہ **آزاد** تہا

کسے شعر مین لفظ **عاصی** رقم
تخلص نہ تہا ایک زیبِ قلم

دمِ مرگ سی پیشتر ڈیڑہ سال
ملازم تہی اک شخصِ صاحب کمال

حسن کی وہ فرزند مشہور تہے
سرورِ دل وجانِ مغفور تہی

حوایس کو جب یہ پہونچی خبر
گئی پیشوائی کو افسر تمام
شریکِ خداوندِ نعمت ہوئی
وہاں سی بصد شوکت و اہتمام
وہین دونوں وہ نجمِ عالم فروز
ریاست کی رونق بڑہاتی رہی
پہر آخر یہ چرخِ سراسر ستم
در انداز و مفسد فراہم ہوئے
کچہ ایسی لگائی اِدہر کی اودہر
محبت مروت نہ باقی رہی
یہان تک کہ اعیان و ارکانِ ملک
خدائی نمودار کرنے لگے
سعایت کو نواب عبد اللہ خان
تردد مین آشفتہ و سینہ سوز
پہرا اوجہیانی میں بشکلِ شمس و قمر
وہان مشغلہ کوئی ایسا نہ تہا
ہوا شوق شیرانِ خونخوار کا

ہوئی خرم و شادمان بعد گ
ملی قربِ امروہہ جا کر تمام
سرافرازِ پابوسِ خدمت ہوئی
پہونچکر کیا آنولی میں قیام
رہی مسند آرا ہم چند روز
حکومت کا سکہ بٹہاتی رہی
ہوا در پئے اتفاقِ بہم
محبت و شمس لطفِ باہم ہوئی
کہ پیدا ہوا دل میں دونون کے شر
رہی ہی تو نا اتفاقی رہی
گہٹانی لگی شوکت و شانِ ملک
قساوت کا اظہار کرنے لگے
ہوئی تارکِ مملکت ناگہاں
رہی فرخ آباد میں چند روز
رہی جلوہ افروز شام و سحر
کہ حس سی بہلتی طبیعت ذرا
بڑہا مشغلہ صحبتِ مار کا

دیی خوش عنان گرم رَو مثلِ برق ۔ کیی گہوڑی خاصی کی زیور مین غرق
ضروری جو سامان درکار تہا ۔ جو اہلِ حشم کو سزاوار تہا
عنایات سی چاہ سی پیار سی ۔ کیا ساتہ سب اپنی سرکار سی
برای مراعاتِ آرام راہ ۔ پی حفظِ آدابِ اقبال و جاہ
خصوصًا رئیسان ذی جاہ کو ۔ عمومًا خوانینِ درگاہ کو
کیی نامی اپنی طرف سی رقم ۔ کہ آتی ہین یہ دونون فرخ شیم
کوئی امر ہوگا جو انکی خلاف ۔ کریگا اطاعت سی جو انحراف
یہان سی تدارک کیا جای گا ۔ عوض سرکشی کا لیا جای گا
پہونچکر دلیرانِ رستم قتال ۔ کرین گی سرِ سرکشان پایمال
غرض جب وہ رخصت ہوئی شاہ سے ۔ چلی ہند کو شوکت و جاہ سے
شب و روز ملتان ہوتی ہوئی ۔ رئیسون کی مہمان ہوتی ہوئی
رہِ گنجپورہ سی مالیر سے ۔ بچاتی ہوئی راہ کو بہیڑ سے
کیی روز مین خرم و پُر سرور ۔ ہوئی آکی زینت دہِ رامپور
وہان کی جو ذی رتبہ سردار تہے ۔ ستودہ صفت نیک کردار تہی
ملقب نجیب اور دولت سی تہے ۔ کیٔ ہمرہین اربابِ عزت جو تہے
بجا لائی وہ شرطِ خدمت تمام ۔ رہی سامنی دست بستہ مدام
وہ سمجہے ولی نعمت اپنا انہین ۔ کیی روز مہمان رکہا انہین

پلا مجکو ساقی مے خوشگوار ۔ کہ بہولون گہڑی بہر غم روزگار
ہے رنگ ڈہنگ اسکی ہیں ہر کہیں ۔ کہیں کچہ کہیں کچہ کہیں کچہ نہیں
ولایت میں جسوقت پونہچی خبر ۔ کہ ان دولون والا گہر کے پدر
گئی بہر گلگشت ریحان خلد ۔ پسند آئی سیر جنان خلد
ہوئی شاہ اعلی ارسطو داس ۔ نہ رہا رہی غم سے ہوش و حواس
ملا کر دل و جان نواب کو ۔ تلے دی ہر ایک بیتاب کو
بزرگانہ لطف و عنایات سے ۔ کیا خدم و شاہزادات سے
عطوفت سے الفت سے مثل پدر ۔ انہیں رکہتی دن رات پیش نظر
کسی کو کسی دم جو پاتی اوداس ۔ محبت سے رہتی نہ قائم حواس
دل افسردگی کا سبب پوچہتی ۔ بہت وجہ رنج و تعب پوچہتے
پڑہائی لکہائی میں شام و سحر ۔ کیا کرتے تاکید مثل پدر
سوا علم کی تیغ رانی کے فن ۔ سکہاتی تہی خود شاہ فخر زمن
زبس حسن فطرت خداداد تہا ۔ ہر اک بات میں لطف ایجاد تہا
گئی وہ فراست لیاقت سے کام ۔ کہ اتنک ہی حسن سے ولایت میں نام
سو عہد خدم ارادا ہوا ۔ وطن کی طرف شوق پیدا ہوا
شہنشاہ سے اہی ایوان سے ۔ کیا رخصت انگوٹری شان سے
گرامایہ پہنائی خلعت انہیں ۔ گئی جیغہ کلغی عنایت انہیں

اولو العزم اوس عیش و راحت مین تھے ۔ مشقت کی خو گر امارت مین تھے

سوار آپ ہوتی اگر اسپ پر ۔ برابر چلے جاتی شام و سحر

نہوتا کسی وقت صدمہ قلق ۔ نہ تھکتی نہ آتا بدن پر عرق

مگر حیف چرخ ستمگار نے ۔ جفا کیشی دہر غدار نے

ندی اتنی مہلت کہ دل کہولکر ۔ نکالین تمنای جان و جگر

بڑہی تہی فقط بست پر ہفت سال ۔ کہ مسلول ہوکر وہ فرخندہ فال

شمار گل باغ معبود مین ۔ گئی خلد کو وقت معہود مین

کیا ترک عشرتخانۂ خاک کو ۔ بسایا سرای طربناک کو

پریشان سب درد و غم سی ہوئے ۔ گریبان ٹکڑی الم سے ہوئی

یہ روز قلق دیکھکر آنکھہ سے ۔ لہو روئی گل نوحہ گر آنکھہ سے

خصوصاً جو نواب کو غم ہوا ۔ زمانی مین ایسا بہت کم ہوا

نہ باقی رہی عرش منزل کی ہوش ۔ محبت سی کہا یا کیا خون جوش

غم مرگ نواب مغفور سے ۔ پڑی زخم سینی مین ناسور سے

قلق مین برادر کی شام و سحر ۔ نہ موقوف رونا ہوا عمر بہر

ذکر خیر فروغ دودمان ابہت و بختیاری چراغ خاندان شوکت و تاجداری جناب نواب عبد اللہ خان صاحب بہادر برد اللہ مضجعہ

ہوا لعد حیدری نیا اتفاق | ہوئی کارپردار مجھ لفاق
ہر بجی و سدتم اہلِ حدمت میں ہوش | پڑی باہم ارکانِ دولت میں پھوٹ
کرونگا میں تفصیل آگی رقم | یہاں یہی معذور میرا قلم
جو نواب نے دیکھا سکا یہ رنگ | ہوئی اپنی دارالریاست سے تنگ
قریب آنولی کی جو مشہور ہے | اوتر چھیدری ایک دیہ معمور ہی
وہاں جا کی نردیکِ بحرِ ازل | بلو کانہ بنوائی اکت محل
بنا ایک ہمرنگِ فردوس باغ | جسے دیکھکر جلد ہو داغ داغ
اوسی قصر میں وہ گرامی گہر | رہی راحت و عیش سے عمر بہر
جو مثل گالی بحانی مین سے تھے | عدیم النظیر اوس زمانے میں تھی
رہا کرتی حدمت مین حاضر مدام | نشست و برخاست رکھتی مسرت سے کام
کوئی معرکہ پیش آتا اگر | اوٹھاتی اوسی وقت تیغ و سپر
تہور کی عالم مین دم بہر درنگ | نہ رکھتی روا روزِ میدانِ جنگ
کمک عرتن منزل کی کرتی ضرور | ادب سے یہ مانا آتی پیشِ حضور
لحاظِ مراتب اطاعت کی ساتھ | دل و جان میں رکھتی محبت کے ساتھ
حقیقت میں یہ سرورِ محتشم | کریم جہاں تھی جہانِ کرم
سخاوت میں مثل آفتاق تھی | کمالِ شجاعت کی مصداق تھی
تہور سند و رعنا جوان حسین | نہ اتنک ہوا ہے نہ ہوگا کہیں

ریاست کا عمدہ کیا انتظام
رعایا برایا رہی شاد کام

ملازم دعا گوی دولت رہے
رضامند اعیان شوکت رہی

اوسی عہد مین فرخ آباد پر
ہوئی جنگ اک خاص بنیاد پر

ہوئی فتح نواب جم جاہ کی
ملی خاک مین شان بدخواہ کی

جو کچھ اسکی روداد ہی یک قلم
تواریخ مین ہی مفصل رقم

مگر یہان ذکر بیکار ہے
عبث فکر بی سود گفتار ہے

غرض جبکہ یہ فتح حاصل ہوئے
مقابل کی تدبیر کامل ہوئی

بڑہی عزت و شوکت و احتشام
ہوا اور رہی نامدارون مین نام

اولوالعزم کہلائی آفاق مین
دہرا رہ گیا نام جم طاق مین

ملزم معظم گرامی ہوئے
ہراک سمت مشہور و نامی ہوئی

یہان تک کہ نواب گردون حشم
جگر بند منصور عالی ہمم

ہوی دست و پشت و پناہ شہان
شجاع اودہ بل شجاع جہان

بہت خوش ہوی سنکی اسحال کو
دعا دی محبت سی اقبال کو

کیا میر منجھلے کو جلدی طلب
کہا اونسی اس فتح کا حال سب

اونہین دیکی دستار بہیجا شتاب
سو شہر نواب عالی جناب

طلب اِنسی سر بستہ دستار کی
خصوصیت اسطرح اظہار کی

بہم پاس و الاتباری کیا
اخوت کا سررشتہ جاری کیا

ترس ہر طرف تہا ہجوم سپاہ   تہوا بہی نہ پاتی تہی چلنے کی راہ
کئی دن مین زیر سپہر بلند   ہوا لشکرِ ہند فیروزمند
ولایت کی فوجون نے پائی شکست   ظفر کی عوض ہاتہ آئی شکست
ہوئی چند حملی اسی طور سے   نہ فتنہ ہوا کم کسی طور سے
مگر جس لڑائی میں دستورِ شاہ   ہوئی فوجِ دشمن سی عاجز تباہ
پہونچکر میانِ صفِ کارزار   دلیرانہ کی جان اپنی نثار
ہوئی ایسی ابدالیون کی شکست   کہ جسکا نہ پہر ہوسکا بندوبست
کسی میں نہ باقی رہی تابِ جنگ   ہٹی چہوڑکر جملہ اسبابِ جنگ
مظفر ہوا لشکرِ شاہِ ہند   پہر اسمعیل گہر کو بدخواہِ ہند
اوسی حالتِ بد میں سرہند پر   گرا آکی وہ شاہِ شوریدہ سر
کیا قبضے مین مال و اسباب کو   لیا دونون فرزندِ نواب کو
معِ ساز و سامان و فوجِ تباہ   اوسی رات کو لی ولایت کی راہ
یہاں بعدِ نوابِ والا تبار   یہ تجویز آپسمین پائی قرار
کہ چہدی کو **نواب سعد اللہ خان**   ممالک میں اپنی رہین حکمران
ولایت سی جب تشکلِ شمس و قمر   یہاں آئین گی دونون نورِ نظر
پہر اوسوقت شورا کیا جایگا   مناسب جو ہوگا کیا جایگا
غرض ابن نوابِ رحمت قرین   ہوی رای سی سکی مسند نشین

وزیر الممالک نے وقت سفر
(نواب قمرالدین خان بہادر ۱۲)
محبت سے پیش آ کے مثل پدر

لیا دونون فرزند نواب کو
روانہ ہوئے ملک پنجاب کو

جو پونہچے یہ سرہند مین تو وہان
نہ پایا کوئی نامور حکمران

کیئے ٹھہر کو نواب فیروز بخت
چلی آئی تھی ہو کے بیمار سخت

مناسب نہ جانا کہ خالی رہے
یہان حاکم لاابالی رہے

وہان چھوڑکر مال و اسباب کو
جگر بند و فرزند نواب کو

ولی عہد کی ساتھ لیکر سپاہ
روانہ ہوئے جانب رزمگاہ

کیا فوج بدخواہ کا سامنا
ہوا مرگ جان کاہ کا سامنا

دلیران لشکر صف آرا ہوئے
لڑائی کی ڈہنگ آشکارا ہوئے

چلی دونون جانب سے توپ و تفنگ
بنا آتش انگیز میدان جنگ

برسنی لگی گولی مثل تگرگ
ہوا ہر طرف گرم بازار مرگ

جگر تشنۂ خون اعدا بڑہی
قدم صورت موج دریا بڑہی

دو انبوہ محشر بہم مل گئی
زمین و فلک خوف سی ہل گئے

شجاعون کی تلوار چلنی لگی
دلیرون کی حسرت نکلنی لگی

گل زخم سی عرصۂ کارزار
بنا دامن نو عروس بہار

گری سیکڑون بستر خاک پر
اوڑی سر ہزارون کی بی باک پر

لہو سی برنگ سپہر برین
شفق گون نظر آئی کوسون زمین

کٹیہر میں سرہند و پنجاب میں
علاقی تھی جو ملکِ نواب میں

صلح اوسی آتا تھا ای قیل و قال
نہ تھی سرکشی کی کسیکو مجال

محاصل کل اوسکا تھا ای ظلم و زور
سوا سترہ لاکہہ کی اک کرور

مصیبت میں شیدا ای تا پنجسال
کہی رہی ہی افغان دم ہقال

ذکرِ خیر تاج مناہج شوکت و اقبال عارج معارج جاہ جلال والاجناب ہلال رکاب نواب محمد سعد اللہ خاں صاحب بہادر طاب ثراہ

پلا ساقیا جامِ گلگوں مجھے
سا صورتِ شیشہ پر خوں مجھی

نیا رنگ نشئی میں تحریر ہو
عجب خیر اندازِ تقدیر ہو

کہ سرہند حسدم فسادات سے
ہوا پاک نواب کی ذات سی

کوئی غم تردد نہ باقی رہا
کسی کو تمرد نہ باقی رہا

وہاں کرکے ہر طرح سی انتظام
پہری گہر کو نوابِ والا مقام

کٹیہر کی جانب روانہ ہوئی
شرف بخشِ ایوانِ جاہ ہوئے

اوسی عہد میں اور اوسی دور میں
ہوا فتنہ برپا یہ لاہور میں

پی عزم تسخیرِ ہندوستان
شہنشاہِ ابدالی آیا وہاں

یہاں سی اراکینِ دولت پناہ
امیران و رایانِ انجم سپاہ

ولیعہد کی ساتھ گل بید رنگ
روانہ ہوئی شہر سی بہر جنگ

الم سی ہوا رنگ چہرہ کا فق | او لٹنی لگی یوسفی کی ورق

ولیکن نہ حکمت کسیکی چلی | مقدر کی لکھی نہ دم بہر ٹلی

ہزار و صد و شصت و دو مین غرض | اجل کا بہانہ ہوا وہ مرض

سوم روز تہا ماہ شوال کا | کہ رخصت ہوا اوج اقبال کا

جدا جسم سی ہو کی جان حزین | روانہ ہوئی سوی خلد برین

سمجھکر یہان کی ریاست فضول | کیا تخت ایوان جنت قبول

کیا بیکسی نی گریبان چاک | اوڑائی سرونپر مصیبت نے خاک

نگاہ خلائق مین دونون جہان | بنا حلقۂ ماتم بیکسان

کیی نالی دلہای ناشاد نی | لیی چرخ کی بوسی فریاد نے

قلق مین ہوئی سبکی حالت زبون | سیہ پوش لشکر علم سرنگون

تا اسمان ماتم عام تہا | جدہر دیکہیی ایک کہرام تہا

عزیزون نی کی بعد رنج و محن | بہم ملکی تجویز گور و کفن

زبس آنولہ خرم و شاد تہا | کمال اوس زمانی مین آباد تہا

یہانتک کہ تہین سترہ سو بانٔ | فقط مسجدین جنمین ہوتی اذان

وہین دفن وہ رشک خاقان ہوئی | وہین چشم عالم سی پنہان ہوئی

پس رحلت سرور نامدار | ملازم تہی ایک لاکہہ پیدل سوار

خزانی مین تہا نقد زر سکہ کرور | جسی دیکہکر چشم حاسد ہو کور

نہیں ہی جو تسکین دل نام کو
تڑپتا ہوں دم بہر ہی آرام کو
تب و روز سرگشتہ وحشت میں ہو
نکولا مین صحرای غربت مین ہوں
جنون میں محبت کے سامان ہیں
بغلگیر دامن گریبان ہین
کہیں گریۂ اشک گلفام ہی
کہیں شکوۂ بخت ناکام ہے
کبھی اُف کبھی نوحہ جان گزا
دریغا کبھی گاہ واحسرتا
پڑی وہ خرابی خرابات مین
کہ سب لٹ گئی بات کی بات میں
نہ ترسی سی تیشہ نہ پیمانہ ہے
دل زاہد خشک مے خانہ ہی
کسی کو صبوحی کی پروا نہیں
پڑا ہی کہیں جام مینا کہیں
کہین آہ و زاری ہی شیون کہین
کہیں ہے گریبان و دامن کہیں
رقم ہی کہ نواب والا نژاد
پہری جسکے سرہندسی نام داد
غم و محنت کار سرکار سی
ہجوم تردد سے افکار سے
کچھ ایسی طبیعت ہوئی نادرست
کہ رہنی لگی آپ دن رات سست
زیادہ جو زحمت سفر میں ہوئی
حرارت سی پیدا جگر مین ہوئی
یہانتک تپ ناگہانی ٹرہی
کہ قوت گہٹی ناتوانی ٹرہی
کشمیر میں جب رونق افزا ہوئی
قدموس آکر اطبا ہوئی
تمام آپ کی خستہ حالی کہی
طبیعت کی بی اعتدالی کہی
ہوا اسکو تاثت جگر میں ورم
کہی یک قلم سال کی سہو رقم

نہایت قوی دینِ اسلام مین / شریعت کی پابند ہر کام مین

فرائض سنن کا بہلا ذکر کیا / نماز نوافل نہوتی قضا

تہجد کو اوٹہتی پہر رات سے / پڑہا کرتے کچہہ بیشتر رات سے

نہ کی ترک انوارِ عرفان کی دید / ہوئی قادری سلسلے مین مرید

غرض ہر طرح وہ گرامی گہر / ستودہ منش تہی خجستہ سیر

ذکرِ وفات جناب مستطاب قدر نواب علی محمد خان صاحب بہادر طاب ثراہ

اوٹہا شیشۂ و جام ساقی شتاب / کہ ہی آگ میری نظر مین شراب

جو پیتا ہون بی یار اک دور بہی / بہڑکتی ہی دل کی لگی اور بہی

وہ اگلی سی صحبت وہ مستی کہان / وہ رندی کہان می پرستی کہان

ہر اک کو خوشی کی عوض غم ہی آج / طربخانہ مین شورِ ماتم ہے آج

خلش خارِ غم کو رگِ جان سی ہے / لہو جوش زن مویِ مژگان سے ہی

دلِ غمزدہ شاد ہی درد سے / جلی جاتی ہین لب دمِ سرد سی

خموشی مری آہ و زاری مین ہی / مزہ مرگ کا دلفگاری مین ہے

لبِ جام اگر ہون تو خاموش ہون / جو مینا ہون قلقل فراموش ہون

پریشانیان دیکہکر آنکہہ سے / ٹپک پڑتی ہین اشک ہر آنکہہ سے

لبون پر مری شکوۂ بخت ہی / جگر کو غمِ صدمۂ سخت ہی

لکھی معرکہ کی جنگ کی کوئی کتاب — تہتر تھی تعداد دین ہیں سوا
رسن بخت و دولت سی تھی کامیاب — ظفر ہمعناں تھی مدد ہمرکاب
سدا ہر بار اوٹھاتی شجاعت کی ساتھ — عدو خاک اوڑاتی ہزیمت کی ساتھ
عدالت میں مثل آفاق تھی — اولی الامر منکم کی مصداق تھے
شجاعت جلالت جو خلقت میں تھے — غضب کی جسارت طبیعت میں تھے
کوئی معرکہ ہوا وہیں غم نہیں — کبھی خاطر پاک برہم نہیں
سمند سبک خیز زیر لگام — خواہیں سی آگی رہتا مدام
سخاوت میں رکھتی نہ اپنا نظیر — توانگر تھی اونکی بدولت فقیر
عطا کا یہ عالم کہ جو اہل فن — ہوا آکی ہم جلوۂ انجمن
دیا اوسکو اتنا کہ پھر عمر بھر — نہ دیکھا کبھی طالب سیم و زر
حمیدہ صفت آپ کثرت سی تھے — پسندیدہ خو مدد فطرت سی تھی
یہ فرماتی تھی بیشتر گاہ گاہ — ستودہ ستمس جنت آرامگاہ
گیارہ سوا اٹھارہ میں وہ جناب — ہوئی جلوہ گر صورت آفتاب
گرہ جب پڑی چودھویں سال کی — ترقی ہوئی جاہ و اقبال کی
ریاست میں تیس سال شام و سحر — امارت سی کی زندگانی بسر
مزی شروتا و سروری کی رہی — جیالات نام آوری کے رہی
وحیدہ یگانہ ریاست میں تھے — جنید زمانہ عبادت میں تھی

سمجھتا تھا یکجا یہ اورنگ و تاج ۔ نہ کرتا اطاعت نہ دیتا خراج
وہان فوج لیکر جو نواب آی ۔ چھپا قلعہ مین رای برگشتہ رای
پڑی گھیر کر فوجِ فیروزمند ۔ ہوا ڈر سی محصورِ حصن بلند
یورش کرکی جا پونہچی اوس قلعہ پر ۔ بہادر فصیلون پر آئی نظر
درِ قلعہ پر یہ ہوئے تیغ زن ۔ کہ خندق مین دریای خون تھا روان
کمندون سی طی کرکی راہِ حصار ۔ گئی قلعہ مین دو یلِ نامدار
شتابی درِ بند کو کھول کر ۔ ہوئی فوج نواب کی راہبر
در آئی دلیرانِ خنجر گزار ۔ ہوا فتح وہ قلعۂ استوار
یہان بہی بہت کچہ غنیمت ملی ۔ ملا مال و اسباب دولت ملی
اسی طرح اکثر لڑائی ہوئی ۔ ہزارون سی تیغ آزمائی ہوئی
ہوئی فتح فوجِ عدو مال سے ۔ دبی مدعی زورِ اقبال سے
کسی جا سوا حرفِ زنہار کی ۔ کوئی منہ چڑہا پھر نہ تلوار کی
رہی سرکشون کو نہ تابِ نبرد ۔ ہوئی آتش فتنہ ہر سمت سرد
شرارت سی باز آئی جملہ شریر ۔ ہوا ملکِ سرہند فرمان پذیر
بڑہا یا کسی نی نہ حد سی قدم ۔ اطاعت مین رہنی لگی دمبدم
پس فتح نواب عالی جناب ۔ پہری ملکِ سرہند سی کامیاب
پہونچکر کٹیٹہر مین باکر و فر ۔ کیا قبضہ پہر اپنی ہر ملک پر

کہو جاکی نواب دی جاہ سی
کرین پاک سرحد بدخواہ سی

مگر دونون بیٹوں کو چہوڑیں یہان
سر اہل شر جاکی توڑیں وہان

یہ تکلیف ہوگی کسی طور سے
رہین گی شب و روز اسی طور سے

یہ سنکر عدو میں علت رزنگار
ہوئی توسن برق وش پر سوار

ملی فوج سی شوکت و فر کی ساتہ
چلی سوی سرحد لشکر کی ساتہ

سکہوں کا علاقہ تہا اک رای پور
بغاوت سی نزدیک اطاعت سی دور

اکہیا وہاں ایک سردار تہا
تمام اہل فتنہ کا غمخوار تہا

شجاعان نواب نی گہیر کر
کیا پہلی حملہ اوسی قلعہ پر

دلیرون کی آگی قدم بڑہ گئی
نی سایہ دیوارون پر چڑہ گئی

تہور میں یکبارگی گہس پڑی
لڑی جیسی مضطر کی قسمت لڑی

پکڑ کر اکہیا کو تدبیر سے
کیا کشتہ تیغ و تبر تیر سے

ہوا فتح وہ قلعہ کوہسار
کیا سرکشوں نی وہاں سی فرار

ملا اس قدر مال بدخواہ کا
رہا غم کسی کو نہ تنخواہ کا

وہاں سی پہری ہمعنان ظفر
کیا کوٹ کلا کو زیر و زبر

حکومت یہان رامی کلا کی تہی
شب و روز تا مت رعایا کی تہی

علاقہ تہا مارت سی اسکی تباہ
نگاہو نین تہا روز روشن سیاہ

یہ کافر رئیسان اعظم سی تہا
مخالف شہنشاہ عالم سی تہا

سمجھتا تھا بیکار اورنگ و تاج — نہ کرتا اطاعت نہ دیتا خراج

وہان فوج لیکر جو نواب آی — چھپا قلعہ مین رای برگشتہ رای

پڑی گھیر کر فوجِ فیروزمند — ہوا ڈر سی محصورِ حصنِ بلند

یورش کر کی جا پوہنچی اوس قلعہ پر — بہادر فصیلون پر آئی نظر

درِ قلعہ پر یہ ہوئے تیغ زان — کہ خندق مین دریای خون تھا روان

کمندون سی طی کر کی راہِ حصار — گئی قلعہ مین دو دِلِ نامدار

شتابی درِ بند کو کھول کر — ہوئی فوج نواب کی راہبر

در آئی دلیرانِ خنجر گزار — ہوا فتح وہ قلعۂ استوار

یہان بھی بہت کچھ غنیمت ملی — ملا مال و اسباب دولت ملی

اسی طرح اکثر لڑائی ہوئی — ہزارون سی تیغ آزمائی ہوئی

ہوئی فتح فوجِ عدو مال سے — دبی مدعی زورِ اقبال سے

کسی جا سوا حرفِ زنہار کی — کوئی منہ چڑہا پھر نہ تلوار کی

رہی سرکشون کو نہ تابِ نبرد — ہوئی آتشِ فتنہ ہر سمت سرد

شرارت سی باز آئی جملہ شریر — ہوا ملکِ سرہند فرمان پذیر

بڑہایا کسی نی نہ حد سی قدم — اطاعت مین رہنی لگی دمبدم

پس فتح نواب عالی جناب — پھری ملکِ سرہند سی کامیاب

پہونچکر کیٹھیر مین با کر و فر — کیا قبضہ پھر اپنی ہر ملک پر

کھوجا کی نوابِ دی جاہ سی   کرین پاک سرہند بدخواہ سی
مگر دونوں بیٹوں کو چھوڑیں یہاں   سر اہل شر جا کی توڑیں وہان
نہ تکلیف ہو گی کسی طور سے   رہیں گی شب و روز آسی طور سے
پہنکر غرض خلعتِ زرنگار   ہوئی تو سِ برق وش پر سوار
ملی فوج سی شوکت و فر کے ساتھ   چلی سوی سرہند لشکر کی ساتھ
سکھوں کا علاقہ تہا اک رای پور   بغاوت سی نزدیک اطاعت سے دور
اکہیا وہاں ایک سردار تہا   تمام اہل فتنہ کا غمخوار تہا
تھا عاملِ نواب نی گھیر کر   کیا پہلی حملہ اوسی قلعہ پر
دلیروں کی آگی قدم بڑہ گئی   نی سایہ دیواروں پر چڑہ گئی
تہوریں یکبارگی گھس پڑی   لٹی جیسی مضطر کی قسمت لڑی
پکڑ کر اکہیا کو تدبیر سے   کیا کشتہ تیغ و تر تیر سے
ہوا فتح وہ قلعۂ کوہسار   کیا سرکشوں نی وہاںسی فرار
ملا اس قدر مال بدخواہ کا   رہا غم کسی کو نہ تنخواہ کا
وہاں سی پہری ہمعنانِ ظفر   کیا کوٹ کلا کو زیر و زبر
حکومت یہاں رای کلا کی تہی   شب و روز تا مت رعایا کی تہی
علاقہ تہا غارت سی اسکی تباہ   نگاہوں میں تہا روز روشن سیاہ
یہ کافر رئیسانِ اعظم سی تہا   مخالف شہنشاہِ عالم سی تہا

کہ جب ملک سرہند مین چار سو ۔۔۔ ہوئی فتنہ پردازی پرخاش جو

رئیسون نے کی شاہ سی سرکشی ۔۔۔ نہ کام آئی دولت نہ لشکر کشی

بنایا تمرد سی بالای کوہ ۔۔۔ ہر اک راجہ نی قلعہ پرشکوہ

جو ناظم گیا فوج لیکر ادہر ۔۔۔ پہرا اولٹی پاؤن بشکل نظر

امرا تمام اس سی حیران ہے ۔۔۔ ارا کین دولت پریشان تہی

وزیر الممالک نی انجام کار ۔۔۔ کیا عرض پیش شہ جم وقار

کہ بہتر یہی سرہند کا انتظام ۔۔۔ کرین جا کی نواب عالیمقام

پہونچکر مع فوج صولت کی ساتہ ۔۔۔ کرین حکمرانی سیاست کے ساتہ

سزا دین شریرونکو تلوار سے ۔۔۔ مٹا دین معاند کو گہربار سے

وہان فتنہ اصلاح پاتا رہی ۔۔۔ کٹہر کا جہگڑا بہی جاتا رہی

پس قتل رایان نخوت مآب ۔۔۔ وہان سی پہرینگی اگر فتحیاب

تو اعزاز و خلعت دیا جای گا ۔۔۔ مناسب جو ہوگا کیا جای گا

اگر سرکشون نی انہین دی شکست ۔۔۔ تو ہوجائینگی حوصلی دل کی پست

پریشان ہو جائی گی انکی فوج ۔۔۔ نہوگی یہ شوکت نہ یہ اوج موج

جو کچہ اسمین ہو لاابالی نہین ۔۔۔ کوئی بات حکمت سی خالی نہین

یہ تقریر سنکر شہ خوش خصال ۔۔۔ نہایت ہوئی شاد خرم کمال

کہا یہ بہت خوب تدبیر ہے ۔۔۔ مناسب نہین اسمین تاخیر ہی

پی صلح تدبیر کرنے لگے | لڑائی میں تاخیر کرنے لگے
پس گفتگوی مشیرانِ کار | یہی بات آخر کو پائی قرار
کہ نواب ہمراہ سرکار ہون | ریاست سی اب دست بردار ہون
پشیمان ہون اپنی تقصیر سے | کرین عذر شاہِ جہانگیر سے
رہیں چلکی دہلی مین شام و سحر | اطاعت سی پہیرین نہ سر مو بسر
وزیر الممالک نی نواب کو | لکہا شرطہای حکم تاب کو
وہ شرطون کو پڑہ کر ہوئی کچہ ملول | مگر شاد و ناشاد کرلی قبول
پسِ ترکِ سنگرہ وہ عالیجناب | ہوئی لشکرِ شاہ کی ہمرکاب
گئی ساتہ دہلی کو دو لختِ دل | بدر سی رہی روز و شب متصل
جو تہی اور فرزند دلبند چار | ہوئی آنولی مین اقامت گذار
وہین شان و شوکت سی رہنی لگی | شب و روز راحت سی رہنی لگی
یہ جب ہو چکی مدتی آشکار | عدو بن چکی گردشِ روزگار
یکایک خداوندِ کون و مکان | ہوا حالِ نواب پر مہربان
کرم کی نگاہین ادہر ہو گئین | مصیبت کی گہڑیان بسر ہو گئین
سادوسے چرخِ ستمگار پہر | ہوا طالعِ خفتہ بیدار پہر
ترقی پہ اقبال آنے لگا | بلندی مقدر دکہانی لگا
[illegible] تفصیل احوال کی | حقیقت ہی یہ اوج اقبال کی

ہوا آخرا کدن یہی اتفاق | کہ نواب صفدر نی ڈالا نفاق
لگائی بجہائی کی ایسی کہ شاہ | پریشان ہوئی صورتِ دود آہ
طبیعت کا بدلا یہ غصی مین رنگ | چلی سوی نواب خود بہرِ جنگ
سنی جبکہ نواب نی یہ خبر | ہوا دل تردد سی زیر و زبر
کوئی قلعہ تہا آنولی کی قریب | نہو دخل جسمین ملک کو نصیب
بلندی متانت مین مانندِ کوہ | حصارِ فلک سی سوا پُر شکوہ
زبس شہر سی فرسخون دور تہا | زمانی مین بنگڑہ وہ مشہور تہا
وہان جا کی نوابِ عالی ہمم | ہوئی جلوہ افروز طبل و علم
مگر رہ گئی ساتہ لیل و نہار | سوار و پیادہ فقط دس ہزار
بہم ایسی نا اتفاقی ہوئی | کہ آوارہ وہ فوج باقی ہوئی
ہزارون تو نکلی نہ خرگاہ سی | ہوا ہو گئی سیکڑون راہ سی
ملی قلعہ مین انکو جای پناہ | پڑی گہیر کر ہر طرف فوج شاہ
اسیطرح مدت گئی جب گذر | ہوئی تنگ نواب والا گہر
یہ چاہا کہ تیغ آزمائی کرین | نکلکر صفون کی صفائی کرین
چلے تیغِ فولاد میدان مین | شجاعت کی دین داد میدان مین
ادہر عزم یہ تہا کہ ناگاہ اودہر | اراکینِ شاہی کو پہونچی خبر
ہوئی مضطرب سب اِس آہنگ سی | ڈری آتشِ افروزیِ جنگ سی

ادہر سی جو حاصل فراغت ہوئی
سراپا اودہر صرف ہمت ہوئی

تامل ہوا دل سی برجاستہ
کیا ایکدن لشکر آراستہ

دیا حکم فوج ہمایون ٹرسے
سو راہِ کوہ کماؤن ٹرسے

گذر کر رہِ سخت و دشوار سی
چڑہی کوہ پر قصد پیکار سی

جو راجا کی یہ راہ دیکھا
گریزان ہوا دوسری کوہ پر

جو کچہ مال و اسباب تہا رہ گیا
یہیں جا بجا سب پڑا رہ گیا

کیا غازیون نی پسِ ترکتاز
سو مال دستِ غنیمت دراز

لٹا کر زر و مال و اسباب کو
لکہا عذر راجہ نی نواب کو

پشیمانیِ جرم تحریر کی
تمنا لکہی عفوِ تقصیر کی

تحائف روانہ کیی بی شمار
عنایت کرم کا ہوا خواستگار

پڑہا خط تو حضرت کو رحم آگیا
غم و غصہ سب دل سی جاتا رہا

امان اوسکو دی کر اوسی راہ سی
پہری شوکت و حشمت و جاہ سی

پہونچکر لکہیر مین فیروزمند
شب و روز رہنی لگی بی گزند

مگر یہ عصب تہا کہ سرکار میں
سوائی وزیر اہل دربار میں

کوئی یار و دمساز انکا نہ تہا
طلبگارِ اعزاز انکا نہ تہا

ہوا اعیانِ دولت تہی ہر بات مین
رہا کرتی تہی روز و شب گہات میں

یہی ڈہونڈہا کرتی تہی موقع محل
کہ ڈالین ریاست میں انکی خلل

غنیمت سی غازی توانگر ہوئی
جو محتاج تھی صاحبِ زر ہوئی

اوڑی شہرِ دہلی مین جب یہ خبر
ہوئی منفعل سنکے اربابِ شر

خصوصاً جو مفسد تھی دربار مین
جنہین دخل تھا کارِ سرکار مین

رہا دیر تک عمدة الملک دنگ
اوڑا چہرے سی نواب صفدر کی رنگ

سنا کر اس احوالِ جانکاہ کو
منغص کیا خاطرِ شاہ کو

دیا حکم شہ نی پیِ انتقام
بجا لائی دستورِ والا مقام

اوسی روز ہمراہِ فوجِ گران
کیا اپنی نورِ نظر کو روان (یعنی معین الملک)

بظاہر پیِ جنگ رخصت کیا
مگر وقتِ موقع یہ سمجھا دیا

کہ آپس مین تیغ آزمائی نہو
جہان تک ہو ممکن لڑائی نہو

وہ آئی یہان جاہ و عزت کے ساتھ
ہوئی خیمہ زن شان و شوکت کے ساتھ

یہی روز باہم رہی گفتگو
برآئی دلی ایک دن آرزو

دونون نی صلحنامہ رقم
ہوئی دور وہ مفسدی یکقلم

جو تھی خیمہ زن فوجِ شاہی یہان
ہوئی سوی دار الخلافہ روان

فراغت سی نواب والا مقام
ریاست کا کرنی لگی انتظام

غمِ فکرِ بیجا نہ باقی رہا
کوئی قصہ جھگڑا نہ باقی رہا

مگر ہان غمِ قتلِ داؤد خان
شب و روز رہتا جگر مین تہا

یہی آرزو دل مین رکھتی مدام
کہ راجہ سی اب لیجئے انتقام

حسد رشک سی سخت مضطر ہوا
شریک اسمیں نواب صفدر ہوا

یہ دونون دلوں مین ہم کرکے ساز
ہوئی راجہ ہرنند سی ربط ساز

یہاں کی نظامت بڑی بتا لسی
اوسی نے دلوا لی سلطان سے

وہ دہلی سی ہمراہِ فوجِ گران
یہاں آکی جس دم ہوا حکمران

ستمگروں کی امواسی ہر بات میں
تجسس کی لیسے لگا دیکھنے

عدو جسکے نواب سی روز و شب
خلش دل میں رکھنی لگا بی سبب

کج اندیش پایا جو بدخواہ کو
نہ تاب آئی نواب حق خواہ کو

کیا لشکر آراستہ بہرِ جنگ
پی قتل باندی کمر چست و تنگ

لیی ساتھ اپنی یمین و یسار
سوار و پیادہ پیادہ سوار

ہوئی پشتِ رہوار پر جلوہ گر
چلی جانبِ ناظمِ بدگہر

یہونچکر سرِ فوج پر ناگہاں
گری صورتِ برقِ آتش فشاں

دلیروں نی تلوار پر رکھ لیا
کسی کو نہ مطلق سنبھلنے دیا

پڑا تفرقہ جسم میں ہر کہیں
گرا تن کہیں خاک پر سر کہیں

جہسے رحم الحامِ پرخاش پر
اجل روئی ہر ایک کی لاش پر

سہی لاکھ سختی مگر اوس گھڑی
سوا بہاگنی کی نہ کچھ بن پڑی

وہ ہرنند بھی وقت پیکار کے
ہوا کشتہ ساتھ اپنی سردار کی

جو لوٹا زر و مال اسباب کو
ترقی ہوئی اور نواب کو

پی از دیادِ شکوہ و حشم | کیا مرحمت طبل و قبہ علم
ہوئی پہر یہ نوبت کہ نوبت ملی | پی ضربِ سکہ اجازت ملی
محبت سی پہر بعد اسم جناب | بڑہایا بہادر برای خطاب
سرِ نام اقدس لطافت کی ساتہ | لکہا لفظ فدوی اضافت کی ساتہ
ملا منصب خاص بی صرف گنج | مقدم ہزاری سی تہا جسمین پنج
عرض یہ مناصب یہ خلعت خطاب | یہ ملبوسِ شاہِ سلیمان جناب
یہ نقارہ نوبت یہ قبہ علم | یہ ماہی مراتب یہ جاہ و حشم
پہر ایسکی دہلی سی جسدم سفیر | گیا پیش نوابِ قیصر نظیر
عطیاتِ شاہِ فلک احتشام | کیا پیش کشتی مین رکہکر تمام
وہ سامان جاہ و حشم دیکہکر | ہوئی شاد نواب والا گہر
بچہا کر مصلی بصد انکسار | کیا سجدۂ شکرِ پروردگار
اوسیدن سی اقبال بڑہتا گیا | نیا ملک ہر سال بڑہتا گیا
انہین کا کٹیہر مین لیل و نہار | ترقی دکہاتا رہا اعتبار
یہانتک کہ جملہ رعیت سپاہ | سمجہنے لگی مستقل بادشاہ
یہ اعزازِ شاہی جو افزون ہوئے | ہزارون کی دل رشک سی خون ہوئے
سوا ایک دستورِ اعظم کی سبب | ہوئی ہمدم رنجش بی سبب
خصوصًا بد اندیشہ و ناصواب | کہ تہا عمدۃ الملک جسکا خطاب

مہر نواب علی محمد خان بہادر فدوی محمد شاہ بادشاہ

بہم یونہیں کچھ دم لڑائی رہی
دلیروں میں تیغ آزمائی رہی

تہور ارادوں کو جیسا کیا
بڑہا حوصلہ یہ کہ حملا کیا

ہر اک سمت پیاس اہلِ پیکار کی
بجہائی لگی آب تلوار کی

نہایت عداوت کی ہونی لگی
لڑائی قیامت کی ہونی لگی

جدائی ہوئی جسم میں جان میں
گری سر ہزاروں کی میدان میں

رئیس نجت نواب والا گہر
شب و روز تہا زیر چرخ اوج پر

پڑا تفرقہ قوم سادات میں
گریزاں ہوئی بات کی بات میں

لڑی جو سرہ سرہ کی تلوار سی
مگر ہٹ گئی تہک کی بیکار سی

دم جنگ میں حملہ اہلِ فساد
ہوا ہو گئی صورتِ گرد باد

یہاں پر جو تیغ آزمائی ہوئی
بلا شرکتِ فوجِ ستائی ہوئی

فقط فوجِ نواب نی دی شکست
اسی نی کیا سربلندوں کو پست

پسِ فتح نوابِ عالی مقام
پہری آنولی کی طرف شاد کام

یہاں آکی ہمراہ فوجِ کثیر
کیا دوندی خاں کو مقرر سفیر

مع ہدیہ و نذرِ شاہِ جہان
گیا سوی دربارِ دہلی روان

وہاں بادشہ نی پئی اقتدار
عنایت کیا خلعتِ زرنگار

جو دیکہا رفیقانِ نواب نی
توانیس پائی گئی پارچی

وموہ عطوفت سی ملبوسِ خاص
عطا کرکے امروں کیا اختصاص

کہ خواجہ سرا تہا نہایت شریر — خودی مین نہ رکہتا تہا اپنا نظیر

غرورِ نظامت مین مثلِ حباب — اوبہر کر ہوا حد سی افزون خراب

غرض سمتِ نواب جم جاہ سی — نکالی کدورت دلِ شاہ سی

علاقی کی ناظم بصد کرّ و فر — ہوئی عظمت اللہ خان کی پسر

یہان آکی مثلِ پدر صبح و شام — نظامت کا کرنے لگے انتظام

پسِ چند سادات نی بخطر — بغاوت سی باندہی کمر شاہ پر

خرابی کا اندیشہ جب تار یا — ہوا مسکنِ شور و شر بارہا

معیت مین ایک عمدہ سردار کے — روانہ ہوئی فوج سرکار کی

بن آئی ادہر حسنِ تقدیر سے — کہ دستورِ اعظم کی تدبیر سی

ہوا جلوہ بخش آکی فرمانِ شاہ — کہ نواب جم جاہ و دولت پناہ

یعنی نواب علی محمد خان بہادر ۱۲

مدد فوجِ شاہی کی جا کر کرین — مناسب جو سمجہین برابر کرین

کمال اس سی نواب خوشدل ہوئے — اوسی دم شرف بخشِ منزل ہوئی

جو بارہہ کی سرحد مین رکہا قدم — بڑہی آگی ساداتِ والا حشم

مقابل پہ جنگ آکر ہوئے — صف آرا برابر برابر ہوئی

چلی دونون جانب سی تیر و تفنگ — ہوا عرصۂ حشرِ میدانِ جنگ

ہزارون جوانانِ سینہ سپر — تڑپنی لگی ہر طرف خاک پر

اجل مرنی والون سے تنگ آگئی — بڑہی بہیڑ ایسی کہ گہبرا گئی

پڑین توپوں پر ہر طرف تیاں — ہوئی اژدہی منہ سی آتش فشاں
دہواں چہا گیا چار سو مثل میغ — چمکنی لگی صورتِ برق تیغ
چلی بسکہ کثرت سی تیر و تفنگ — ہوا پر ہوا تنگ میدانِ جنگ
یہی کشمکش چند ساعت رہی — قیامت کی برپا قیامت رہی
ہوئی صبح نکلا بصد آب و تاب — لیی تیغ برقِ شعاعِ آفتاب
دلیرانِ نوابِ والا گہر — ہوئی حملہ آور بصد کر و فر
چلی کٹہکی جو تیغ اک آن میں — ہوئی کشتوں کی پشتی میدان میں
نہنگانِ بحرِ وغا کا لہو — کہیں تا کمر تہا کہیں تا گلو
تہور سی نوابِ جم جاہ کے — قدم اوٹہ گئی لشکرِ شاہ کی
وہیں پہینک کر تیغ و طبل و علم — کیا بزدلوں نی مقابل سے رم
جو سر دار باغی تہی ماری گئی — دمِ تیغ کی گہاٹ اوتاری گئی
دو خواہ سرا بہی زمانِ فرار — ہوا کشتہ خنجرِ آبدار
ہوئی فتح نوابِ جم جاہ کی — ملی خاک میں جان بدخواہ کی
ارادہ ہیا رنگ دکہلا گیا — علاقہ وہ قبضی میں کل آگیا
ہوا فتح کا شہرہ ہر شہر میں — مچی دہوم اقبال کی دہر میں
عدوِ جہاں کو جو پونہچی خبر — حسین سی ہوئی ناخوشی جلوہ گر
مگر پاکی موقع دم التفات — سنائی یہ دستورِ اعظم نی بات

پہونچکر یہان وہ شریر ازل | رئیسون سی کرنی لگا دل مین بل

شکایت لکہی اسقدر روز و شب | کہ سلطانِ عالم کو آیا غضب

ہوا عظمت اللہ خان پر عتاب | کیا اس گدہی کو نظامت مآب

یہ خدمت جو اوسکو ملی بی محل | ہوا اوربہی سر مین پیدا خلل

تکبر سی فرعونِ ثانی بنا | خرِ مسندِ خسروانی بنا

غرورِ نظامت مین وہ روسیا | سمجہنی لگا آپ کو بادشاہ

گذر کر رہ و رسمِ آداب سی | ہوا بر سرِ کینہ نواب سے

عداوت شب و روز رکہنی لگا | جگر آتش افروز رکہنی لگا

وہ آیا کیا مُنہ ہر اک بات مین | یہ ٹالا کیی اکثر اوقات مین

نہ باز آیا جب وہ پریشان خیال | ہوئی تنگ نواب قدسی خصال

بگڑ کر ہوئی مستعی جنگ پر | چڑہی صبحدم پشتِ شبرنگ پر

لیی ساتہ مردانِ لشکر شکن | چلی جانبِ ناظمِ نیمزن

پڑی یہ خبر اوسکی جب کان مین | ہوا مستعد وہ بہی میدان مین

صف آرا کیا لشکرِ بیشمار | کسی جا پیادہ کسی جا سوار

ادہر تہا یہ سامانِ طبل و علم | کہ آپونہچی نواب گردون حشم

بہم دونون لشکر صف آرا ہوئی | قیامت کی ڈہنگ آشکارا ہوئی

بڑہی آگی مردانِ جنگ آزما | پکاری اجل دیکہکر مرحبا

ہوا ہر طرف شورِ ماتم بلند
لی آہ نام فلک کی کمند

محیط عالم اہلِ عالم ہوا
ہر اک صورتِ زلف برہم ہوا

حضور مثنا موید من اللہ کا
جگر بند سردار ذی جاہ کا

ترقی تھی ہر چند اقبال مین
مگر آپ تھی چودھویں سال مین

اوسی دن تمام امرائِ سپاہ
اراکین دولت خواہانِ جاہ

فراہم ہوئی غنچۂ گل کی طرح
ہوئی گفتگو سار بلبل کیطرح

پسِ مشورت بی تکلف وہیں
کیا اون سردار کو جانشین

وہ ہنگامۂ غم ہوا برطرف
مسرت کا نقشہ جما ہر طرف

ہوئیں نذریں اعیانِ درگاہ کی
چلیں تو ہیں اوس آسمان جاہ کی

ریاست کو آباد کرنے لگے
رعایا کو دلشاد کرنے لگے

خبر سنکی یہ **عظمت اللہ خان**
نہایت ہوئی خرم و شادمان

بہت لطف سی پیش آتی رہی
قدیمی محبت جتاتی رہی

اسی وجہ سے چند شاہی محال
رہی اُنکی قبضے میں بی قیل وقال

اوسی عہد میں **آنولی** کی قریب
علاقہ تھا کوئی نہایت عجیب

منونہ تو مشہور اکثر میں تھا
معظم نگر نام دفتر میں تھا

جو تھی **عمدۃ الملک** شاہی ندیم
وہ موضع تھا جاگیر اونکی قدیم

پی بندوبست ایک خواجہ سرا
معظم نگر میں مقرر ہوا

پہونچکر یہان وہ شریر ازل | رئیسون سی کرنی لگا دل مین بل
شکایت لکہی اسقدر روز و شب | کہ سلطان عالم کو آیا غضب
ہوا عظمت اللہ خان پر عتاب | کیا اس گدہی کو نظامت مآب
یہ خدمت جو اوسکو ملی بی محل | ہوا اوربہی سر مین پیدا خلل
تکبر سی فرعون ثانی بنا | خر مسند خسروانی بنا
غرور نظامت مین وہ روسیا | سمجہنی لگا آپ کو بادشاہ
گذر کر رہ و رسم آداب سی | ہوا بر سر کینہ نواب سے
عداوت شب و روز رکہنی لگا | جگر آتش افروز رکہنی لگا
وہ آیا کیا منہ ہر اک بات مین | یہ ٹالا کیی اکثر اوقات مین
نہ باز آیا جب وہ پریشان خیال | ہوئی تنگ نواب قدسی خصال
بگڑ کر ہوئی مستعی جنگ پر | چڑہی صبحدم پشت شبرنگ پر
لیی ساتہ مردان لشکر شکن | چلی جانب ناظم نیمزن
پڑی یہ خبر اوسکی جب کان مین | ہوا مستعد وہ بہی میدان مین
صف آرا کیا لشکر بیشمار | کسی جا پیادہ کسی جا سوار
ادہر تہا یہ سامان طبل و علم | کہ آپونہچی نواب گردون حشم
بہم دونون لشکر صف آرا ہوئی | قیامت کی ڈہنگ آشکارا ہوئی
بڑہی آگی مردان جنگ آزما | پکاری اجل دیکہکر مرحبا

ہوا ہر طرف شورِ ماتم بلند ۔ تھی آہ نام فلک کی کمند
محب عالمِ اہلِ عالم ہوا ۔ ہر اک صورتِ زلف برہم ہوا
خصوصاً مؤید مِن اللہ کا ۔ جگر بند سرداری جاہ کا
ترقی تھی ہر چند اقبال مین ۔ مگر آپ تھی چودھویں[۱۴] سال مین
اوسیدن تمام امرائے سپاہ ۔ اراکینِ دولت خوانینِ جاہ
فراہم ہوئی غنچۂ گل کی طرح ۔ ہوئی گفتگو سار بلبل کیطرح
پسِ مشورت بی تکلف وہیں ۔ کیا ان سردار کو جانشیں
وہ ہنگامۂ غم ہوا ہر طرف ۔ مسرت کا نقشہ جما ہر طرف
ہوئیں ندریں اعیانِ درگاہ کے ۔ چلیں توپیں اوس آسمان جاہ کی
ریاست کو آباد کرنے لگے ۔ رعایا کو دلشاد کرنے لگے
خبر سنکی یہ **عظمت اللہ خان** ۔ نہایت ہوئی خرم و شادماں
بہت لطف سی پیش آتی رہی ۔ قدیمی محبت جتاتی رہی
اِسی وجہ سے چند شاہی محال ۔ رہی انکی قبضی میں بی قیل و قال
اوسی عہد میں **آنولی** کی قریب ۔ علاقہ تھا کوئی نہایت عجیب
منونہ تو مشہور اکثر میں تھا ۔ **معظم نگر** نام دفتر میں تھا
جو تھی **عمدۃ الملک** شاہی ندیم ۔ وہ موضع تھا جاگیر اونکی قدیم
پی سدو لسمت ایک جو اوسکا سرا ۔ معظم نگر مین مقرر ہوا

ملا پہلی راجہ مدارات سے | کیا قید آخر کسی گہات سی
گرفتار بند عقوبت ہوئی | اسیر کمند مصیبت ہوئی
نہ بن آئی برگشتہ تقدیر سی | کوئی کام نکلا نہ تدبیر سے
ستمگر نی آخر اوسی کوہ پہ | کیا قتل سردار کو بیخطر
لہو سی ہوا لالہ گون پیرہن | بنا غیرت ارغوان نسترن
کیا بیکسی نی گریبان چاک | اوڑائی بگولون نی اوٹہ اوٹہکی خاک
سر آسمان خم الم سے ہوا | پشیمان ظالم ستم سی ہوا
جدہر جوش غم مین اوٹہائی نظر | خدائی مصیبت مین آئی نظر
سیہ پوش شب داغ مہتاب تہا | ستارونکی آنکہون مین خوناب تہا
خط کہکشان دی رہا تہا خبر | کہ صدمی سی شق ہی فلک کا جگر

مسند نشین شدن نواب مستطاب معلی القاب
خورشید علم گردون حشم جناب نواب علی محمد خان صاحب بہادر طاب ثراہ

جو دیتا ہی دی آج ساقی مجہی | نہین کل کی امید باقی مجہی
زمانہ برنگ دل بیقرار | بدلتا ہی دم بہر مین پہلو ہزار
محبت پر اسکی بہروسا نکر | وفا دوستی کی تمنا نکر
سنی گوش دل سی جو میرا بیان | سناؤن نئی رنگ کی داستان
کہ جب قتل داؤد خان کی خبر | ہوئی چار سو دہر مین مشتہر

کماؤں کی راجہ نی انجام کار ملا کر مع کل پیادہ سوار

مراعات اعمار دل خواہ کی موافق مراتب کی تنخواہ کی

بڑھایا یہ **داؤد خان** کا وقار دیا اپنی کل فوج کا اختیار

تہی اوس عہد دولت میں ناظم یہاں گرامی منش **عظمت اللہ خان**

انہیں حکم آیا یہ سرکار سی کہ سرکاٹو راجہ کا تلوار سی

ہوئی دو نو جانب سی لشکر کشی غضب لائی انجام کو سرکشی

بڑہائی دلیروں نی آگی قدم چلی پیچھے لیکے تیغ دو دم

اجل پر پڑی ہیر میدان میں ہزاروں نی دی جان اک آن میں

ہوئی مدعی فوج شاہی سی پست کماؤں کی راجہ نی پائی شکست

ہوا اوسکو تب صورت جسم و جاں موافق ہیں ناظم سی **داؤد خان**

مخالف سی رکہتی ہیں در پردہ ساز شب و روز رہا ہم ہی قومی نیاز

سمجھتی ہیں بیجا حمیت تو ہی لڑائی میں کرتے ہیں پہلو تہی

سمجھکر یہ چپ ہو رہا مد گہر نہ کم کی کوئی رسم ظاہر مگر

گیا داغ دل سے نہ اس بات کا رہا منتظر وقت کا گہات کا

پس مدت چند وہ نابکار ہوا خود ملاقات کا خواستگار

لکہے ولولے شوق جانکاہ کی ملایا بہائی سی تنخواہ کی

چلی گہر سی سردار **داؤد خان** سر قلہ کوہ گردون نشان

بلند اس قدر انکا رتبا ہوا
کہ گہر گہر ولایت مین شہرا ہوا

ہزارون خوانینِ رستم نظیر
ہوی ہند مین آکی فرمان پذیر

شب و روز خدمت مین رہنی لگی
اطاعت رفاقت مین رہنی لگے

دیا داؤد خان کو وہ جاہ و وقار
کہ عالم نی اونکا کیا اقتدار

انہین کی عنایت سی آکر یہان
بڑہی حافظ الملک سردار خان

ہوئی فتح خان خانساماں ندیم
بنی صدر خان جان نثارِ قدیم

نجیب آکی خدمت مین نامی ہوئے
مکرم معظم گرامی ہوئی

اوسی عہد مین اک زمیندار تہا
بجائی خود اک عمدہ سردار تہا

دلاور قوی صاحبِ فہم و رای
اوسی کہتی تہی سب مدار السہای

شریک اور جو اوس ریاست مین تہے
سوا فوج و سامان و قوت مین تہی

کمک لی کی سردارِ مذکور سی
ہوا جنگجو خصم مغرور سی

نہ لائی وہ اسکی لڑائی کی تاب
ہزیمت کو سمجہی مناسب صواب

ظفریاب ہوکر یہ میدان سی
پہرا شوکت و جاہ سی شان سی

تحائف کئی پیش و نقدِ کثیر
رہا تابعِ حکم و منت پذیر

اسی طرح بڑہتا گیا اقتدار
ترقی دکہاتا رہا روزگار

سمجہکر ریاست کی پشت و پناہ
بڑہائی رئیسون نی خود رسم و راہ

خصوصیت اظہار کرنی لگی
دم اخلاص و الفت کا بہرنی لگی

عرس میں ہوں اولادِ آلِ رسول
علی میرے دادا ہین دادی بتول

یہ سب کلی سردار داؤد خان
نہایت ہوئی خرم و شادمان

کہا انکو فرزند اپنا کیا
مگر بندِ دلبند پایا کیا

موخر مقدم کیا نام مین
محبت سی جان ضم کیا نام میں

اوسیدون سی یہ وردِ عالم ہوا
فراموش وہ اسمِ اعظم ہوا

تنعم مین دن رات پلنے لگے
ارادی نمو سکے نکلنے لگے

معلم اتالیق نوکر ہوئے
پرہانی پر اسکی مقرر ہوئی

بلندختری اسکی قسمت میں تہے
عصب کی رسائی طبیعت میں تہی

یہ عالم تہا ذہن خداداد کا
کہ دم بند تہا نطقِ اُستاد کا

کتابیں جو درسی زمانے مین ہین
شب و روز پڑہی پڑہانی ہیں ہین

کئی سال میں وہ فلک قدر تہا
ہوئی پڑہ کی علامۂ روزگار

سوا اسکے جو فن دلیروں کی ہیں
بہادر جوانون کی تیروں کی ہیں

وہ سب ختم تہی آپ کی ذات پر
جہکاتی تہی جنگ آزما سکی سر

فن شہسواری میں تہی بی نظیر
لگاتی تہی میتل عالم سے تیر

علم چار سو نیزہ بازی میں تہے
وحیدِ جہاں ترکتازی میں تہے

ادہر سیبی یُمنِ قدم کامیاں
کہ ثروت میں سردار کو ناگہاں

ترقی شب و روز ہونے لگے
نمائش دل افروز ہونے لگے

ہوئی سیکڑوں کشتہ تلوار سے / گوی خاک پر پشت رہوار سی

ہوا حد سی افزون جو باہم قتال / کیا ایک کو خسیچ نی پائمال

گھٹی ہمت اوس قوم مجبور کے / بڑہی فوج سردار نا کور کی

ادہر غل ہوا فتح کا چار سو / ادہر لیکی بھاگی شکست آبرو

ہوئی جسطرف جسکو ممکن امان / گریزان ہوا مثل عمر روان

بڑہی آگی سردار والا گہر / ہوئی داخل اوس دیہ مین بیخطر

گذر اک جگہہ مین جو اوسکا ہوا / عجب رنگ قدرت ہویدا ہوا

یہ دیکھا کہ اک طفل یوسف جمال / جوان طالع و پیر خو خرد سال

برنگ قد شعلہ شمع نور / نظر مین سراپا سراپای نور

جبین سے بشکل مہ ناتمام / بزرگی کے آثار پیدا تمام

تکلم مین تفصیل اجمال کی / ہر اک بات مین بات اقبال کی

نہ لشکر کی دہشت نہ کچہ خوف جان / قیافہ سی ظاہر اولوالعزمیان

یہ عالم جو آیا نظر ناگہان / ہوئی دنگ سردار **داؤد خان**

محبت کے پیدا ہوئی ولولے / کیا پیار اوسکو لگا کر گلے

کہا کہئی کیا نام ہی آپ کا / پتا دیجئی اپنی مان باپ کا

کہا کہتے ہین ای شفیق دلی / مجہی لوگ **سید محمد علی**

پدر کا **دلاور علی** نام ہی / یتیمی سی اس عمر مین کام ہے

ملوکانہ تدبیر سے صبح و شام | ممالک کا اپنی کیا انتظام

اراکینِ دولت رعیت سپاہ | دیا سبکو اعزاز و آرام و جاہ

اوسی عہد مین زُودہ سی ناگہان | ہوئی واردِ ہند داؤد خان

مع سازو سامان و راہِ سفر | کٹیہر میں آکر ہوئی جلوہ گر

پسند آئی دل کو جو وہ سرزمین | رہی چند مدت اقامت گزین

زبس اخترِ بخت بیدار تھا | ترقی کا ہر شی سی اظہار تھا

اولوالعزمیاں دل مین پیدا ہوئیں | بلندی کی شکلین ہویدا ہوئین

بڑہی حوصلی شوکت و جاہ کی | ارادوں نی بوسی لبی ماہ کے

رئیسوں مین حاصل کیا اعتبار | بہت کچہ دیا بخت نی اقتدار

ریاست کی سامان پیدا کئی | ہزاروں سلحشور یکجا کئی

مخارج مداخل سی افزوں ہوا | دل اس فکر و اندوہ سی خوں ہوا

جو **بانکولی** اک قصبہ مشہور ہے | شریفوں نجیبوں سی معمور ہے

خصوص اوسمین سادات کثرت سی تھے | یہی لوگ اوسوقت عزت سی تھے

نہ تہمک آکی سردار نی بی خطر | کیا حملہ ایکدن اوسی دیہ پر

مواغل تو ہشیار غافل ہوئے | دلیرانہ بڑہ کر مقابل ہوئی

ہوا گرم ہنگامہ کارزار | زمی خوں سی رنگہ لالہ زار

چمکتی رہی دیر تک برقِ تیغ | فلک منہ چہپاتا رہا زیرِ میغ

[illegible] ... کا ہم ہی
جوانی کا اپنی ہی ماتم مجھے

گران جان کی ناتوانی سی ہون
سبک رخصت زندگانی سی ہون

دم چند کا ہی فقط انتظار
لب گور ہون کیا مرا اعتبار

خرد مین نہ قوت نہ ادراک مین
ملاتی ہی پیدائشی خاک مین

اس آفت مین باریک بینی کہان
خیال سخن آفرینی کہان

خموشی کو نام سخن بار سے
لب خشک یا یوس گفتار سے

فقط آرزو ہی کہ جب تک جیون
شراب حیات دو روزہ پیون

نہ مارا پھرون چار سو دہر مین
ہمیشہ رہون مین اسی شہر مین

نہ چھوڑون قدم ظل سبحانی مین
فلک رتبہ **کلب علیخان** کے مین

بجا لاؤں شرط غلامی مدام
دعاگوی دولت رہون صبح و شام

یہان سی ہی آغاز مطلب رقم
موافق ہین باہم زبان و قلم

ذکر خبر تشریف آوردن سردار داؤد خان وفروغ یافتن در ہندوستان

پلا مجھکو ساقی کوئی جام می
کہ ہون آج ہم بزم کاؤس کی

ذرا موج می سے جو تر ہو زبان
لکھون حال سردار **داؤد خان**

کہ جب دم بہادر شہ کامیاب
کہ تھا شاہ عالم ہی اونکا خطاب

محمد معظم بن اورنگ زیب
ہوئی تاج و تخت خلافت کی زیب

بہرحال کی ختم یہ مثنوی — بجالایا ارشادِ پیغمبروے
دل و جاں ہوئی فکر سی مطمئن — گئی کاہش و رنجِ پیہم کے دن
ہوئی دل سے رخصت پراگندگی — پریشاں دماغی کی سد گی
زباں آشنای خموشی ہوئی — جدا فکر کی گرمجوشی ہوئی
قلم کو کتابت سی فرصت ملے — رقم کو تمامی کی رخصت ملی
تمنا ہی جب دیکھیں اربابِ فن — یہ گلدستۂ نوبہارِ سخن
جہاں پائیں جلسۂ زیباں کچھ خلاف — مجھی رکھیں طعنِ زباں سی معاف
کہ شاعر نہیں میں سخنور نہیں — زباں داں نہیں نکتہ پرور نہیں
نہ دعوای شیوا زبانی مجھے — نہ لافِ کمالِ معانی مجھے
نہیں قابلِ اعتبارِ سخن — نہ خواہانِ جاہ و وقارِ سخن
یہ پیشہ کچھ آبائی اپنا نہ تھا — مددگون کو اس سی علاقہ نہ تھا
اب و عم مری سنکی ہوتی تھی تنگ — سمجھتے تھی ہرزہ خیالی کو ننگ
مگر میں طبیعت سی مجبور تھا — یہی میری قسمت کو منظور تھا
اسی فن میں گذری جوانی مری — ضعیفی ہوئی یارِ جانی مری
وہ عالم نہیں اب وہ سودا نہیں — وہ شوقِ دلِ نظم پیرا نہیں
نہ گرمی طبیعت میں باقی رہی — نہ وہ صحبتِ جام و ساقی رہی
ضعیفی سی رجسا نہیں ہی جلس — نگاہوں میں پھرتی ہی تصویر یاس

کم و بیش کا پاس ہر دم رہی — ہر اک بات صحت سی توام رہی
سنا جب یہ ارشادِ معجز اثر — کیا عرض ای خسروِ دادگر
خبر کیا مجھی واقعی حال سے — کرون کسکی تفصیل اجمال سے
ہوا حکم تمکو ملیگی کتاب — بہت معتبر منتخب لاجواب
چنانچہ پس مدتِ چند روز — عنایت ہوا نسخۂ دلفروز
اوسی مینی دیکھا تو آیا نظر — سراپا صحیح و ہمہ معتبر
اوسی نثر کو مینے موزون کیا — جگر کو دمِ فکر پر خون کیا
تصرف سرِ مو کسی جا نہین — کم و بیش کا دخل اصلا نہین
مگر ہان ضرورت سی دو چار نام — کہی نظم بی قاعدی لا کلام
گری حرف تقطیع سی بیگمان — نہ بن آئی کچہ مجسی وقتِ بیان
مقام کنایہ اشارہ نہ تہا — سوا اسکی کچہ مجکو چارہ نہ تہا
کسی جا کیا نظم تنہا خطاب — کہین دل سی ترکیب دی لاجواب
غرض مجکو انجام تک ہر کہین — یہی دقتین پیش آتی رہین
شب و روز کہایا وہ خونِ جگر — کہ رگ رگ مین ہی امتلا کا اثر
اسی فکر مین صبح تک شام سے — نہ سویا کبہی شبکو آرام سے
رہا سرمۂ چشم دودِ چراغ — یہی فکر تہی خانہ سوزِ دماغ
لہو پانی دن رات کرتا رہا — کہیون نہ جیتا نہ مرتا رہا

یہہ رہی اس ریاست کی دشمن تباہ ‏ رہیں لطف و آرام سی خیرخواہ

دربیان سبب تالیف کتاب مستطاب

سنبھل بیٹھ ای ساقیِ مستِ ناز ‏ ابھی سی نہو اسقدر بی نیاز
یہاں روبرو اور عالم ہی آج ‏ سرورِ می ساغرِ جم ہی آج
وہاں ہوں جہاں رعب و فر دیکھکر ‏ لشکر کیا فرشتوں کی حلقی ہیں یہ
نکلتی ہی ہیبتِ حدیو جہاں ‏ زیادہ ہوس سے تمنای جان
مجھی مارہی اپنی تقدیر پر ‏ فلک آفریں خواں ہی تدبیر پر
مزہ دیتی ہی یاد اس حال کی ‏ ستاؤں میں تفصیل احوال کی
کہ اکدن قدمبوس کی آرزو ‏ مجھی لی گئی شاہ کی روبرو
بجالا کی آداب دربار میں ‏ ہوا جا گزیں قربِ حضار میں
دمِ صحبتِ ذکرِ شعر و سخن ‏ کیا میں کچھ قصدِ اظہارِ فن
عطوفت سی پاکر ارادہ قوی ‏ اوٹھا اور کی نذر اک مثنوی
اوسی آپ لی جا بجا دیکھکر ‏ کیا مجھسی ارشاد یوں مختصر
کہ تو اس ریاست کی احوال کو ‏ اکابر کی اعزاز و اقبال کو
تقارب میں کر نظم آغاز سی ‏ سحر ساز ہو فکرِ دمساز سے
خلافِ حقیقت سی وقت رقم ‏ رہی پاک نطقِ زبانِ قلم

زبس یک فنی مشق ہر فن مین ہی — یگانہ علوم و ہنر فن مین سے

طبیعت مین ہی قدردانی کمال — چلے آتی ہین سیکڑون ذی کمال

کہی جمع عالم جو اس شہر مین — نہین شرق سی غرب تک دہر مین

وہ بے مثل شاعر ہین نوکر یہان — دبیر فلک جنسی سیکہی زبان

فصیحون کی نزدیک اونکا کلام — سند معجزہ کی طرح لاکلام

غرض آج زیرِ سپہر بلند — نہین کوئی ایسا شہ ارجمند

محامد ہون سب مجھہ سی کیونکر بیان — نہ اتنی طاقت نہ ایسی زبان

اوٹھاؤن مین ہاتھہ اب دعا کی لئے — کہین قدسی آمین خدا کی لیی

الٰہی ہی جب تک سپہر بلند — نقوش کواکب سی چینے پرند

اوگاتی ہی جب تک زمینِ چمن — گل و لالہ و سنبل و یاسمن

گلستان مین جب تک نسیم بہار — دکہاتی ہی غنچون مین چہپکر اوبہار

فروزندہ جبتک ہین شمس و قمر — نظر آتی ہین روز و شب جلوہ گر

زمانی مین جب تک سحرگاہ و شام — فلک کو ہی گردش زمین کو قیام

ہمیشہ رہی مسند عز و جاہ — قدمبوسِ سلطانِ گیتی پناہ

برنگِ سمن شاہِ نازک دماغ — رہی گلشنِ دہر مین باغ باغ

عدو کی لیی شادمانی ہو غم — خوشی مین ہو بالیدگی سی ورم

رہی اخترِ بخت عالم فروز — جلی رشک سی دشمنِ تیرہ روز

ہی جہاں پر زندگی جو حرام — اطاعت کو سمجھے عبادت مدام

گذرتا ہی انکی سے وقتِ عتاب — لرزتا ہوا جیسے پر آفتاب

میسر کسیکو یہ سطوت کہاں — یہ فیروزمندی یہ شوکت کہاں

حاطہ تہا جو عالم میں مشہور تہا — نہ ہمرتبہ قیصر نہ فغفور تہا

لوازم ریاست کی ہیں حسن قدر — سراسر ہی ہر جزو و کل پر نظر

شب و روز ہر دم یہی فکر ہے — تغافل تساہل کا کیا ذکر ہے

عدالت پر اوسکی ہی عالم کو ناز — ثنای فلک سی ہیں سب بی نیاز

ثنا خوان دعاگو ہیں شام و سحر — فلک پر فرشتی زمیں پر بشر

سرالی ہی داد و ستد متصل — دعا لیتی ہیں دی کی آرامِ دل

و مور ترحم کی تاثیر سے — مزاج آشنا عفو تقصیر سے

گوارا نہیں اس قدر رہی محو — کہ بلبل غمِ گل میں ہو نعرہ زن

تعشق میں پروانی محمود سے — جلیں آتشِ شمع پر لوہی

بشکلِ رسولانِ عالم پناہ — نہ پروایِ تاج و نہ شوقِ کلاہ

خودی خودپسندی کی عادت نہیں — کہیں نام کو بھی نخوت نہیں

اولی الامر ہی اہلِ اسلام کا — مرجع ہی قرآنی احکام کا

بتاتا ہی راہِ شریعت ہمیں — عبادت ہی اوسکی اطاعت ہمیں

جو ممنون سلطانِ عالم نہیں — حقیقت میں وہ ابن آدم نہیں

لقب ہے آپ کا زیر چرخ بریں | کسی کو کسی سمت ملتا نہین
شب و روز ہین جستجو مین خراب | ادہر ماہ تابان اودہر آفتاب
عدالت کی جب سی سُنی داستان | سر فتنہ ہی مست خواب گران
سمجھتے ہین مردان عالی ہمم | جہان شجاعت سپہر کرم
زمانی مین اللہ رکہی مدام | سخاوت کا اونکی بدولت ہی نام
پی انتظام جہان خراب | مشیت نی اوسکو کیا انتخاب
دیا ساز و سامان دولت تمام | کیا خوگر جود و ہمت تمام
شب و روز دست کرم ہی دراز | رعیت ہی آسودہ و بی نیاز
کسی کو غم خستہ حالی نہین | کہین جور بی اعتدالی نہین
ہوا زرفشان جبسی دست کرم | عرب بہی ہی ممنون مثل عجم
دل آباد علمی خیالات سی | ہمہ دانی اونکی کمالات سے
شہ کشور اعتبار سخن | وقار سخن افتخار سخن
ادب مین معانی ہین معقول مین | اصول مسائل ہین منقول مین
برابر ہی نسبت دل پاک کو | کہین شک نہین فہم و ادراک کو
شکوہ و تمکن کا وہ رنگ ہے | کہ کوہ گران سنگ پاسنگ ہی
تہور جو دیکہے دم کارزار | دل و جان سی ترک فلک ہو نثار
کری وہ عدو پر جو لشکر کشی | وبال سر کینہ ہو سرکشی

پہونچکر وہاں مضطرو خستہ حال
کروں چشم پر آرزو کو نہال

لگا کر حریم حرم کو گلی
نکالوں دل تنگ کی حوصلی

وہیں دفن مرکر میں غمناک ہوں
غبار در روضۂ پاک ہوں

اوٹھوں حشر کو پہلوئے خاک سی
لپٹ کر سر دامن پاک سی

رہوں زندہ جبتک وہاں صبح و شام
طفیل محمد علیہ السلام

زیارت کروں قبر اصحاب کی
بجھاؤں لگی جان بیتاب کی

منور دل شوق مضطر کروں
تمنای دیدار کامل کروں

مدح حضور پر نور گوہر تاج ابہت شہریاری یاقوت اکلیل مملکت و تاجداری حاجی حرمین شریفین زائر روضۂ شہنشاہ خافقین جناب معلی القاب حامی دین محمد نواب کلب علیخان بہادر دام اقبالہم و ملکہم

خبردار ہو ساقی بیخبر
کہ صبح تمنا ہوئی جلوہ گر

پلا آج می جام خورشید میں
کہ جیسکی سخن سرم جمشید میں

زبان و لب خشک کو تر کروں
دہن چشمۂ آب کوثر کروں

اوٹھاؤں دم فکر مضموں قلم
کروں مدح کلب علیخان رقم

جسی کہتی ہی خلق شاہ ونگاہ
پناہ جہان و جہاں پناہ

سر و مسند تحل رزو مال سے
تو مسند تیری اقبال سے

عروج بلند اختری دیکھکر
جھکاتا ہی سر آسمان خاک پر

دو رنگی سے تھی طبع والا نفور | نہ پایا کبھی سایہ نی قرب نور

تھی اوس رم سی دانای راز صمد | کہ صبح ازل تھی نہ شام ابد

تفاول سی مہر فلک ہر سحر | زیارت سی حضرت کی تہا بہرہ ور

مقیمان کوی رسول کریم | نہین طالب سیر باغ نعیم

شہ انبیا خاتم مرسلان | شفیع امم قدوۃ الکملان

جگر خستہ تسلیم خانہ خراب | جسی کہتی ہین سب غلام جناب

دل آشفتہ آشوب دنیا سی ہے | پشیمان اپنی تمنا سی ہے

مری حال پر خواب مین گاہ گاہ | جو ہوتی تہی چشم کرم کی نگاہ

تسلی دل و دیدۂ ترکو تہی | خوشی عید کی جان مضطر کو تہی

بہت دن ہوئی اب تو وہ بہی نہین | دل و جان کو وجہ تسلی نہین

ہوئی کیا خطا مجسی تقصیر کیا | دکہاتی ہی نیرنگ تقدیر کیا

شب و روز ہون ناامید کرم | اوٹہاتا ہون حسرت کی صدہا ستم

غم کم نگاہی کی سنکر بیان | مری آرزو مجسی ہی بدگمان

حضوری کی دولت سی قاصر ہون مین | مسلمان ہی ہون نہ کافر ہون مین

تمنا ہی ای رحمت ذوالمنن | طفیل جناب حسین و حسن

مجھی بہی کبہی یاد فرمائیے | زیارت سی دلشاد فرمائیے

ہم اندیشۂ شوق بیباک ہون | روانہ سوی روضۂ پاک ہون

نکلتے تھے ہر بادیِ الدار مین ۔ یکھا دیتی آنکھیں ملک راہ میں
ہوا ختم تم آثار سی جلوہ گر ۔ وہی مستند تھی وہی تھی حسد
تاکر رہِ راست قرآن سی ۔ مشرف کیا سبکو ایمان سی
چراغ ہدایت کیا جلوہ گر ۔ ضلالت سی لائی ہمیں راہ پر
جدھر تھی وہ لیکے تیغِ دودم ۔ ظفر دوڑ کر چوم لیتی قدم
اونہیں کا رضا جو خدای جہاں ۔ دعا کا طلب گار اثر ہر زماں
زمین و فلک عرش و کرسی تمام ۔ کیا دم مین طی کی قیام و مقام
کسی اور مین یہ فضیلت کہاں ۔ میسر یہ شانِ نبوت کہاں
کہیں آپ کا کوئی ہمسر نہین ۔ زمیں پر نہین آسمان پر نہین
مسیحا ہی تھی کلمہ گو مسیح تمام ۔ ہر اک بات اعجاز تھی لا کلام
کمالاتِ اعجاز کی مہر و ماہ ۔ فلک پر ہیں دن رات اسکے گواہ
لیاقت مین ملعار تک چلین سے ۔ غلام اونکی بہتیرے سلاطیں
شہنشاہ تبلیغ احکام کے ۔ مقنّنِ قوانینِ اسلام کے
زمین پر شرف بخشِ بیت الحرام ۔ فلک پر صفِ انبیا کی امام
ہر اک ذرہ خاکِ گذرگاہ کا ۔ ضیا بخش خورشید کا ماہ کا
اگر دیکھی وہ عارضِ پُر صفا ۔ تصدق ہو صبح ازل کی ضیا
نبوت کی حضرت سی پایا شرف ۔ وہ ہین افضل انبیای سلف

امیرِ عرب شہر یارِ عجم — جہانِ کرامت سپہرِ کرم
کیا جلوہ گر نورِ اسلام کو — دیا حکمِ پامالِ اصنام کو
محمد کہ ضامن شفاعت کے ہین — وسیلہ گنہگار امت کی ہین
اونہین سی ہوئی محفلِ فرشیان — زیارت گہ دیدۂ عرشان
فروغِ کمالاتِ مستور سی — خلائق کی دل بہر دیی نور سے
ہوا جب سی ملکِ عرب جلوہ گاہ — وہان کا ہر اک ذرہ ہی مہر و ماہ
زمینِ مدینہ ہی عنبر سرشت — وہان کی خس و خار رشکِ بہشت
شبِ قدر وابستہ گیسو کی تہی — کلیدِ جنان جنبش ابرو کی تہی
عروجِ آسمانِ شریعت کے تہی — فروغِ آفتابِ طریقت کی تہی
خلاصہ حقیقت کی عرفان کی — شرف دین کی فخر ایمان کے
دکہایا شجاعت نی جب دم کمال — ہوئی سرکشانِ جہان پائمال
شریک و جدا ہین کثرت مین تہے — وہ ظلِ الٰہی حقیقت مین تہی
عدو خسرو گوہرِ تاج کے — کسِ بیکسان دستِ محتاج کے
زبانِ آشنا حرفِ اسرار سے — عیان شانِ اعجاز گفتار سی
کشش دل کی حرف و حکایات مین — اثر اسمِ اعظم کا ہر بات مین
فلک سائبان اونکی ایوان کا — زحل پیر گمان ایک دربان کا
دمِ شوقِ بالا روی برق دم — زمین و فلک گردشِ یک قدم

سرکھہ دفترِ جرم میراں مین — خجل کر۔ محشر کے میدان مین

گر رحاؤں میں پل سی مانند برق — نہوں سیلِ طوفان آتش میں غرق

چھٹوں قیدِ زندانِ محشر سی میں — ملوں ساقیِ جامِ کوثر سی میں

کروں عرض ای داورِ دیں پناہ — شفیعِ ستمدیدگانِ گناہ

جگر تفتہ خورشیدِ محشر سی ہوں — غلامانِ اولادِ حیدر سی ہوں

لبِ تشنہ ہیں موج اخگر مجھی — عنایت ہو اک جامِ کوثر مجھے

وہاں سی طفیلِ حسین حسن — سوی باغِ رضوان نہ ہوں خندہ زن

وہ عالم ہو میرا وہ ساماں ہو — فرشتہ بھی دیکھی تو حیران ہو

رہوں خلد میں خاص مدحت کناں — جلانی سی میری ہو دوزخ کو یاس

یہ امید یارب ہو کثرت سی ہے — فقط تیری احسان و رحمت سی ہی

وگرنہ مری یہ حقیقت کہاں — کہ ہوں طالبِ رتبۂ صالحاں

خطاکار ہوں پُرگناہوں میں ہوں — ذلیلوں میں ہوں روسیاہوں میں ہوں

عمل وہ کہ جن سے کرم حاصل نہیں — تجھی منہ دکھانیکی قابل نہیں

سمجھکر دمِ حشر لغو و فضول — کری گا نہ دوزخ بھی مجکو قبول

مگر ہاں یہ احسان قسمت کے ہیں — بہانی کرم کے عنایت کی ہیں

کہ امت میں تیری پیمبر کے ہوں — حمایت میں ساقیِ کوثر کی ہوں

نعت سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ وسلم

بنایا ہی قسمت نی خود بین مگر
نہین آجتک مجکو اپنی خبر

تری معرفت کا کرون کیا خیال
کہ اعمی سی سیر گلستان محال

دو رنگی کا میری ہی لالہ گواہ
کہ ظاہر مین ہون سرخرو دل سیاہ

لگا آگ ایسی کہ دل پاک ہو
سوا تیری جو دل مین ہو خاک ہو

دم مرگ کر دستگیری مری
رہائی دکہائی اسیری مری

اوٹہاؤن نہ مین سخت جانی کی ناز
اجل کی کشاکش سی رکہہ بی نیاز

تنِ خستہ سی جان مانندِ بو
نکل جائی بنکر تری آرزو

نہ لیجاؤن دنیا سی غم خاک مین
ملون مثلِ نقشِ قدم خاک مین

کنارِ لحد عطر آگین بنا
کفن رشکِ دامان گلچین بنا

گلِ خلد کی بو گلِ داغ دی
غبارِ زمین نکہتِ باغ دی

تجلی گہِ نورِ جاوید ہو
ہر اک ذرہ ہمتابِ خورشید ہو

جگائی جب آشوبِ محشر مجہی
نہ سونی دی میرا مقدر مجہی

صدا آئی برخیز کی کان مین
طلب ہون قیامت کی میدان مین

برنگِ گل و غنچۂ مشکبو
زمینِ لحد سی اوٹہون سرخرو

گناہون کی شامت سی مضطر نہون
غبارِ بیابانِ محشر نہون

سمجہکر شہیدِ محبت مجہی
لگالی گلی تیری رحمت مجہی

نہ توڑا آسمانِ غضب جان پر
نہ مجہی چہوڑ دی میری ایمان پر

رو شوق میں سوری سازدی
ہوا ہی جو سر تیری سجدیں خم
بلندی سر چرخ سائی کو دی
عطا کر وہ دل یا الٰہی مجھے
ستمدیدہ ہجر میں دیا ہو
شکیب آزمای مصیبت رہے
تری شوق میں کہا کی سوچ و تاب
ہمیشہ برنگ گل نا رون
سمائی نہ اپنی جسد گوش کو
رہو در رفتہ تنگدستی رہے
رہو لی سے بیچ سوی گلشن کری
خودی بیخودی کا نہ کچہ ہوش ہو
ہمیشہ برنگ گل آفتاب
تری راہ میں مثل نقش قدم
رہا بیم و رجا کا رہے
اگر شاد پروای دنیا سی ہو
مین بیکس ہوں یارب تو بیکس نواز

سر نگشد ربال پرواردی
مگر اوسکو پامال راہ صنم
رسائی مری نارسائی کو دی
خودی مترددہ ہیگا ہی مجھے
بلا کیش عرض تمنا ہو
پر آشوب شور قیامت رہی
پہری روز و شب صورت ہیچ آب
رہی اپنی ماتم میں جو میں کعں
دعائیں دی لبہای خاموش کو
حباب می فاقہ مستی رہی
تری داغ سے سینہ گلشن کرے
غم دین و دنیا فراموش ہو
رہی تیری دیدار سی کامیاب
رہی پائمال جفا دمبدم
طلبگار تیری رضا کا رہی
پشیماں اپنی تمنا سی ہو
اوٹہاؤں کہا تک مصیبت کی بار

بلا ہوگئی میری ہستی مجھی | نہین چھوڑتی بت پرستی مجھی
بتون کا دل وجان سی دلسوز ہون | انہین کافرون کا شب و روز ہون
اسیر ہوای رہائی ہون مین | طلبگار مشکل کشائی ہون مین
اگر لطف وی رخصت نیم دم | ادہر بہی ہو کوئی نگاہ کرم
طلسم فریب بتان ٹوٹ جائی | دل رشتہ بر پا مرا چھوٹ جائی
تری لطف سی تیرا شیدا ہون مین | تجہی سی طلبگار تیرا ہون مین
ملون جلوہ حسن پر نور سے | کرون دیر کو بندگی دور سے
اگر تو ندی شادمانی مجھی | مبارک ہو آشفتہ جانی مجھی
تری یاد مین خود فراموش ہون | کرون دل کو گویا مین خاموش ہون
نہو حاجت می پرستی مجھی | مزہ دی مرا جوشش مستی مجھی
سبکروح ہو کر پہرون چارسو | نہ دم بہر بہی دم لون کہین مثل بو
پریشان ہون صحبت گل سی مین | گریزان ہون فریاد بلبل سی مین
تری شوق مین مثل صرصر پہرون | اوڑاتا ہوا خاک سر پر پہرون
سری چا مین موج سان سر بسر | رہی مجکو ہر دم وطن مین سفر
غم شعلہ الفت سی دل شاد رکھہ | ہمیشہ مجھی محشر آباد رکھہ
فروغ محبت کی قابل بنا | مری دل کو خورشید منزل بنا
ضلالت تری صدق مین دور ہو | یہ ظلمت کدہ عالم نور ہو

کہیں شغلِ اعمار و احکام ہے | ما نامشا نا ترا کام ہے
کبھی تجکو بی اختیاری نہیں | ترا کار و بار اضطراری نہیں
کنار زمین گل سے بہرتا ہی تو | چمن رشکِ فردوس کرتا ہی تو
تری عشق تیرِ شوریں کہا کی جوش | گلِ داغ لالہ ہی جیت فروش
تری شوق میں سرو بوستان | پڑا مست لیتا ہی انگڑائیاں
تری بنکی دیوانہ سینہ چاک | بگولی اوڑاتی ہیں صحرا میں خاک
پڑا ہی بیابانِ جانکاہ میں | شب و روز جادہ تری راہ مین
نمایش تری شان کی دیکھکر | کبھی وجد میں جہومتی ہین شجر
سوا تیری جتنی ہین عالی ہیں سب | عبادِ رہِ بی نشانی ہیں سب
بس ای کلکِ تسلیم شوریدہ معر | کہانتک سرِ حرفِ گفتارِ لعز
تو خس ہی رہِ محمدب مرقام | سرِ شعلہ پر رکہہ نہ ٹہر کر قدم
غنیمت سمجہ عمرِ میں جامات کو | اوٹہا ہاتھہ اپنی مناجات کو

مناجات بحضرت قاضی الحاجات

الٰہی بیان زبان دی مجہی | زبان فصاحت بیان دی مجہی
تری حمد دن رات کرتا رہون | یونہیں صرف اوقات کرتا رہون
بہت دن سی تسبیح مسم خانہ ہون | ترا مہر کی دلسوزِ بیگانہ ہون

تری شوق مین ہو کے پُر اضطراب — اوٹھاتی ہین پانی سی گردن حباب

تری جستجو مین ہین شام و سحر — روان قافلی موج کی بی خطر

تجھے دیکھکر حسن کی شان مین — بگولی ہین رقصان بیابان مین

جو تو چاہی تسکین بیتاب کی — کری پرورش شعلہ سیماب کی

ترا غلغلہ دوست و دشمن مین ھے — ترا ذکر شیخ و برہمن مین ہی

نہ بتخانہ خالی نہ خالی حرم — کہین تو خدا ہی کہین ہی صنم

فقط اعتباری ہی دونون فرق — وہی نور شعلہ وہی نور برق

نہ ہمسے جدا ہی نہ ہمخانہ ہی — نہ تو آشنا ہی نہ بیگانہ ھے

تری ساتھ عالم کی ہستی بھی ہی — جہان تک بلندی ہی پستی بھی ھے

فنا کو وہ نسبت ہی جاوید ہی — حرارت کو جو جرم خورشید سی

یہان رنگ حسن سخن اور ہی — زبان اور انداز فن اور ھے

ہین کیفیت حمد پر پیچ و خم — قیامت ہی رکھنا برابر قدم

شراب محبت کی تاثیر سے — نہین چارہ مستانہ تقریر سی

معاف ای خداوند کون و مکان — دوئی ذات مین تیری ممکن کہان

مبرا ہی پستی بلندی سی تو — منزہ ہی چونی و چندی سی تو

یہ پایا گیا ماعرفناک سی — کہ تو پاک ہی درک و ادراک سی

نہین تجھ مین گنجایش کیف و کم — تری قرب سی دور ہر بیش و کم

بہارِ کرم سی تری کہا کی جوش | زمیں گلستاں ہی جنت فروش
محبت جلوۂ حسن کی شان ہی | جدھر دیکھیی عقل حیران ہی
کہیں جلوۂ دل کی تجلی ہی تو | کہیں غمزۂ مردوں کی تسلی ہی تو
دل میں کبھی دل کبھی جان ہی | کبھی جان و دل کا تو ایمان ہے
کبھی ہای ہوی خرابات ہی | کبھی شورِ اہلِ مناجات ہی
کبھی غنچۂ گل کی پردی میں گل کی امنگ | کبھی لو کبھی شوقِ پروازِ رنگ
کبھی آمدِ موسمِ نوبہار | کبھی رخصتِ نالہ ہای ہزار
کبھی خندۂ گل کی ستے | کبھی آبروی اشکِ بلبل کی ہی
یہ دل تجھ سی ہم وسعتِ صد جہاں | جہان اسمیں قدرت سی تیری نہاں
فروتی کی لی کام اگر کم سے تو | بنھا دی جہنم کو شبنم سی تو
مٹا دی جو شاہوں کی تو شان کو | کرے مورِ عاجز سلیمان کو
مبرا سحر سی تری نام سے | الگ قیدِ آغاز و انجام سی
تری خوانِ نعمت سی روزینہ خوار | غریب و امیر و صغار و کبار
وہ فردوس جو سب کا مامول ہے | تری باغِ وسعت سی اک پھول ہے
جہنم ہی پیشِ حقیقت مگر | تری آتشِ قہر سی اک شرر
بنائی ہی دیدۂ چرخِ پیر | مہ و مہر سی عینکِ دلپذیر
فلک میں تری ہی لباس حیا سو | رہ اس سر کی ہل روز و شب آنکھ

خدایا کوئی صاحب تاج ہی
تری در کا ہر ایک محتاج ہی

کسیکی کسی وقت ہستی نہین
تری آگی کچہ اوج و پستی نہین

زمانہ ہی بیچارہ تو چارہ ساز
تری سب ہین محتاج تو بی نیاز

خلائق کو کن سے ہویدا کیا
مشیت نی تیری جو چاہا کیا

جہانداری و تیغ شاہونکو دی
شکست و ظفر کج کلاہون کو دی

عطا کی غریبون کو بیچارگی
دل افسردگی دی جگر خوارگی

کیی خلق دو راز دانِ قدیم
نبی بہرِ دین بہرِ دنیا حکیم

دلِ خلقِ عالم رخِ تیرہ خاک
کیا انبیا نی ضلالت سی پاک

بتائی ہر اک کو رہِ مستقیم
دکہائی بہارِ فضائی نعیم

حکیمون نے پیدا کیی دہر مین
معیشت کی اسباب ہر شہر مین

صناعت مین جے عقلِ کامل انہین
کیا سوی ایجاد مائل انہین

و سلطانِ آفاق ہی بی وزیر
نہ ہمدم ہی کوئی نہ کوئی مشیر

تری بادشاہی وسعت کے سات
بڑی حشمت و شان و شوکت کے سات

ازل سی ابد تک ہی سرحد تری
تصور سی باہر ہی ہر حد تری

پہر تجہہ سی کیا کوئی گم کردہ راہ
نہین دونون عالم مین ممکن پناہ

تری زیرِ فرمان زمین و فلک
تری تابعِ حکم انس و ملک

کیا آب دریا روان سنگ سی
لیا کارِ فیاض دل تنگ سی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی ہی تو پادشاہِ جہاں
تجھی سی ہی پشت و پناہِ جہاں

ہر اک پر ترا لطف درات ہی
خداوندِ عالم تری دات ہی

تو قطرے کو ہم موجِ دریا کری
تو ذرے سی خورشید پیدا کری

تری یاد سی دل میں تنویرِ شرق
تری غم سی سینہ ہم آغوشِ برق

کیی جلوہ گر تو نی پیشِ نگاہ
سپید و سیہ روز و شب مہر و ماہ

تری کلکِ قدرت سی کون و مکاں
نظر میں ہی اک نقطۂ امتحاں

قِدم سی تری کم رسائی قدم
ازل ہیم لحظہ ابد ہیم دم

سزاوار ہی پادشاہی تجھی
مسلم ہی عالم پناہی تجھی

نہیں فلسِ ماہی سی تا اوجِ ماہ
کہیں تیری تیغِ غضب سی پناہ

بعون خالق سخن آفرین و بانی آسمان و زمین جل جلالہ
مثنوی بے عدیل حسب الحکم حضرت مالک الملک سبحانی خلیفہ رحمانی حضور نواب کلب علیخان صاحب بہادر دام اقبالہم و ملکہم مسمی بہ
تاریخ بدیع
تصنیف منشی امیر اللہ صاحب تسلیم بدار الریاست مصطفیٰ آباد عرف رامپور از اہتمام محمد حسین خان
در مطبع حسنی محمد حسن خان واقع رامپور بطبع رفت

بعون خالق سخن آفرین
مثنوی بے عدیل حسب الحکم حضرت سبحانی خلیفۂ ربانی حضور نواب کلب علیخان صاحب بہادر دام اقبالہم و ملکہم مسمّیٰ
تصنیف منشی امیر اللہ صاحب تسلیم بدار الریاست مصطفے آباد عرف رامپور باہتمام محمد حسین خان
در مطبع حسنی محمد حسن خان واقع رامپور زیور طبع یافت